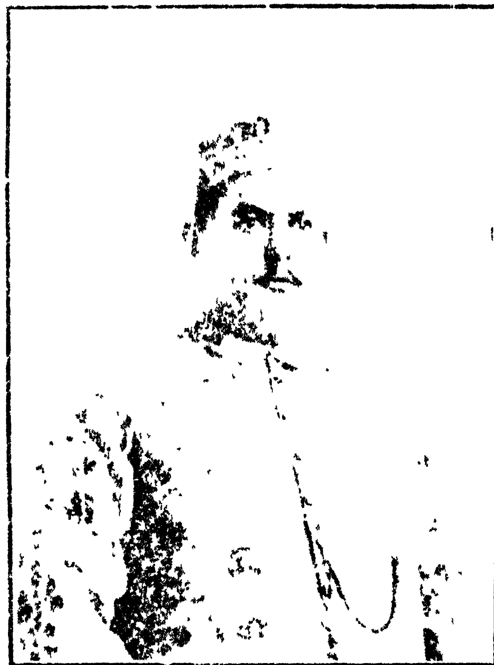
U. 7'70



فخر ملت جناب الحاج خان بہادر
چودھری ارشاد حسین صاحب تعلقدار ردولی
جنکے اسم گرامی سے کتاب انسان اعظم معنون کی گئی ہے

انسانِ اعظم

باسمہٖ سبحانہٗ و تعالیٰ

دیباچہ

جب کسی بزرگ کی سوانح عمری اور حالات لکھے جائیں تو مورخ کا فرض ہے کہ اُسکے اعمال و زندگی کے ہر ہر جز کو اُس مذہب کی روشنی میں دیکھے جس مذہب سے اُسکا تعلق ہے۔ اگر وہ مذہبی ہستی ہے یا لامذہب ہے۔ ہر حالت میں اُس کو مذہب سے علیحدہ رکھ کر دیکھنا چاہیے۔

یہ اسلیے لازم ہے کہ مذہب ہی ایک ایسی شے ہے جو انسان کے ہر شعبہ زندگی پر حاوی ہوتا ہے۔ لہذا زندگی کا ہر پہلو اور ہر کام مذہبی رنگ میں ڈوبا ہوتا ہے۔ اگر کوئی ہم سے مطالبہ کرے کہ ایک لامذہب کو مذہبی روشنی میں جانچو یا اسکا عکس تو یہ مطالبہ بالکل غلط اور اُس کے پورا کرنے کی کوشش ناکام ہوگی اور تاریخ کے ہیرو کی صحیح زندگی کی ترجمانی ناممکن ہو جائے گی۔

اس کتاب کا ہیرو علی ابن ابیطالب علیہ السلام جس مذہب سے تعلق رکھتا ہے وہ اسلام کا مذہب ہے۔ لہذا اُن کی زندگی کے ہر واقعہ کو اسلام کے مسلمات کی روشنی میں دیکھنا ناگزیر ہے۔ چنانچہ ہم نے اس بات کی کوشش کی ہے کہ اس مقدس ہستی کو محض انسانی جامہ میں

دکھا دیں اور انسان کامل ہونے کی حیثیت سے اُن کو پیش کریں یعنی جیسی ذات تھی اُسکے واقعات زندگی ادھورے اور نامکمل رہ جاتے۔ اگر اُن کے مذہبی خصوصیات کو نظر انداز کر دیا جاتا ہمنے کوشش کی ہے کہ اپنے ہیرو کے واقعات زندگی کو تمام تر علماء و محققین و مورخین و محدثین اہلسنت کی مستند کتابوں سے اخذ کریں جسمیں نہ تعصب کا الزام ہو نہ کسی فرقۂ اسلام کو انکار کا موقع ملے نہ شکوہ و شکایت ہو۔ اسلیے کہ علی ابن ابیطالب تو وہ برگزیدہ ذات ہے جو ہر مسلمان کیلئے یکساں طور پر قابل تقدیس ہے۔

بیشک بعض واقعات تاریخی ایسے بھی درج ہیں جو اگرچہ مستند و معتبر کتب اہلسنت میں موجود ہیں اور مورخین و محدثین نے بلا انکار اپنی کتابوں میں درج کر رکھے ہیں۔ باوجود اس کے بہت سے فرقہائے اسلامی کے عقائد اُس کے خلاف ہیں اور خوش قسمتی یا بدقسمتی سے شیعہ عقاید سے بالکل مطابق ہیں۔ لہذا ہمنے اُن واقعات تاریخی کو مستند ہونے کی وجہ سے درج کر دیا ہے۔

ہمنے اگر کوئی غلطی اس بارے میں کی ہے تو وہی غلطی ہے جو مستند مورخین نے اُن واقعات کو مستند قرار دیتے ہوئے درج صفحات کیا ہے۔ اس سے نہ مناظرہ مقصود ہے نہ کسی کی دل آزاری منظور ہے نہ غلو ہے۔

جن کتب تاریخی میں حالات علی کا ذکر ہے وہ ایسا زمانہ تھا جس میں علی کی ذات کے متعلق غلو سے کام نہیں لیا جاتا تھا۔ مصنفین بھی ایسے تھے جن کو غلو سے نسبت دیجا سکے بلکہ شیعوں کی کتابیں اسقدر نہیں جس قدر اہلسنت کی کتب ہیں۔ وہ واقعات اور تاریخی معمولی اور تاریخی اور سنی نقطہ نظر سے اُن کو دیکھنا چاہیے۔ جہاں کہیں ذرا

رسول یا دیگر اقوال کا ذکر اگر کسی تحریر میں ہو تو قریب قریب لکھا ہے۔ ترجمہ کی طوالت
کی وجہ سے اصل عربی عبارت نہیں لکھی گئی۔

حالات امیر المومنین میں سابق و حال کے مورخین نے جو کتابیں لکھی ہیں وہ
سینکڑوں کی تعداد میں عربی فارسی اردو کی تصنیفات موجود ہیں۔ ہم کو مستقل کوئی
سیرت اور تاریخ کی کتاب لکھنا مقصود نہیں ہے۔

مقصد ہمارا اس کتاب سے علی کے حالات پر مختصر تبصرہ ہے۔ اور اس سے تجربہ محیط
انسانیت کے چند واقعات تاریخی پر اختصار ہے۔ جن سے ایک نسبت ملتی ہے۔
زمانہ جس چیز کا مطالبہ کر رہا ہے اسکو مدنظر رکھا گیا ہے تاکہ آئندہ حالات پر تجربہ
کرنے والے اور تاریخ نویس مندرجہ فہرست کے ہر عنوان پر مفصل شرح و بسط سے
فلسفیانہ تاریخ لکھیں اور انسانیت کی ایک اہم خدمت کو انجام دے کر مشکور
فرمائیں۔ ہم نے جس عنوان کے تحت جس واقعہ کو لکھا ہے بعد کتابوں
کے حوالجات جہاں کہیں دیدیے ہیں اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کتابوں میں
ہر واقعہ موجود ہے، بلکہ ان واقعات کو کسی نہ کسی شکل سے ان کتابوں میں اندراج
ہے اور جہاں کہیں کسی ایک واقعہ کے متعلق حوالجات دیے ہیں وہ کتابوں میں
مل سکتے ہیں۔ وباللہ التوفیق۔

انھیں حضرت علی کے جسقدر صفات لکھے گئے ہیں وہ اجمالی حیثیت سے لکھے گئے
ہیں۔ ہر ایک صفت کے ثبوت میں متعدد مثالیں بنظر اختصار نہیں دی گئیں روزمرہ زندگی
کے واقعات موجود ہیں جن سے ہر بات کی تصدیق و تائید ہوتی ہے۔ اسکے لیے کہ
اور سوانح حیات علی کا مطالعہ ضروری ہے۔ بعض مقامات پر صرف ایک ایک واقعہ یا

مثال پر اکتفا کی گئی تاکہ مضمون کو طول نہ ہو۔ بیشمار ایسے خصائص اور کمالات ہیں جو سوا علی کے کسی صحابہ میں نہیں پائے جاتے، اور تمام صحابہ اور انصار میں ملا کر جتنے صفات بتائے جا سکتے ہوں سب علی میں تنہا موجود تھے۔

احمد النقوی۔ ۳۰ دسمبر ۱۹۳۰ء

(۱)

مولود کعبہ

۱۳۔ رجب بروز جمعہ ہجرت سے ۲۳ سال پیشتر سنہ ۶۰۰ء میں علی ابن ابیطالب خانۂ کعبہ میں پیدا ہوئے ... تھا۔ کعبہ میں بجز علی کے کسی اور کی ولادت نہیں ہوئی (مناقب ابن مغازلی، فصول مہمہ مالکی، ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ دہلوی۔ خواص الائمہ سبط ابن الجوزی، انسان العیون علی ابن برہان الدین حلبی)

(۲)

علی نام خدا سے مشتق ہے

رسولخدا نے فرمایا کہ خداوند عالم نے رجب ... آدم کو خبر دی کہ اس نے علی کا نام اپنے نام علی (علی) سے لیا ہے (فرائد السمطین حموینی)، اور جناب ابوطالب نے خدا سے خانۂ کعبہ میں دعا کی، ہاتف غیبی نے علی کی مبارکباد دیکر جناب ابوطالب کو مولود کا نام علی رکھنے کا حکم دیا (زین الفتی)۔ خدا کا انبیاء سے ہمکلام ہونا اور انبیاء کو ماضی و مستقبل کے اہم واقعات کے متعلق اہم

شخصیتوں سے باخبر رکھنا اور اپنے دین کے باقی رکھنے والوں مطلقاً مساوی کا نام بتانا اگر اصولاً صحیح اور توریت و انجیل و قرآن کی تعلیم کے مطابق ہو تو اس واقعہ سے انکار ممکن نہیں اور نص خلافت رسول کا یہی فلسفہ ہے۔

(۳)

اسماء والقاب

(۱) علی آپ کا نام ہے (۲) حیدر آپ کی والدہ نے نام رکھا۔ القاب بہت سے ہیں منجملہ اُن کے (۳) ذوالقرنین (۴) بطین (۵) انزع (۶) یعسوب المؤمنین (۷) امیر المؤمنین (۸) ولی (۹) وصی (۱۰) تقی (۱۱) قاتل الناکثین والقاسطین (۱۲) شبیہ ہارون (۱۳) صاحب اللواء (۱۴) خاصف النعل (۱۵) کاشف الکرب۔ (۱۶) ابوالریحانتین (۱۷) ابوالحسن والحسین (۱۸) ابوالقصم (۱۹) ابوتراب (۲۰) ابومحمد (نسائی) تذکرہ خواص الامۃ، مسند احمد بن حنبل، صحیح بخاری، صحیح مسلم، القاب واسماء نبی کے کسی اخلاقی تاریخی واقعہ کو ظاہر کرتے ہوئے اُن کی بزرگی و شرف کو بتاتے ہیں۔

(۴)

علی سیف اللہ ہیں

حدیث نور میں خود رسول خدا نے فرمایا علی سیف اللہ ہیں (رفاہ المسلمین شرح النہج) دین کی نصرت و تحفظ اسلام میں علی کی جدوجہد التاریخ کی نہ بھولنے والی کشمکش ہے

جو علیؑ کی ذات پر منحصر ہے، تو بجز علی کسی کو سیف اللہ کہنا غلط ہے اور رسول کو جھٹلانا ہے

(۵)

علیؑ امیر المومنین ہیں

خود رسولِ خداؐ نے علیؑ کو امیر المومنین فرمایا ہے (مناقب اخطب خوارزمی، فرائد السمطین، مناقب ابن مغازلی، مناقب ابن شاذان، فردوس دیلمی) اور جہاں کہیں قرآن میں لفظ مومن آیا ہے اُن سب مومنوں کے امیر علی ابن ابی طالب ہیں (تاریخ الخلفاء سیوطی) رسولؐ کا علیؑ کو دیا ہوا یہ لقب بعد میں عام کر دیا گیا۔

(۶)

علی کی خاکساری

علی مسجد رسولؐ میں خاک پر سو رہے تھے جسم خاک سے بھرا ہوا تھا، رسولِ خداؐ نے آپ کو ابو تراب کہہ کر جگایا، اس لقب سے علی بے حد خوش ہوتے تھے، اور بنی امیہ استہزا کرتے تھے، اور اسی لقب سے علی کو دشنام دیا کرتے تھے (تذکرہ خواص الامۃ سبط ابن جوزی، مسند احمد بن حنبل، [illegible] السمطین، صحیح بخاری، صحیح مسلم، خصائص امام نسائی، مناقب اخطب خوارزمی)

(۷)

صدیق اکبرؓ و فاروق اعظمؓ

رسولؐ خدا نے صرف علی کو صدیق اکبر و فاروق اعظم کہا ہے (مناقب شہر آشوب ...

مناقب اخطب خوارزمی)۔ بعد وفات رسولخدا جب جناب ابوبکر کو صدیق کہا گیا تو علیؑ نے منبر پر جا کر فرمایا میں ہوں صدیق اکبر اسلئے کہ میں ابوبکر سے پہلے ایمان لایا اور ابوبکر سے پہلے اسلام لایا۔ (اسعاف ابن قتیبہ، ریاض النضرۃ، خصائص امام نسائی) اور رسولخدا نے فرمایا تین صدیق ہیں، مومن آل یاسین، حبیب نجار، حزقیل مومن آل فرعون، اور علی جو دونوں سے افضل ہے۔ (مسند احمد ابن حنبل، کتاب الفردوس دیلمی، تفسیر ثعلبی، حلیۃ الاولیاء حافظ ابونعیم، مناقب اخطب خوارزمی، مناقب ابن مغازلی) صدیق و فاروق تو شہر کا ہر شخص جو چاہے نام رکھدے، مگر صفت کی رعایت سے رسولؐ کی نظر میں جو صدیق ہو صدیق و فاروق وہی ہے۔

(۸)

علیؑ کی تربیت

رسولخدا نے علیؑ کو پیدا ہوتے ہی اپنی تربیت میں لے لیا، گہوارہ علیؑ کا اپنے فرش خواب کے قریب رکھ لیا، روٹی اور خرمہ چبا کر منھ میں علیؑ کے دیتے۔ علیؑ کی پوری تربیت رسولؐ کی گود میں ہوئی تعلیم کے ساتھ تربیت کا علم کی گود میں امتیاز رکھتی ہے۔ علاوہ نسلی خصوصیات کے تربیت کے اثر نے علیؑ و رسولؐ میں ایک رنگی پیدا کر دی تھی۔ خوش فہمی و زکاوت و ذہانت و سلیم الطبعی اور ہمیشہ کی رفاقت رسولؐ علیؑ سے مخصوص تھی۔

(۹)

ایک نور سے خلقت

رسولخدا نے فرمایا میں اور علی ایک نور سے خلق ہوئے جو نور خدا تھا اور اسی سے کائنات کا وجود ہوا" (فرائد السمطین، مسند احمد بن حنبل، مناقب ابن مغازلی، کتاب الفردوس دیلمی) سائنس نے ثابت کر دیا ہے کہ ذرات مادہ و ایٹم صرف الکٹرک شی کے برقیہ ہیں۔ تمام تحلیل و تجزیہ و ترکیب اسی قوت کی کرشمہ سازی کے رہین منت ہیں رسولخدا نے تیرہ سو سال پیشتر صاف فرمایا تھا کہ موجودات عالم میں اسی نور مبین کے ذرات برقی نے شامل ہو کر خلقت و ایجاد کی تکمیل کی اور اس طرح سے نور رسولؐ و نور علیؑ علت موجودات ہے۔

(۱۰)

محبت علی اجر رسالت ہے

قرآن مجید میں رسولخدا کو حکم خدا ہوا ہے کہ اجرت رسالت اپنے اہلبیت کی محبت کو قرار دے کر امت سے وہ اجر طلب کر لیں (قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ، مسند احمد ابن حنبل، صحیح بخاری، صحیح مسلم، تفسیر ثعلبی، جمع بین الصحاح الستہ، فرائد السمطین، مقاتل الطالبین، مناقب اخطب خوارزمی، حلیۃ الاولیاء، فصول المہمہ، مناقب ابن مغازلی)

محبت عقلی کا یہ تقاضہ ہے کہ جو مجمع صفات حسنہ ہو اسی کی محبت کی جائے، اور رسولوں کی رسالتوں کا منشا یہی ہے کہ محبت حیوانی کا قلع قمع کر کے قوم کو عقلی تربیت

کیجاوے محبت اہلبیت رسولؐ قوم کی عقلی تربیت ہے اور نتیجہ رسالت ہے۔

(۱۱)

محبت علیؑ موجب جنت اور بغض موجب جہنم ہے

قرآن مجید میں ہے "من جاء بالحسنة فله خیر منها وهم من فزع یومئذ آمنون ومن جاء بالسیئة فکبت وجوههم فی النار" رسولخدا نے فرمایا محبت علیؑ و آل علیؑ حسنہ ہے اور بغض علیؑ سیئہ ہے (فرائد السمطین حلیۃ الاولیاء) کامل سے محبت عقلی قدردانی ہے، اور عام دشمنی اخلاقی جرم ہے بخصوص ذات کامل سے دشمنی دنیا و دین کی بٹھکار ہے۔

(۱۲)

محبت علیؑ کی پرسش

قیامت میں کوئی ایک قدم نہ بڑھا سکے گا جب تک محبت اہلبیت رسولؐ کا اقرار نہ کرے۔ (مناقب ابن مغازلی، فرائد السمطین، مناقب اخطب خوارزمی) خالص محبت علیؑ ہوتی ہے یعنی پیروی محبوب کی اور بغیر عمل کامیابی ناممکن ہے آل رسولؐ کی پیروی انسانی کمال ہے، اور بدون تحصیل کمال رستگاری ناممکن ہے۔

(۱۳)

بے پروانہ علیؑ کوئی داخل جنت نہ ہوگا

رسولخدا نے فرمایا جسکے پاس پروانہ علیؑ نہ ہو وہ جنت میں نہ جا سکے گا (مناقب

خطیب خوارزمی، مناقب ابن مغازلی، کتاب الفردوس دیلمی، فرائد السمطین وغیرہ
بلا رت یہی ہے کہ نظام علوی اور تعلیمات حیدری کا پابند ہو زندگی کا معیار علوی اصول
پر قائم ہو، رسول کی اسوۂ حسنہ مختلف ذاتی خود غرضوں سے مشتبہ بنا دیا تھا،
اور مسلمانوں پر حقیقت چھپ گئی تھی، اسلئے ذات رسالت کا سچا مظہر علیؑ تھے۔ رسول نے
... کو ان کا معیار بتایا ہے۔

(۱۴)

خدا نے علی کی محبت کو قلوب مومنین میں داخل کر دیا

قرآن مجید میں ہے "ان الذین امنوا وعملوا الصالحات سیجعل لھم الرحمن
ودا" سو خدا نے فرمایا خدائے رحمن نے محبت علی کو مومنوں کے دلوں میں داخل
کیا ہے" (تفسیر ثعلبی، فرائد السمطین، مناقب اخطب خوارزمی، مناقب ابن مغازلی
تذکرہ خواص الامہ) عقلی قدر دانی کا تقاضہ ہے کہ اچھوں سے محبت کیجائے اور حیوانی
محبت کو مغلوب کر دیا جائے۔ قانون الہی اسی کا متقاضی ہے جس کو خدا نے قرآن مجید
میں ذکر کیا ہے، اور رسول نے یہ ثابت کیا ہے کہ کمال کمال ہی ہے اور اچھائی اچھائی ہے
فطرت و عقل کا تقاضہ یہی ہے کہ عقلاً جو قابل محبت ہو اس سے محبت کرنے عقلاء
مومنین کب علیؑ کے کمال کو جانتے ہوئے دشمنی کر سکتے ہیں

(۱۵)

علیؑ قسیم جنت و نار ہیں

قرآن مجید میں ہے "وعلی الاعراف رجال یعرفون کلا بسیماھم" رسول خدا

نے فرمایا علیؑ اپنے دوستوں کے ہمراہ دیکھ کر جنت میں اور دشمنوں کے [illegible] دیکھ کر دوزخ میں داخل کرینگے۔ (تفسیر ثعلبی، مناقب فاخرہ) [illegible] کی جانچ اور کمال انسانیت کا بلند معیار یہ ہے کہ علیؑ اسکی تصدیق [illegible] علیؑ خود مکمل و متمم معلم انسانیت تھے۔

(۱۶)

منکر فضائل علیؑ پر عذاب

غدیر خم میں رسولخدا نے جب علیؑ کو ولی مومنین بنایا تو حرث بن نعمان [illegible] سخت احتجاج کرتے ہوئے رسولؐ سے کہا، اگر آپ نے بحکم خدا [illegible] مولا بنایا ہے اور آپ سچے ہیں تو خدا مجھ پر دنیا میں عذاب نازل کرے [illegible] سے ایک پتھر اسکے سر پر گرا اور مر گیا جسکو قرآن مجید نے بیان کیا ہے [illegible] سائل بعذاب واقع (فرائد السمطین) [illegible] نے رسولؐ کی تبلیغ دیا تھا خدا [illegible] دیا تھا لہذا [illegible] عذاب سے نہ بچ سکا رسالت کی تکذیب بھی کسی شہاب ثاقب سے کم [illegible] کہ جو [illegible] کے اندر تھا [illegible] اطلاعات کی رو سے بھی محال نہیں ہے۔

(۱۷)

علیؑ کی خدا اور رسولؐ سے دوستی

[illegible] دنیا میں جنگ خیبر کے وقت [illegible] علیؑ [illegible] ہے جیسے جنگ سے [illegible] سے فرمایا تھا کل [illegible]

علم دوں گا جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہو اور خدا اور رسول اس کو دوست رکھتے ہیں جو کرار غیر فرار ہو۔" (مسند احمد ابن حنبل، صحیح بخاری، صحیح مسلم، تفسیر ثعلبی، مناقب ابن مغازلی، جمع بین الصحاح الستہ، فرائد السمطین، تذکرہ خواص الامہ، تاریخ طبری، محمد اینڈ ہز سکسسرز جلد ایک، واشنگٹن اروِنگ)

(۱۸)

علی خدا اور رسول کے نزدیک احب خلق ہیں

ایک دفعہ [illegible] بھنے ہوئے پرندے کا جانور رسول خدا کے پاس لائی۔ رسول نے خدا سے دعا کی کہ خداوندا اس شخص کو بھیج دے جو تیرے نزدیک میرے بعد تمام مخلوق میں حبیب تر ہو تاکہ وہ میرے ساتھ کھانے میں شریک ہو۔ یہاں تک کہ علی ابن ابی طالب آئے اور [illegible] شریک ہوئے (مسند احمد بن حنبل، مناقب مغازلی، سنن ابو داؤد، جمع بین الصحاح الستہ، مناقب اخطب خوارزمی، فرائد السمطین، مناقب الصحابہ [illegible]، مناقب فاخرہ، فصول المہمہ، صحیح ترمذی، تاریخ [illegible]، صحیح مسلم) بابی عائشہ کی فرماتی ہیں کہ رسول عورتوں میں سب سے زیادہ بیٹی فاطمہ سے محبت کرتے تھے اور مردوں میں سب سے زیادہ ان کے شوہر سے محبت کرتے تھے (ترمذی، مستدرک، ینابیع المودۃ)

(۱۹)

امت محمدی کے تہتر فرقے

رسول خدا نے فرمایا میرے بعد میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے سب جہنم

میں جائیں گے بجز ایک فرقہ کے جو جنتی ہوگا اور وہ شیعیان علی ہیں (مناقب اخطب خوارزمی)۔

(۲۰)

علی کا دوست رسول کا دوست اور دشمن علی دشمن رسول ہے

رسولِ خدا نے بارہا فرمایا کہ محبان علی جنت میں جائیں گے اور نیز یہ کہ ایمان کی حب علی سے ہے اور علی کی محبت رسول کی محبت ہے اور عداوت علی سے دشمنی رسول ہے (مسند احمد بن حنبل، جمع بین الصحاح الستہ، سنن ابوداؤد، مناقب مغازلی، مناقب اخطب خوارزمی، معجم طبرانی، شرح ابن ابی الحدید، حلیۃ الاولیاء، فردوس دیلمی، فرائد السمطین) دوست کا دوست ہونا اور دشمن کا دشمن ہونا ہی معیار دوستی ہے علی محبوب خدا و رسول تھے علی محافظ دین الٰہی تھے۔ علی رسول کے منشا کے پورا کرنے والے تھے اسلئے ان سے محبت و عداوت خدا و رسول سے محبت و عداوت ہے۔

(۲۱)

علی سے عداوت منافقت کی نشانی ہے

جابر بن عبداللہ انصاری اور ابو دجانہ صحابی کہتے ہیں کہ عہد رسول میں منافق مدام علی سے پہچانے جاتے تھے۔ (صحیح ترمذی)

(۲۲)

دشمن علی کافر و منافق ہے

رسولخدا نے بارہا فرمایا مختلف الفاظ میں کہ دشمن علی و آل علی جہنمی ہے۔ بے حب علی جنت میں کوئی نہ جا سکے گا۔ دوست علی کا مومن ہے اور دشمن علی کا فر ہے منافق ہے۔ (مسند احمد بن حنبل، جمع بین الصحیحین، جمع بین الصحاح الستہ۔ صحیح بخاری، سنن ابو داؤد، مناقب اخطب خوارزمی، خواص امامیہ، فرائد السمطین، صحیح مسلم، صحیح ترمذی)۔ دوسری روایت میں ہے کہ ام المومنین ام سلمہ سے رسولخدا نے فرمایا وہ سنا اور گواہ رہو اگر کوئی شخص خدا کی ہزار سال عبادت کرے پھر ہزار سال کعبہ میں رکن و مقام کے درمیان عبادت کرتا ہو اور علی سے بغض رکھتا ہو تو قیامت کے روز وہ خدا سے اس طرح سے ملاقات کرے گا کہ اوندھے منہ جہنم میں ڈالدیا جائے گا۔ (مناقب خطیب خوارزمی) علی سے عداوت اصول و نظام علوی سے عداوت ہے [illegible] نظام الٰہی [illegible] رسول حفاظت علی [illegible] گئی ہے [illegible]۔ اصول سے مخالفت خدا کی اصول کی مخالفت ہے جو کفر ہے اور [illegible] ہے اس شخص کی عبادت ہرگز صحیح نہیں ہوگی۔

(۱۳)

علیؑ برادر رسولؐ ہیں

بیعت [illegible] میں رسولخدا نے ایک صحابی کو دوسرے صحابی کا بھائی بتایا

اور علیؑ سے فرمایا دنیا و آخرت میں تم میرے بھائی ہو (مناقب خوارزمی، مسند احمد بن حنبل، مناقب ابن مغازلی، جمع بین الصحاح الستہ، صحیح ترمذی، سنن ابو داؤد فرائد السمطین، شرح ابن ابی الحدید، کتاب فردوس، خواص الامہ)

(۲۴)

علیؑ سابق الاسلام ہیں

سب سے پہلے علیؑ دست رسولؐ پر ایمان لائے اور سب سے پہلے رسولؐ کے پیچھے علیؑ نے نماز پڑھی۔ دو شنبہ کو بعثت [illegible] ہوئی، سہ شنبہ کو علیؑ نے نماز پڑھی جسکو قرآن نے [illegible] طرح سے ذکر کیا ہے "[illegible] السابقون السابقون اولئک المقربون [illegible] العواسع الراکعین" (مسند احمد بن حنبل، مناقب [illegible] مناقب خوارزمی، فرائد السمطین، شرح ابن ابی الحدید، کتاب مناقب [illegible] فردوس دیلمی، فضائل الصحابہ سمعانی، صحیح ترمذی حلیۃ الاولیاء، خصائص نطنزی، تاریخ طبری، معارف ابن قتیبہ، ابو القاسم حسکانی)

علی مرتضیٰ جناب ابوبکر سے سات سال پہلے ایمان لائے تھے (خصائص امام نسائی، تفسیر ثعلبی)۔

(۲۵)

کمال [illegible]

خدا نے علیؑ کے [illegible] کا امتحان کر لیا ہے [illegible] نے کمال ایمان علیؑ کی تصدیق

کردی ہے۔(مناقب اخطب خوارزمی، مناقب ابن مغازلی، مسند احمد بن حنبل، سنن ابوداؤد، جمع بین الصحاح الستہ، صحیح ترمذی، فضائل الصحابہ سمعانی، تاریخ خطیب بغدادی)۔

ایک حدیث میں ہے رسول خدا نے فرمایا "تین شخص کسی وقت کافر نہیں ہوئے۔ ایک مومن آل یاسین، دوسرے علی ابن ابیطالب تیسرے آسیہ زن فرعون (تفسیر در منثور ابن عساکر) رسولؐ کی کوتاہ نظری ہوتی اگر دوسری امتوں کو نظر انداز فرماتے (اپنی امت) علی ہی کا تذکرہ کرتے۔ علی کی خلوت، جلوت، رزم بزم اور زندگی کے ہر شعبہ کو دیکھیے قرآن کے مطابق اور خدائی اوامر کا عملی نمونہ تھے۔

علی نے کبھی بتوں کو سجدہ نہیں کیا۔ اسی وجہ سے آپ کو کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں۔ (طبقات ابن سعد، استیعاب ابن عبدالبر، مسند امام احمد، نور الابصار ...)

(۳۶)

علی مصدق رسولؐ ہیں

جو کچھ رسول خدا نے فرمایا علی نے سب کی تصدیق کی ہر طرح سے جیسے کسی نے نہیں کی قولی و عملی جس کا قرآن میں ذکر ہے۔ "الذی جاء بالصدق و صدق به" (مناقب ابن مغازلی، حلیۃ الاولیاء)

(۳۷)

ایمان علی پر خدا کا فخر

ولید بن عقبہ نے امیرالمومنین پر فخر کیا تھا۔ خدا نے اپنے فیصلہ کا اعلان

کرتے ہوئے علی کے ایمان کی تصدیق فرمائی ہے (افمن کان مومنا کمن کان فاسقاً لا یستوون) (مناقب اخطب خوارزمی، شرح نہج البلاغہ، حلیۃ الاولیاء، تفسیر ثعلبی)۔

(۲۸)

خدا کے نزدیک صادق کون ہے

خدا نے قرآن میں صادقوں کا ساتھ دینے کا حکم دیا ہے، مراد صادقوں سے علی و آل علی ہیں " (مناقب اخطب خوارزمی، فرائد السمطین، حلیۃ الاولیاء) حقیقی صدق یہ ہے کہ خدائی مرضی کے مطابق ہو، اور یہ امر ملہم بندوں سے مخصوص ہے، اور صدق مجازی یہ ہے کہ انسان اپنے علم و یقین میں اس کو مطابق واقع سمجھے جو ممکن ہے کہ حقیقتاً خلاف واقع ہو اور دھوکا اور بھول اور غفلت ہو۔ خدا انہیں صادقوں کی معیت کا حکم دیتا ہے جو حقیقی صادق اور معصوم ہیں، اور وہ رسول اور ائمہ ہدیٰ ہیں۔

(۲۹)

علی کا علم و فہم رسولؐ کا سا تھا

عبدالرحمن بن عوف سے رسولخدا نے فرمایا " خدا نے میرے پاس کتاب مبین (قرآن) بھیجی، اور حکم دیا کہ لوگوں کو سنا دوں بجز علی بن ابیطالب کیونکہ وہ محتاج بیان نہیں ہیں۔ ان کی فصاحت و بلاغت میرے مثل ہے

اور اُن کا علم و فہم و کمال مثل میرے ہے (مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی)

(۳۰)

علیؑ عالم بالکتاب ہیں

قرآن مجید میں ہے " قل کفیٰ باللہ شھیدا بینی و بینکم و من عندہ علم الکتاب " رسولخدا نے فرمایا علم کتاب کا عالم علی ہی ہے (تفسیر ثعلبی، مناقب ابن مغازلی، حلیۃ الاولیاء) حقیقت و مجاز، ناسخ و منسوخ و متشابہ و مترادف الفاظ ہر زبان میں ہوتے ہیں جن سے تعبیرات میں اختلاف ہوتا ہے قرآن مجید کی تفاسیر و تعبیرات میں اختلاف اسی لیے ہے لہذا حسبنا کتاب اللہ صحیح نہیں ہے جب تک متکلم و مصنف خود اپنے منشا کو کسی پر واضح نہ کردے۔ اعلم امت علی تھے، لہذا عالم بالقرآن حقیقتاً وہی تھے جن کو خدا نے اپنے منشا و مراد سے بذریعہ رسول تعلیم دیدی ہے، اس لیے قرآن کو علی ہی کی توضیح و تفسیر سے سمجھنا چاہیئے۔ رسولخدا نے فرمایا تھا، بیشک علی تمام امت سے اعلم تر ہیں۔ (مناقب ابن مغازلی، مناقب اخطب خوارزمی، فرائد السمطین، شرح ابن ابی الحدید، صحیح ترمذی)۔

(۳۱)

ہزار باب علم کی تعلیم

علی کو رسولخدا نے ہزار باب علم کی تعلیم فرمائی، اور ہر باب سے ہزار ہزار

باب علم علی پر کشادہ ہوگئے (فرائد السمطین، ترمذی، شرح رسالہ فتح المبین امام غزالی) علم اصول کی تعلیم سے ایک بافہم و ذکی و قابل و عالم کو یہ بنا دیا ہے کہ شاگرد خود ہزاروں اصول و فروع بنا لیتے ہیں۔

(۳۲)

علم رسول کا وارث

رسول خدا نے فرمایا کہ جو علم مجھ کو خدا سے ملا وہ سب کا سب میں نے علی کو دیا (مناقب ابن مغازلی، مناقب خطیب خوارزمی)

(۳۳)

علم اسلام

علیؑ منبر پر بار بار یہ فرماتے تھے پوچھو پوچھو قبل اس کے کہ مجھ کو کھو بیٹھو (مسند احمد حنبل، مناقب خوارزمی، فرائد السمطین، شرح ابن ابی الحدید) پوچھنے والے غوامض علوم کو نہ پوچھیں تو معلم کا کیا قصور اس پر بھی ہر علم پر علیؑ نے دریا بہا دئے۔

(۳۴)

قاضی امت

رسول خدا نے فرمایا میری امت میں سب سے بڑا قاضی علی ہے (مناقب خوارزمی)

مسند احمد بن حنبل، فضائل صحابہ سمعانی، صحیح مسلم، صحیح بخاری)۔

(۳۵)

بین الاقوامی عدالت قائم کرنے کی خواہش

علی القسیم فرماتے تھے کہ اگر میرے لیے مسند قضا بچھائی جائے تو اہل توریت کو توریت سے، اہل زبور کو زبور سے، اہل انجیل کو انجیل سے، قرآن والوں کے لیے قرآن سے فیصلہ کروں (مناقب خوارزمی، فرائد السمطین، تفسیر ثعلبی، تذکرہ خواص الامہ) علی ہر قوم کو بین الاقوامی عدالت قائم کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔

(۳۶)

حکیم حکمت الٰہی

حکمائے عالم کو دیکھو، اُن کی تاریخ پر تنقیدی نظر کرو، بیشک انھوں نے اپنی دماغ سوزیوں، کاوشوں سے علوم و فنون کی ایجادیں کرکے وحشی انسان کو متمدن انسان بنا دیا، وہ محسنین عالم کی صف اول میں جگہ پانے کے مستحق ہیں۔ لیکن تاریخ عالم میں ہم کو کوئی ایسا حکیم و فلاسفر نہیں ملتا جس سے انسان کے ہر شعبہ زندگی میں روحانی ہو یا مادی حکمت عملی ہو یا نظری ہر ایک میں پوری رہبری کی ہو" برو دیگر سخنطور خطابت و شاعری کا بادشاہ تھا لیکن کہاں اُسکی شاعری اور کہاں علی کی خطابت و شاعری۔ شعراء و قصہ گو واہمہ و تخیل کے پل باندھتے ہیں، جہلا کے دماغ و او ہام کو خرافات سے گندہ و

دراپ کرتے ہیں۔ علیؑ کی شاعری خطابت کی زبان فصاحت کی کان موعظہ و نصیحت حقایق و رموز سے مالامال ہے۔

روایات تمثیلیہ کے مؤلفین میں "ملیس" "سرفوکلیس" "یوروپیڈیس" اور "ستوفارنیس" کے تمثیلات کو دیکھو اور علیؑ کے تمثیلات کو نہج البلاغہ میں پڑھو تو معلوم ہو کہ کس کا پایہ بلند ہے۔

تاریخ کے مشہور حکماء "ہیروڈوٹس" "ٹیوریس" "زینوفون" کے تاریخی واقعات پر نظر کرو اور علیؑ کی سچی اور صحیح تاریخ دانی کا گذشتہ زمانے کے کتب میں مطالعہ کرو تو معلوم ہو گا بلکہ اس ملہم مورخ کی آیندہ کی تاریخ نویسی کو دیکھو تو وہ بھی مکمل ثابت ہو گی۔

"فیثاغورث" "اناکساجوراس" "... " "بطلیموس" "انکسفوریس" "ارخمیدس" "اقلیدس" کے فلسفہ طبعی و ریاضی کو دیکھو اور علیؑ کے فلسفہ طبعی کی نکتہ رسی کو دیکھو جس نے فلسفہ قیاسی کی تنقید کر کے حقایق موجودات پر کس شرح و بسط سے بحث کی ہے اور فلاسفہ قدیم کی غلطیوں پر کس طرح سے عالم کو متوجہ کیا ہے۔

"سقراط" "افلاطون" "ارسطاطالیس" کے الہیاتی مباحث کو دیکھو اور اس حکیم حکمت الہی کے الہیات میں متلاطم سمندروں کو دیکھو۔

"بقراط" "جالینوس" کے طبی حقایق اور طبیب الہی کے طبیب علیؑ کی فن طب کی موشگافیاں دیکھو تو معلوم ہو گا کہ علیؑ کا صف حکماء میں کیسا بلند پایہ تھا۔ یہ غلو نہیں ہے۔ علی پرستی نہیں ہے، شاعری نہیں ہے، زندہ رہے اور

اور وقت نے مدد کی تو علوم الائمہ میں ہر علم کے ہر شعبہ میں علی و آل علی کے ذخائر علمیہ کو پیش کریں گے۔ اور سر دست ہماری کتاب "فلسفۂ الاسلام" کی بارہ مکمل جلدیں بارہ علوم کی موجود ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔ علی حکمت نظریہ اور حکمت عملیہ دونوں میں سرتاج حکماء و فلاسفہ تھے۔ اسی لیے رسول خدا نے فرمایا تھا "میں شہر علم ہوں اور علی اسکا دروازہ ہیں" "میں شہر حکمت ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ (مناقب ابن مغازلی، مناقب اخطب خوارزمی، فرائد السمطین، کتاب فردوس دیلمی، مناقب صحابہ سمعانی، شرح ابن ابی الحدید)

(۳۷)

علی مثیل حضرت آدم ہیں

قرآن مجید میں ہے "حضرت آدم کو خدا نے جملہ اسماء کی تعلیم دی" اور دوسری جگہ قرآن مجید نے کہا ہے "ہر شے کا احصاء امام مبین میں ہے" رسول خدا نے فرمایا "علی وہ امام مبین ہیں جس میں خدا نے ہر شے کا علم جمع کر دیا تھا۔ (... ابن بابویہ، تفسیر ابن ماہیار)

اور اسی لئے رسول خدا نے فرمایا "جو آدم کے علم کو دیکھنا چاہے وہ علی کو دیکھے" (مسند احمد بن حنبل، صحیح بیہقی، شرح ابن ابی الحدید، مناقب خوارزمی)

(۳۸)

علیؑ خلیل تھے

جب جناب خلیل کو یہ کہا گیا جب نمرود نے آتش سوزاں میں ڈال کر جلا دینا چاہا تو جناب خلیل کا اس آگ سے زندہ نکلنا نمرودی تمام اسکیموں کے لیے خود ایک کاری ضرب تھی. باوجود اسکے خلیل اللہ نے کوئی قصاص نہیں لیا یہ علم علوی کی گود میں پرورش ہوتی ہے. جناب زہراؑ شمشیر بکف نکل آتے تھے یا علیؑ کا گھر جلایا جاتا … تھی دیکھا تی ہے. گلے میں رسن ڈالکر گھسیٹے جاتے ہیں لیکن خدا کا صبر جو اسکا نظاہرہ کرتے، اور خیبر شکن تلوار کو نیام سے نہیں نکالتے.

حکمت خلیلی کی یہ حالت تھی کہ سورج و چاند کے غروب و طلوع سے ستارہ پرستوں کو یہ کہکر چپ کر دیا کہ یہ خدا نہیں ہو سکتے جو طلوع و غروب ہوں حرکت و زوال دلیل حدوث و فنا ہے، جبکہ قرآن مجید میں یہ قصہ موجود ہے. (فلسفۃ الاسلام، علم کون و فساد میں اس دلیل پر ہم نے کافی بحث کی ہے).

لیکن علوی شان کو دیکھو … یہ نے صرف طلوع و غروب نہ ماننا دکھا کر ان کی الوہیت کا ابطال فرمایا … سے علیؑ … پیدا کیا کہ چاند سورج تارے سب قابل پرستش نہیں ہیں کہ وہ … علیؑ کیلئے مسخر … مطیع ہیں پھر وہ خالق کب ہو سکتے ہیں.

… جس کا علیؑ کے لیے پلٹنا. (مناقب مغازلی، مناقب خوارزمی، فرائد السمطین، خواص الامہ) ثبوت عقلی اس کا ہمارے رسالہ رجعت شمس میں دیکھو. تین مرتبہ سورج کا علیؑ سے باتیں کرنا (مناقب خوارزمی) علیؑ نے

گھر میں تارے کا گرنا۔ (مناقب ابن مغازلی)

یہ وہ واقعات ہیں جو خلیل اللہ کی علمی تحقیق کا عملی ثبوت ہیں۔ اسی لئے رسولخدا نے فرمایا جو شخص ابراہیم علیہ السلام کے حلم و حکمت کو دیکھنا چاہے وہ علیؑ کو دیکھ لے۔ (مسند احمد بن حنبل، شرح ابن ابی الحدید، صحیح بیہقی، مناقب اخطب خوارزمی) فلسفی نقطۂ نظر سے ان واقعات کا ثبوت ہماری کتاب فلسفۃ الاسلام میں موجود ہے۔

(۳۹)

علیؑ مثیل نوح نبی ہیں

رسولخدا نے فرمایا جو شخص فہم کو نوح نبیؑ کے دیکھنا چاہے وہ علیؑ کو دیکھلے (مناقب اخطب خوارزمی، صحیح بیہقی، شرح ابن ابی الحدید) علیؑ کی علم و حکمت کو اُن کے خطب و تعلیمات میں دیکھو۔

(۴۰)

علیؑ مثیل جناب موسیٰ ہیں

رسولخدا نے فرمایا جو شخص موسیٰ بن عمران کی امر الٰہی میں سختی کو دیکھنا چاہے وہ علیؑ کو دیکھ لے۔ (صحیح بیہقی، مناقب اخطب خوارزمی، شرح ابن ابی الحدید) جناب موسیٰ کی سختی کی یہ حالت تھی کہ اپنے بھائی ہارون کو بھی نہ چھوڑا اور کوئی رعایت نہ کی۔ بنی اسرائیل کی گوسالہ پرستی دیکھکر بے چین

ہو گئے۔ ہارون کی داڑھی پکڑ کر کھینچی جس کا قرآن مجید میں ذکر ہے۔
علی کی بھی دین میں سختی کی یہی حالت تھی۔ عقیل اپنے بھائی کو انتہائی مصیبت و فقر میں مبتلا ہو کر چند سیر گیہوں حصہ فقراء سے زیادہ مانگنے پر آگ میں لوہا گرم کر کے داغنے پر تیار ہو گئے۔ یا ابن عباس کے بصرہ سے مال کثیر مدینہ میں بھیجنے پر علی نے قتال کی تہدید کی۔

(۱۴)

علی زہد میں مثل جناب یحییٰ و جناب عیسیٰ تھے

رسولخدا نے فرمایا تھا کہ "جو شخص زہد یحییٰ و زہد جناب عیسیٰ کو دیکھنا چاہے وہ علی کے زہد کو دیکھے" (شرح ابن ابی الحدید، مناقب اخطب خوارزمی، صحیح بیہقی) اب زہد علی کو تاریخوں میں دیکھو۔

(۱) جو کا بھوسی ملا ہوا آٹا سوکھا پھانکتے تھے (مناقب خطب خوارزمی، خواص الامۃ)

(۲) علی کی خدمت میں فالودہ پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا جو رسول نے نہیں کھایا میں بھی نہ کھاؤں گا۔ (خواص الامہ، مناقب اخطب خوارزمی)۔

(۳) علی بن ربیعہ نے حضرت علی کو ایسا چھوٹا زیر جامہ پہنے دیکھا جیسے ملاح زانو تک پہنتے ہیں (مناقب اخطب خوارزمی، حلیۃ الاولیاء، مسند احمد بن حنبل

(۴) علی کے پاس چار درم نہ تھے کہ جامہ خریدتے۔ اپنی تلوار بازار میں بیچی تب جامہ خریدا۔ (خواص الامہ، مناقب اخطب خوارزمی)

(۵) علیؑ خرمہ کی چھال کے پیوندوں کی قبا پہنتے تھے اور فرماتے تھے اتنے پیوند لگ گئے ہیں کہ خیاط سے شرم آتی ہے۔

(۶) صحرائی عربوں کی طرح لانبا کرتا پہنے ہاتھ میں کوڑا لیے بازاروں میں پھرتے اور بیع وشرع کا معائنہ کرتے اور تاجروں کو نصیحتیں کرتے۔ (مناقب خوارزمی، مسند احمد بن حنبل، خواص الامہ)

(۷) علیؑ نے دو پیراہن خریدے، جو کم قیمت تھا خود لیا، جو اس سے بہتر تھا غلام قنبر کو پہنایا۔

(۸) عبید اللہ بن ابی رافع نے دیکھا بروز عید علیؑ نے ایک تھیلی سے سوکھی، جو کی روٹی نکال کر نوش کی (شرح ابن ابی الحدید)

(۹) علیؑ درخت کی چھال کی جوتی پہنتے تھے (شرح نہج البلاغہ)

(۱۰) علیؑ کبھی کبھی سرکہ و نمک سے روٹی نوش کرتے، اور کبھی زمین کی اُگی گھانس سے۔ (شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید)

(۱۱) کبھی ترش بودار مٹھے سے جو کی روٹی نوش کرتے تھے (شرح ابن ابی الحدید)

(۱۲) ایک روز اہل کوفہ سے فرمایا کہ اگر میں تمھارے ملک سے کوئی سواری کا جانور یا غلام یا زاد راہ سب لیکے لے کر نکلوں تو مجھکو خائن سمجھنا۔ (شرح ابن ابی الحدید)

(۱۳) صالح نامی ایک کوذمیں علیؑ خرمہ کا بوجھ لادے گھر لیجا رہے تھے صالح کی دادی نے عرض کی مجھکو دیدیجیے میں پہنچا دوں، علیؑ نے فرمایا

عبا الدار کو خود اپنا بار اٹھانا چاہیے۔ وہ حضرت گھر پہنچ کر مسجد [illegible] آئے
اور نماز جمعہ پڑھائی۔ چھلکے خرمے کے لباس [illegible] (مسند احمد بن
حنبل، شرح ابن ابی الحدید)

(۱۴) سوید بن غفلہ نے امیر المومنین سے عرض کی۔ ایام حکومت [illegible]
میں بوریے پر آپ بیٹھے تھے مولا آپ سلطان اسلام ہیں [illegible]
کے مالک ہیں۔ آپ کے پاس بجز بوریے کے [illegible]
فرمایا [illegible] یہ اساس البیت۔ [illegible] میرے گھر جا چکا (آخرت ہمارا [illegible])
محفوظ ہے۔ یہ سن کر سوید رونے لگے۔ (خواص الامۃ)

(۱۵) آپ کے گھر میں ایک طاق تھا جس پر دن میں [illegible]
اور منصب کو اسی پر آپ آرام فرماتے۔

(۱۶) ایک روز علی اپنی جوتی سی رہے تھے۔ ابن عباس سے [illegible]
[illegible] یہ حقیقت ہوئی کہ آپ کس لئے سی رہے ہیں۔ فرمایا [illegible] یہ جوتی مجھے
دنیا سے بہتر ہے۔

(۱۷) ابو عبیدہ نے ایک روز [illegible] کو حقیقت لباس پر ٹوکا۔
آپ نے فرمایا [illegible] یہ لباس انسان کو تکبر سے روکتا ہے مسلمانوں کو لازم ہے کہ
ایسا ہی لباس پہنیں (مسند احمد بن حنبل، [illegible])

(۱۸) [illegible] نے ایک مرتبہ خوشبو [illegible] پیش کیا۔ امام حسین نے لیا
[illegible] تقسیم کردیا (ربیع الابرار، [illegible] خواص الامۃ)
(۱۹) علی [illegible] گوشت [illegible]

کی بیت المال سے کپڑا آپ کیوں نہیں لیتے۔ فرمایا قسم بخدا مدینہ سے جو چادر لایا تھا وہی میرے پاس ہے (مسند احمد بن حنبل)

(۲۰) بیت المال میں جب روپیہ جمع ہوتا علی فقراء کو فوراً جمع کر کے سب تقسیم کر دیتے، اور اپنے ہاتھ سے بیت المال میں جھاڑو دیکر دو رکعت نماز بجا لاتے (خواص الامہ)

(۲۴)

علیؑ مثیل مسیح ہیں عبادت میں

رسولؐ خدا نے فرمایا جو شخص چاہے عیسیٰ نبی کی عبادت و طاعت کو دیکھے وہ علیؑ کو دیکھ لے (مناقب اخطب خوارزمی شرح ابن ابی الحدید) مسلمان رسولؐ کی تصدیق کر سکتا ہے لیکن ایک عیسائی کو کیا غرض جو بغیر تطبیق واقعات مان لے۔ لیکن انصاف سے نظر کیجئے مسیح کی طاعت الٰہی ایسی تھی جس میں ماسوی اللہ کا شائبہ تک نہ تھا۔ اسی لئے اصطباغ نصاریٰ میں وہ خدا کے بیٹے کہے گئے اور مسیح کی تعلیم تھی کہ ہر ایک اپنے کو خدا کا فرزند تسلیم کرے۔ جسکی تعلیم ہوا پرستی کی نظر ہو سرمایہ کا فرزند ملعون ہے۔ حکومت کا فرزند ملعون ہے۔ شیطان کا فرزند ملعون ہے۔ قوت و مادیت کا فرزند ملعون ہے۔

علیؑ کے زہد، عبادت، اطاعت الٰہی کو تاریخ و سیر کی کتابوں میں پڑھو جو شدی کے منہ سے سبز سبز چھلکے نکلتا ہے۔ اور اپنے کو درگاہِ خدا

میں جواب وہ سمجھے، جو ظلم کے بارے میں فرمائے کہ ظلم بستیوں کو اجاڑ دیتا ہے" جو حکومت کے نشہ کو شراب کے نشہ سے تعبیر فرمائے" جو قناعت کی زندگی کو شاہی زندگی پر ترجیح دے، جو مال، حکومت کو علم کا محکوم بنائے، جو ظالم سے غلبہ حاصل کرنے والے کو مغلوب بتائے، ان کھلے فتووں کے مقابل میں سرمایہ داری لعنت ہے، حکومت لعنت ہے، فوج لعنت ہے، قوت و مادیت لعنت ہے، الفاظ کا الٹ پھیر ہے، طرز ادا مختلف ہے، لیکن مسیح و علی کی ایک شان ہے، ایک عبادت و طاعت کر کے خدا کا فرزند بننے پر فخر، اور دوسرے خدا کا بندہ بننے پر فخر، اور دوسروں کو بندہ خدا بنانے پر فخر ہے، لوگوں کی پسند پر موقوف ہے، فرزندی اور غلامی دونوں میں کون سی چیز اطاعت و فرمانبرداری کے لئے زائد موزوں ہے۔ خدا کا بندہ حکومت کا بندہ نہیں ہو سکتا، خدا کا بندہ سرمایہ کا بندہ نہیں ہو سکتا، خدا کا بندہ مادیت و عسکریت و قوت کا بندہ نہیں ہو سکتا۔ علی کو اپنی بندگی پہ ناز ہے، جسکو وہ اپنے عمل سے، اپنے اقوال سے ثابت کرتے ہیں

(۳۴)

علیؑ اور مسیح کی ایک اہم مماثلت

رسولخداؐ نے فرمایا میری امت میں علیؑ حضرت عیسیٰ کی نظیر ہیں۔ محبت علیؑ میں افراط کرنے والے (غالی و نصیری وغیرہ) جہنم میں جائیں گے اور دشمنی میں بھی تقلید عیسیٰ کے دشمن یہودی اور دوستوں میں عیسیٰ کو شریک خدا

بنانے والے نصاریٰ جہنمی ہیں (نزول القرآن حافظ ابونعیم)۔

(۴۴)

علیؑ حواریِ مسیح

دیکھو عیسیٰ کے حواریوں نے مسیح کو پکڑوا دیا اور گرفتاری کے بعد سب نے مسیح کا انکار کر دیا لیکن محمد مصطفےٰ کا سچا حواری اور شاگرد رشید کسی لڑائی میں رسولؐ کو چھوڑ کر نہیں بھاگا۔ شب ہجرت رسولؐ کے بستر خواب پر سو سکتا اور رسولؐ کی جان کفار سے بچائی۔ رسولؐ جب مکہ کی گلیوں سے گذرتے تھے کفار قریش کے بچے ڈھیلے مارتے تھے علیؑ باوجود صغر سنی جھولی میں اپنی پتھر بھرے ہوئے رسولؐ کے ساتھ رہتے اور کفار قریش کے پتھروں کا جواب پتھروں سے دیتے تھے اسی لیے آپ کا نام قضم ہو گیا تھا۔

(۴۵)

منزلتِ ہارونی

رسولخدا نے فرمایا علیؑ کو مجھ سے وہ نسبت ہے جو موسیٰ نبی سے ہارون کو تھی لیکن میرے بعد نبی نہ ہو گا۔ (مسند احمد بن حنبل، صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ترمذی، سنن ابو داؤد، جمع بین الصحاح الستہ، مناقب ابن مغازلی، فردوس دیلمی، مناقب خطب خوارزمی، مناقب فاخرہ، فضائل الصحابہ، فرائد السمطین، فصول المہمہ، مطالب السئول، شرح ابن ابی الحدید) ہارون

وصی و وزیر و قوت بازو و شریک نبوت جناب موسیٰ تھے۔ دیکھو قرآن۔ علیؑ کو بھی رسول سے وہی نسبت ہے۔

(۳۶)

علیؑ و رسولؐ

رسولخدا نے فرمایا علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں (مسند محمد بن حنبل، صحیح بخاری، مناقب ابن مغازلی، فرائد السمطین، کنز العمال، فردوس، تجرید الصحاح الستہ) رسولؐ اور علیؑ کی موت و حیات خدا کے لئے ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رسولؐ رسالت الٰہی کے لئے ہیں۔ اور علیؑ ولایت الٰہی کے لئے ہیں اور ہر ایک ان میں کا ایک دوسرے کے لئے ہے۔

(۳۷)

علیؑ و رسولؐ میں فرق نہیں ہے

رسولخدا نے فرمایا جس نے مجھ میں اور علیؑ میں فرق کیا اس نے خدا سے فرق کیا (مناقب خوارزمی، فرائد السمطین، تذکرہ، تجلی، مودت قربیٰ) رسالت و تبلیغ علیؑ و رسولؐ کا جب ایک ہی نور ہے تو فرق نہ رہا۔

(۳۸)

اذیت علیؑ اذیت رسولؐ ہے

رسولخدا نے فرمایا کہ جس نے علیؑ کو اذیت دی اس نے مجھ کو اذیت دی

(مسند احمد بن حنبل، تذکرۃ خواص الامۃ)

(۴۹)

شریک رسولؐ

محققین یورپ نے طے کر دیا ہے کہ "دنیا کی تمام مذہبی شخصیتیں جتنی بھی ہیں ان میں سب سے زیادہ کامیاب ہستی (انسائیکلوپیڈیا) حضرت محمدؐ سے پہلے عرب کی فضا مذہبی انقلاب کے لیے ایسی ناموزوں تھی جیسے کہ کسی سیاسی استحاد یا قومی اتحاد کے لیے مخالف تھی۔ عرب کے مذہب کی بنیاد کورانہ بت پرستی پر تھی جس میں زوال پذیر ہونے کا شائبہ بھی نہ تھا۔ (سر ولیم میور) محمدؐ تین چیزوں کے بانی ہیں۔ ایک قوم، دوسرے سلطنت، تیسرے مذہب۔ (باسورتھ اسمتھ)

ایک چیز کا بانی ہونا اور کامیاب ہونا بڑا کام ہے تینوں تعمیر قومی، تعمیر ملکی، تعمیر مذہبی، جو تینوں عمرانیات کی سنگ بنیاد ہیں۔ تینوں تعمیروں میں رسولؐ کا شریک کار ابتدا سے اور اس قائم اعظم کا اگر کوئی جز لاینفک تھا تو علیؑ ہی تھے، خود رسول فرماتے ہیں کہ دین اسلام کی نشوونما خدیجہ کے مال اور علیؑ کی تلوار سے ہوئی۔

(۵۰)

تمام نبیوں کے رسولؐ ہیں

تمام عالم کے ملکوں و نیز دنیا کے مذاہب کے موحدوں کو دیکھیں

تمام عظیم المرتبت ہستیاں بلا حد و حساب اس بات میں کامیاب ہیں جو جس کی اپنی زندگی کو اپنے مقلدین کے لیے کامیاب نمونہ بنا گئیں جو تنزلی کے بعد جو پیدائش سے بعثت تک اور بعثت سے وفات تک اپنی زندگی اپنے تصلیح عالم کے وقت کی زندگی میں یکساں حیثیت رکھتے تھے ان کو اپنے مقلدین کے لیے اپنی زندگی کو کامیاب زندگی کے قالب میں ڈھالنا پڑا تھا، ان کے احوال میں کوئی ایسی بات نہ تھی جس سے آپ کی روحانی تعلیم کو تقویت پہونچی۔ نہ فضا ایسی نہ معاشرت ایسی نہ مجلسی زندگی ایسی تھی بلکہ خود آپ کی زندگی صداقت اور ایمان سے معمور تھی اور کسی بات میں ماحول سے استفادہ نہ تھا، اسی لئے آپ امی نسب ہوئے، اور نا حیا کہ کسی پڑھے لکھے کا خدا کے لکھا۔ وہ بنا ئے علم لدنی سے معمور تھے بچپنے ہی سے ان کے اوصاف کی حضرت نے تصدیق کی ہے کہ امام محمد مہدی کی ابتدائی زندگی کی پیدائش سے لیکر وفات تک یکساں و متوازن زندگی تھی۔ الحمد للہ کہ ہمیں کسی تنقید و نکتہ چینی کی گنجائش نہ تھی، اسلئے یہ ہستیاں پیدائش سے معصوم، روحانیت و ایمان میں کامل اور باوصف امام رسولی صفات کے آئینہ و مظہر ہیں۔ اسی کو رسول نے فرمایا تھا "ہمارا پہلا محمد اور آخری ہمارا محمد اور وسطی ہمارا محمد اور کل ہمارے محمد ہیں" اور جناب امیر سے فرمایا تمہاری لڑائی میری لڑائی ہے، اور تم سے صلح مجھ سے صلح ہے، اور تمہارا ہی میرا بھید ہے تمہارا اعلان میرا اعلان ہے جو تیرے در سے دور ہے وہ میرے در سے دور ہے تو میرے گھر کا دروازہ ہے، تیرا خون میرا خون، تیرا گوشت میرا گوشت ہے

تیرے بیٹے میرے بیٹے ہیں، سچ تیرے ساتھ اور تو سچ کے ساتھ ہے اور سچ تیری زبان پر ہے۔ (ارجح المطالب)

(۵۱)

اسلام کا ہیرو

آفرینش عالم سے اب تک ادوار تاریخ میں ہم ہیروز کی طویل فہرست پاتے ہیں، اور قابل احترام سمجھتے ہیں لیکن ہمارا ہیرو عجب شان کا ہے۔

ہیروز میں ہم فہرست کو ان ہیروز کی دیکھتے ہیں جنھوں نے معاشرتی ہنگامہ بندیوں سے خوف زدہ ہو کر گھبرا کر پہاڑیوں کی چوٹیوں، تنگ و تاریک گھاٹیوں وحشتناک صحراؤں میں بسیرا کیا، جن کے دامن حقوق الناس کی پامالی، خود غرضی اور افادیت و قطع رحم کے بدنما داغوں سے بچ نہیں سکتے انھوں نے انسانی کمالات و ریاضت و رہبانیت سے کچھ بھی حاصل کیے ہوں خلق اللہ ان کے فیوض سے محروم رہی۔ اسلام کو یہ طریقہ کبھی آنکھوں نہ بھایا، اور "لا رہبانیۃ فی الدین" سے زہد و تقویٰ کی توضیح کی گئی۔

ایک گروہ ہیروز کا ایسا ہے کہ جو رہبانیت سے بیگانہ خالق و مخلوق کے رشتہ سے باخبر اپنی دماغ سوزیوں اور جانکاہیوں سے جس نے حقائق فطرت و اسرار عالم میں موشگافیاں کیں اور فلسفۂ کائنات کی بنیاد رکھی، بیشک وہ بھی محسن قوم اچھے، لیکن ان کی ذہانتیں، جدتیں زمانے کی کہنگی کے ساتھ کہنہ اور فرسودہ ہو گئیں، آنے والی نسلوں نے ان کی تحقیقات

کی غلطیوں کا مضحکہ اُڑایا، اُن کی تمام کاوشیں یک رُخی روحانیت سے
بے بہرہ مادیت پرستی کے سوا خالق سے بے بہرہ و ناآشنا تھے

ایک گروہ ایسا بھی ملتا ہے جس نے بجا تلوار کے کرتب دکھا کر عالم
میں شہرت حاصل کی، ملکی فتوحات روئے الارض میں چار دانگ عالم
میں مشہور ہوئے۔ اُن کی خوں آشامی اُن کا شیوا بنا ہوکر ہوا و ہوس کا
دیوتا بن گیا۔

ہمارا ہیرو جس کی ذات ہے جس صداقت، وفاداری کی کان جس کا حسنِ عمل گویا تھا
خیر الٰہی [illegible] الاخلاق [illegible] کا عارف حقوق عباد کا نگہبان
جس کا دامن خود غرضی اور [illegible] ہوس کے داغ سے پاک۔ ریاضت الٰہی و
[illegible] زندگی میں [illegible] جیسے پیکر نورانی کا ایک رخ دنیا والوں کا
[illegible] تھا دوسرا رخ خالق کی طرف، ایک طرف پیشوائے قوم
[illegible] ملکی [illegible] تمدنی، [illegible] معاشی، معاشرتی، اقتصادی زندگی کی
رہبری کرتا تھا، دوسری طرف عشق الٰہی [illegible] محبت خدا سے بھرپور
الہیات کا عالم، توحید کا نقیب، رسالت کا مبلغ [illegible] الٰہی میں ہر آن
مشغول، تمام دن داد خواہی میں مخلوق کی [illegible] حقوق ناس کی
حفاظت کرتا تھا [illegible] حالوں کی دستگیری کرتا۔ بیت المال میں جو
سب جمع ہوتا فقیروں پر لٹا دیتا۔ ملکی انتظامات کے دستور العمل ہمیشہ
[illegible] کو پہنچاتا۔ روم و شام کے وفدوں کو باریاب کرتا۔ حکام
مملکت کی خبر رکھتا۔ رعایا کی دادرسی کرتا۔ یتیموں بیواؤں کو کاندھے پر

نادر گیا تا پہونچانا، یہود و نصاریٰ، و مجوس و دہریوں کے سوالوں کا جواب
دیتا، مجمع اصحاب میں علوم حکمیہ و فلسفیہ کے دریا بہاتا، منبروں، مسجدوں،
راہوں میں کھڑے ہو کر اخلاق و احکام الٰہی کی تبلیغ کرتا۔ راتوں کو محراب
عبادت اور میدانوں میں تڑپ تڑپ کر اپنے معبود کی درگاہ میں تضرع و زاری
کرتا۔ خود بھوکا رہتا، پیٹ پر پتھر باندھتا، اور جب بھوک زیادہ ستاتی تو یہ کہہ کر
تسکین دیتے ہوئے کہ میں کیونکر سیر ہو جاؤں جبکہ میرے گرد لوگ بھوک سے تڑپ رہے
ہیں۔ میدان جنگ میں جب ہیرو ہمت و جرأت کا نقشہ کھینچ دیتا۔ علیؑ کی زندگی کی
تاریخ کو جانچو۔ تو اور کیا ہیرو پرستی نہیں ہے۔ تم کو معلوم ہوگا کہ وہ تخت حکومت
پر عادل و حق شناس بادشاہ ہے، مسند قضا پر بے لاگ جج۔ میدان جنگ میں
صف شکن و غازی، بزم سیاست میں موسس اساس سیاست۔ تمدن و معاشرت
کا مصلح، لیگ آف نیشن کا پریسیڈنٹ۔ بوریہ پر فقیر، محراب عبادت میں شب زندہ دار،
یہودیوں کے باغ میں مزدور، حلقہ اصحاب میں حکیم و مدرس، مسند افتاء پر
نبی کی تصویر، مریضوں کے حلقہ میں تیماردار، فلسفیوں اور علماء کی جماعت میں حقیقت
الٰہی کا رازدان۔ ایمان کے تنور میں تپتی بھی بجا ہے بھی، اور ان میں سب سے بڑھ کر
میں ثانی ہوئی یکتائی۔ وہ کون سا شعبۂ زندگی ہے جس میں علیؑ نے علوم کے دریا
نہیں بہائے، غرضکہ ہیرو آف اسلام سرتاج ہیروز ہے

(۵۳)

امچندر جی اور علیؑ

از امچندر جی بی اے مشاق شاعر و ادیب مستقل کراچی

تاریخ میں یادگار ہے۔ باوجود اسکے ہزاروں بندگان خدا کو [illegible] آتش [illegible]
کبھی ایک جانور کے ہاتھوں [illegible] علاوہ اس کے " [illegible] " [illegible]
کے معاملے میں غصہ میں آکر بھیمن جی کی ناک [illegible] اڑوا دی [illegible]
کا تذکرہ ہے) لیکن علیؑ کی سوانح عمری میں ایک [illegible] ایک نظیر [illegible]
ان کا تحمل نفس ایسا قوی ہے [illegible] حق تو یہی ہے کہ زیر کر [illegible]
و [illegible] کے منہ پر تھوک دیا [illegible]
تیرا قتل [illegible] کے مطابق کرنا چاہتا [illegible] شخص کی شرکت [illegible]
نہیں ہے۔ بقول مولانا روم

او خدو انداخت بر روئے علی [illegible] افتخار ہر نبی و ہر ولی

(۳۵)

سری کرشن مہاراج اور علیؑ

سری کرشن مہاراج کا [illegible] عداوت [illegible] ہے۔ [illegible]
[illegible] " اور دوسرے سرداروں کو دھوکا دے کر " ارجن "
کے ہاتھوں قتل کرا دیا (مہابھارت [illegible] ۳۰۲)۔ مگر علیؑ نے
[illegible] کے بنفس نفیس سر کئے، کوئی تاریخ نہیں بتا سکتی کہ کسی کو دھوکے
سے قتل کیا ہو۔ انتہا یہ ہے کہ کسی دشمن پر کبھی پشت سے حملہ نہیں کیا بھاگنے
والوں کا کبھی تعاقب نہیں کیا۔

(۵۴)

مہاتما بدھ اور عمل

مہاتما جی نے ترک دنیا کے بعد نیک کام کرنے کی تعلیم دی اور دھرم و کرم کا سبق دیا۔ لیکن ان کا یہ فلسفۂ عمل دنیا کے لیے ایسا مشکل ہو گیا کہ وہ سمجھا نہ جا سکا "گرہستی" [illegible] اگر یہ کی صورت میں نمودار ہوا لیکن عملاً ترک دنیا نے خلقت خدا کے لیے دین و دنیا کے بڑے بڑے دروازے بند کر دیے اور رہبانیت پیدا کر کے خود تکلیف اٹھانے [illegible] کے لیے ہر قسم کی ترقی کے اسباب مہیا [illegible] تجارت، [illegible] ہر قسم کی پیشہ وری [illegible] سب [illegible] انسانیت [illegible] کو شریعت رد کیا۔

(۵۵)

حق بات اہل زمین [illegible]

حضور نے فرمایا میرے اہلبیت امان ہیں اہل زمین کے لیے (مسند احمد ابن حنبل، فرائد السمطین) بیشک حافظان دین الٰہی و دافعان قوانین خلاف مصالح کی ہر زمانے میں ضرورت ہے تاکہ مخلوق کی کشتی حیات [illegible] حفاظت کے صحیح اصول بتائے اور مرضی پر [illegible] کو چلا سکے، جیسا کہ گیتا کا مشہور قول ہے "جب بھی مذہب اور قانون خطرے میں ہوتے ہیں تو خدا دنیا میں کوئی راہبر بھیجتا ہے" خدا نے انسانیت کی قدرتی مقصد کا

تکمیل کے لیئے نبی کریم کو پیدا کیا، اور باطل کے مقابل میں حق کی آواز بلند رکھنے کے لیئے، اور حفاظت دین کے لیے علیؑ اور ان کی اولاد کو منتخب کیا جو موجب امان اہل زمین ہیں۔

(۵۶)

علیؑ نفس رسولؐ ہیں

خدا نے نبی نجران کے مباہلہ میں علیؑ کو نفس رسولؐ قرار دے کر بیچارہ قرآن نے "انفسنا وانفسکم" کہلا اس کا ذکر کیا۔ (صحیح مسلم، تفسیر ثعلبی مناقب ابن مغازلی، مناقب اخطب خوارزمی، حلیۃ الاولیا، فصول المہمہ صحیح ترمذی) اور رسول خداؐ نے فرمایا "علی میرا نفس ہے اور بمنزلہ میرے سر کے ہے (مسند احمد بن حنبل، مناقب خوارزمی، مناقب مغازلی، فضائل صحابہ سمعانی، شرح ابن ابی الحدید)

(۵۷)

خدا و ملائکہ کا علیؑ پر درود

قرآن مجید میں ہے "ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما" خدا اور ملائکہ نبی پر درود بھیجتے ہیں، مومنوں کو بھی درود بھیجنا چاہیئے۔ رسولؐ نے درود کا طریقہ بتایا ہے، جس میں اپنی آل کو بھی شامل کیا ہے اور جس کے بغیر نماز یا رکن دین صحیح

نہیں ہو سکتا (تفسیر ثعلبی، فرائد السمطین، صحیح بخاری، صحیح مسلم، تفسیر فخر رازی، مناقب ابن مغازلی، حلیۃ الاولیاء، کتاب الفردوس، مناقب الصحابہ) رسول کے مرض میں امامت والی روایت اگر صحیح ہو بھی اور امامت حضرت علی کی روایت کو پس انداز بھی کر دیا جائے تو یہ امامت خلافت کی دلیل بجائے اس کے بغیر مقتدی آنحضرت صحیح ہو نہ مقتدی ہوں گی وہ آپ خلافت سے محروم رہے

(۵۸)

علی خیر البریہ ہیں

قرآن مجید میں ہے: ان الذین امنوا وعملوا الصالحات اولٰئک ھم خیر البریہ۔ جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کرتے ہیں وہ خیر البریہ ہیں۔ رسول خدا نے فرمایا خیر البریہ علی ہیں (فیما انزل فی القرآن فی علی من مند ابو نعیم اصفہانی، نزول القرآن ابوبکر شیرازی، مناقب خطیب خوارزمی، شواہد التنزیل، ابو اسحاق ثعلبی، مقاتل ابن سلیمان، حلیۃ الاولیاء، کتاب الیقین)

(۵۹)

علی کا مرتبہ رسول کے نزدیک

حضرت رسول خدا نے فرمایا علی میرے بعد خیر البشر ہے "علی خیر البریہ" خیر الامت ہے "خیر الناس ہے" "خیر البریہ ہے" علی تمام بنی ہاشم میں بہترین ہیں

علی سید المومنین ہے" علی قائد الغر المحجلین ہے" علی سید الوصیین ہے"
علی سید العرب ہیں" علی سید الاولیاء ہیں" علی خاتم الوصیین ہیں"
علی سید دنیا و آخرت کے ہیں" علی سید الخلائق ہیں" (مودت القربیٰ، ینابیع،
خطب خوارزمی، مناقب ابن مغازلی، فرائد السمطین، شرح ابن ابی الحدید،
حلیۃ الاولیاء، مسند احمد ابن حنبل، معجم طبرانی، تاریخ خطیب بغدادی، کتاب
الفردوس دیلمی)۔

(۶۰)

علیؑ کی خیرات پر مدح

علیؑ کے پاس چار درہم کے سوا نہ تھا۔ آپ نے ایک شب کو خیرات کیا۔
ایک شب کو، ایک پوشیدہ خیرات کیا، ایک علانیہ۔ خدا نے قرآن مجید میں
اس کی مدح کی: الذین ینفقون اموالھم باللیل والنھار ... الخ
(مناقب اخطب خوارزمی، تفسیر ثعلبی، فرائد السمطین، فصول المہمہ،
حلیۃ الاولیاء، مناقب ابن مغازلی، شرح ابن ابی الحدید، تذکرہ خواص الامہ)

(۶۱)

رسولؐ کے مشورے کیلئے صدقہ

ایمان صحابہ کی جانچ کے لئے خدائی حکم ہوا: یا ایھا الذین آمنوا
اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجواکم صدقۃ،

جب رسول سے مشورہ کیا کرو تو ایک درہم پہلے صدقہ دیا کرو، بجز علیؑ کے کسی نے اس پر عمل نہ کیا۔ (مناقب ابن مغازلی، جمع بین الصحاح الستہ، تفسیر ثعلبی، مناقب اخطب خوارزمی، فرائد السمطین، حلیۃ الاولیاء، شرح ابن ابی الحدید)

رسولؐ کے مشورے کی قیمت ایک درہم بھی سمجھی دگئی۔ حکم خدا و رسولؐ پہ ایمان صحابہ کا امتحان تھا۔

(۶۲)

علیؑ شاہد رسولؐ ہیں

قرآن مجید میں ہے " فمن کان علی بینۃ من ربہ و یتلوہ شاہد منہ " رسول خداؐ نے فرمایا "میں شاہد ہوں" (مناقب اخطب خوارزمی، فرائد السمطین تفسیر ثعلبی، تفسیر واحدی، طبری، حلیۃ الاولیاء، خصائص نطیری، مناقب ابن مغازلی)۔

(۶۳)

علیؑ کو طلحہ و عباس پہ فضیلت

طلحہ کلید داری کعبہ اور عباس سقایہ حاج پر باہم مفاخرت کر رہے تھے۔ اس دنیوی مفاخرت کو دیکھ کر علیؑ نے روحانی مفاخرت کی۔ اپنی [illegible] اسلام اور ایمان و ہجرت اور جہاد فی سبیل اللہ پر فخر کیا،

خدا نے افتراء ابوبکر کی تصدیق کی مہر لگائی، اور فرمایا (اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن امن باللہ .... الخ (تفسیر ثعلبی، مناقب ابن مغازلی، جمع بین الصحاح الستہ، صحیح نسائی، فرائد السمطین، حلیۃ الاولیاء، فصول المہمہ)

(۶۴)

علیؑ کو ازواج نبی کے طلاق کا اختیار

رسولخدا نے فرمایا، یا علی میں نے تم کو اختیار دیا ہے اور وکیل کیا ہے میری جس عورت کو چاہو طلاق دیدو میں اس کا نام دفتر ازواج سے خارج کر دوں گا۔" ام المومنین عائشہ کہتی ہیں میں ہمیشہ علیؑ سے ڈرتی تھی کہ کہیں مجھ کو طلاق نہ دیدیں (روضۃ الاولیاء)

(۶۵)

تبلیغ سورۂ براءت

رسولخدا نے جناب ابوبکر کو سورۂ براءت کی تبلیغ کے لئے اہل مکہ کے پاس بھیجا، پھر بحکم خدا ان کو معزول کر کے راستہ سے پلٹایا۔ اور علیؑ کو مامور کیا، انھوں نے کفار قریش کو جا کر سورہ سنایا (مناقب خطب خوارزمی صحیح بخاری، مسند احمد ابن حنبل، تفسیر ثعلبی، جمع بین الصحاح الستہ خصائص نسائی، صحیح ترمذی، سنن ابوداؤد، فرائد السمطین، حلیۃ الاولیاء

فضائل الصحابہ، تفسیر درمنثور، عینی شرح صحیح بخاری، نزل الابرار بدخشانی،
تاریخ طبری، مستدرک حاکم، جمع الجوامع، کامل ابن اثیر۔

(۷۴)

علیؑ کے کان حقائق کے سننے والے ہیں

قرآن مجید میں ہے "وتعیہا اذن واعیہ" رسول خدا نے دعا فرمائی
خدایا علی کے کان کو ایسا ہی بنا دے۔ چنانچہ وہ ایسا ہی ہے اور اس کا ثبوت
(تفسیر ثعلبی، مناقب اخطب خوارزمی، تفسیر نیشاپوری، حلیۃ الاولیاء، شرح ابن ابی الحدید،
فصول المہمہ)۔

(۷۵)

صالح المومنین

قرآن مجید نے علی کو صالح المومنین قرار دیا ہے اور فرمایا ہے "فان اللہ
ھو مولیٰہ وجبریل وصالح المومنین" (تفسیر ثعلبی، حلیۃ الاولیاء)

(۷۶)

ایفائے نذر پر خدا کی تعریف

حسنین علیہم السلام بیمار ہوئے علی و فاطمہ و حسن و حسین نے نذر کی کہ صحت
ہونے پر حسب نذر تین روزے رکھیں گے سب نے روزے رکھے بلکہ روزہ

روزے رکھے تین روز تک سب نے فاقہ پر فاقہ کیا۔ اور روٹی سب اپنی اپنی سائل و یتیم و مسکین کو اٹھا دی۔ خدا نے ان کی نذر کی مدح میں "یوفون بالنذر" کا آیہ نازل کیا۔ (مناقب اخطب خوارزمی) فرائد السمطین، شرح ابن ابی الحدید، لاآت شجر (قرآن و نصرت) یہ تین روز کی روح کو بھوک کے علی و آل علی نفس کشی کرتے رہے اور قانون الٰہی کا لحاظ کرنے ہوئے ہر بھوکے اور پیاسے کو سیراب کرتے رہے جب خدا وند کریم نے چاہا جیسے ابن ملجم قاتل کو بھی شیر سے سیراب کیا۔

(۶۹)

علیؑ کے گھر میں تارے کا نزول

عہد رسول میں ایک تارہ ٹوٹا رسول خدا نے فرمایا جس گھر میں یہ تارہ گرے گا میرے بعد وہ میرا خلیفہ ہے۔ سب نے دیکھا کہ وہ تارہ علی کے گھر گرا۔ خدا نے قرآن میں اس کی خبر دی "والنجم اذا ھوی" (مناقب ابن مغازلی) کسی شہاب ثاقب کا گرنا کب محال ہے جبکہ کشش ارضی سے ہمیشہ ایسا ہوتا رہتا ہے۔ اور رسول کا پہلے سے خبر دینا ہونا اور اس کو اپنی وصی کی خلافت کا نشان قرار دینا معجزہ تھا۔

(۷۰)

علیؑ کے جہاد کی تعریف

خدا نے علی کے جہاد کو میدان جنگ میں اور ان کے ثبات قدم کو پسند

کی دیوار سے تعبیر کیا ہے۔ قرآن میں ہے "ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیل اللہ صفا کانھم بنیان مرصوص"

(۷۱)

علیؑ و فاطمہؑ دریائے رحمت ہیں

قرآن مجید میں ہے "مرج البحرین یلتقیان" رسولخداؐ نے فرمایا علیؑ و فاطمہؑ دو دریا ہیں جس کا قرآن میں ذکر ہے۔ (فصول المہمہ، تفسیر ثعلبی، مناقب فاخرہ)

(۷۲)

بیشمار فضائل علیؑ

رسولخداؐ نے فرمایا "علیؑ کو خدا نے بیشمار فضائل عطا کئے ہیں (مناقب خوارزمی، شرح ابن ابی الحدید)

(۷۳)

علیؑ کا حق امت پر

رسولخداؐ نے فرمایا "علیؑ کا حق امت پر ایسا ہے جیسا باپ کا اولاد پر حق ہوتا ہے (مناقب خوارزمی، مناقب مغازلی، فرائد [illegible] فردوس دیلمی) پھر رسولخداؐ نے فرمایا میں اور علیؑ دونوں اس امت [illegible] باپ ہیں

(مناقب ابن شاذان قمی)

(۴۷)

اصحابِ کہف سے باتیں

اصحاب کہف نے علی پہ سلام کیا اور باتیں کیں (مناقب ابن مغازلی، تفسیر ثعلبی)

(۷۵)

مسجد کے دروازے علی کیلئے کھلے رہے

رسولِ خدا نے تمام اصحاب کو مسجد سے نکلوا دیا اور سب کو گھر کے دروازے بند کرنے کا حکم دیا، اور فرمایا حکم خدا یہی ہے کہ بجز علی سب کے دروازے بند کر دئے جائیں۔ یہاں تک کہ روشن دان تک رکھنے کی ممانعت کر دی جناب عمر نے سوراخ رکھنے کی اجازت مانگی وہ بھی نہ ملی جب زائد قیل و قال ہوئی تو رسولِ خدا نے فرمایا کہ مدینہ میں رہو یا شام چلے جاؤ (شام تبلیغیوں کا مرکز تھا۔ ایمان اصحابہ پر بلیغ اشارہ) بجز علی کسی کو اجازت نہ دی گئی (مسند احمد ابن حنبل، مناقب مغازلی، فضائل الصحابہ، مناقب اخطب خوارزمی، فرائد السمطین، خصائص نسائی، مناقب، فاخرہ، ترمذی، خواص الامۃ، معجم اوسط طبرانی، فتح الباری، وفاء الوفاء، طبقات ابن سعد، حلیۃ الاولیاء، توضیح الدلائل۔ شہاب الدین احمد، جذب القلوب)۔

(۷۶)

بت شکنی

فتح مکہ کے بعد رسولِ خدا نے علیؑ کو اپنے کاندھوں پہ چڑھا کر خانۂ کعبہ سے بت گرائے۔ (مناقب مغازلی، مناقب اخطب خوارزمی، مناقب فاخرہ، تذکرہ خواص الامۃ)۔

(۷۷)

علیؑ پر ملائکہ کا سلام

جنگِ بدر میں ملائکہ نے علیؑ پر سلام کیا۔ (مسند احمد بن حنبل)

(۷۸)

مشہورِ افلاک

رسولِ خدا نے فرمایا علیؑ کی معرفت ہفت آسمان والوں کو اہلِ زمین سے زائد ہے۔ (مسند احمد بن حنبل، فتح مبین حکیم بدخشی)

(۷۹)

رسولؐ کا قرضہ ادا کرنے والا

رسولِ خدا نے فرمایا ہر نبی کا وارث و وصی ہوتا ہے میرا وصی و وارث علیؑ ہے

اور وہ میرے قرضوں کو ادا کرے گا (فتح المبین ترمذی مسند احمد بن حنبل، مناقب اخطب خوارزمی)

(۹۰)

قیامت میں علیؑ کو ندا

رسولِ خداؐ نے فرمایا قیامت میں علیؑ کو پکارا جائے گا۔ اے صدیق۔ اے دال۔ اے عابد۔ اے ہادی۔ اے مہدی۔ اے فتی۔ اے علیؑ تم اور تمھارے شیعہ بغیر حساب جنت میں جائیں گے۔ (مناقب اخطب خوارزمی)

(۹۱)

قیامت میں سواری

رسولِ خداؐ نے فرمایا قیامت میں صرف چار آدمی سوار محشور ہوں گے۔ میں اور صالح نبی، اور چچا حمزہ اور علی ابن ابیطالبؑ (مناقب اخطب خوارزمی ابن المغازلی) پھر رسولؐ نے فرمایا قیامت میں علیؑ ناقۂ جنت پر سوار ہوگا۔ (جمع حمیدی، صحیح مسلم۔ تذکرہ خواص الامۃ)

(۹۲)

رسولؐ کی نظر میں خانۂ علیؑ کی عظمت

قرآن مجید میں ہے کہ فی بیوت اذن اللہ ان ترفع۔ رسولِ خداؐ نے

رمایا. اس آیہ میں نبیوں کے گھروں کا ذکر ہے حضرت ابوبکر نے پوچھا کہ کیا علیؑ و فاطمہؑ کا گھر بھی اس میں شامل ہے رسولؐ نے جواب دیا، علیؑ کا گھر سب گھروں سے بہتر ہے (تفسیر در منثور، مسند ابن مردویہ، النص الجلی)

(۸۳)

حامل لواء حمد و ساقی کوثر

رسولخدا نے فرمایا "قیامت کے روز علیؑ کے ہاتھ میں لواء حمد ہوگی اور حوض کوثر پر پیاسوں کو سیراب کرینگے۔ (مناقب خطیب خوارزمی، مناقب ابن مغازلی، فرائد السمطین)

(۸۴)

دیدار علیؑ کا اشتیاق

رسولخدا نے علیؑ کو ایک فوج کے ساتھ لڑائی پر بھیجا، اور دعا کی خدایا جب تک علیؑ کو صحیح و سالم نہ دیکھ لوں اس وقت تک مجھ کو موت نہ آئے۔ (صحیح ترمذی، تذکرۃ خواص الامۃ)

(۸۵)

رسولؐ کی طرف سے قربانی کرنے والا

رسولخدا نے علیؑ کو حکم دیا کہ جب تک تم زندہ ہو میری طرف سے قربانی کرتے

رہنا علیؑ نے اپنی آخری عمر تک دو مینڈھے رسولؐ کی طرف سے ہمیشہ قربانی کیے
اور کسی نے بجز علیؑ قربانی نہیں کی (مسند احمد بن حنبل و تذکرہ خواص الامۃ)

(۸۶)

ردِّ شمس

علیؑ نے نماز نہ پڑھی تھی [illegible] رسولؐ [illegible] تھا [illegible] رسولؐ [illegible]
ہے۔ بعد بیداری رسولؐ نے [illegible] علیؑ [illegible] کے لیے [illegible]
[illegible] اسود [illegible] رماقت [illegible] آفتاب [illegible]
[illegible] اسماء [illegible] شفا [illegible] شیخ [illegible]
[illegible] خواص الامۃ تذکرہ [illegible]
[illegible] کتاب [illegible] شمس [illegible]

(۸۷)

علیؑ کو شمس سے آواز

[illegible]
[illegible] شرف المناقب [illegible] اخطب
[illegible] حیات [illegible]
[illegible] دیکھو [illegible] اور کتاب معدن [illegible]

شئی (برقیات) ہے۔ اسکی برق نورانی کا ذی روح و ذی شعور و متکلم ہونا
اور آواز پیدا ہونا محال نہیں ہے۔ قوت برقیہ نے اس راز کو کھول کر
لاسلکی تار برقی سے دور و نزدیک کا سوال بھی حل کر دیا ہے۔

(۸۸)

دامادی رسول کا شرف

سیدہ النساء کی شادی بحکم خدا علی کے ساتھ ہوئی انہیں کی
اولاد اولاد رسول کہلائی۔

(۸۹)

علی اور ان کے گیارہ فرزند وصی رسول ہیں

رسولخدا نے یہ بھی فرمایا کہ علی اور ان کے گیارہ فرزند میرے بعد
میرے وصی ہوں گے۔ (مناقب ابن مغازلی، مسند احمد بن حنبل،
مناقب اخطب خوارزمی، تاریخ خطیب بغدادی، شرح ابن ابی الحدید
فرائد السمطین، فصول المہمہ مالکی)

(۹۰)

علی و اولاد علی خلیفہ رسول ہیں

رسولخدا نے فرمایا کہ علی اور ان کے بعد ان کے گیارہ فرزند میرے

خلیفہ ہیں (مسند احمد بن حنبل، تفسیر ثعلبی، مناقب ابن مغازلی، کتاب الفردوس، مناقب اخطب خوارزمی، فرائد السمطین، تاریخ طبری، شرح ابن ابی الحدید، ینابیع المودة)

(۹۱)

انگشتری دینے پر ولایت

سائل نے مسجد میں سوال کیا، علیؑ نماز میں مشغول تھے، حالت رکوع میں انگوٹھی دیدی، خدا نے بعد رسولؐ علیؑ کو ولی مومنین قرار دیا۔ اور فرمایا "انما ولیکم اللہ رسولہ الخ۔ (تفسیر ثعلبی، جمع بین الصحاح الستہ، مناقب ابن مغازلی، صحیح نسائی، مناقب اخطب خوارزمی، فرائد السمطین، نزول القرآن ابو نعیم، تذکرہ خواص الامۃ، تفسیر کشاف، تفسیر فخر الدین رازی، تفسیر بیضاوی، معالم التنزیل بغوی)

(۹۲)

علیؑ اور اُن کی اولاد امام ہے

رسول خداؐ نے فرمایا کہ میرے بعد علی اور اُن کی اولاد امام ہوگی۔ (مناقب اخطب خوارزمی، فرائد السمطین)

(۹۳)

علیؑ مقتدائے امت ہے

رسول خداؐ نے فرمایا علیؑ اور میری اولاد کو مقتدا سمجھو (فرائد السمطین، مناقب اخطب خوارزمی، شرح ابن ابی الحدید)

(۹۴)

انبیاء نے ولایت علیؑ کا اقرار کیا

رسول خداؐ نے فرمایا شب معراج میں نے انبیاء سے پوچھا تو سب نے کہا ہم تمہاری نبوت اور علیؑ کی ولایت پر مبعوث ہوئے ہیں (فرائد السمطین، حلیۃ الاولیاء) بیشک ہر نبی کل انبیاء اور ان کے اوصیاء کا عالم ہے اسلئے ایک دوسرے کی اپنے بعد تبلیغ کو کرتے تھے۔ انبیاء آخر الزمانؐ اور ان کے اوصیاء کو بھی جانتے تھے۔

(۹۵)

ولایت علیؑ کا سوال

قیامت کے روز خدا ولایت علیؑ کی لوگوں سے پرسش کرے گا۔ (فردوس الدیلمی، مناقب خطیب خوارزمی، فرائد السمطین)

(۹۶)

علیؑ سے جنگ کی نوعیت

رسولِ خداؐ نے فرمایا ۔ یا علی تم میرے وصی ہو، تم سے لڑائی مجھ سے لڑائی ہے، اور تم سے آشتی مجھ سے آشتی ہے (مناقب اخطب خوارزمی، ینابیع المودۃ) دوسری روایت میں ہے، رسولِ خدا نے فرمایا ۔ جو شخص علی کی خلافت کے بارے میں لڑے اُس کو قتل کر دو، کوئی بھی ہو، (ینابیع المودۃ)

(۹۷)

خلافتِ رسولؐ کا حقدار

رسولِ خداؐ نے فرمایا ۔ میری امت میں سب سے پہلا ایمان لانے والا، سب سے زیادہ علم رکھنے والا، سب سے زیادہ سچے دل سے دین پر قائم رہنے والا ۔ اور میری نبوت کا سب سے زیادہ یقین رکھنے والا اور تمام امت سے افضل، اور علم میں کامل تر، اور سخی تر، اور شجاع تر علیؑ ہے، اور وہ امام میری امت کا ہے، (ینابیع المودۃ، خصوصیات خدا فتیؑ کا عامل، رسولؐ کا نائب صرف علی تھے، اسی لئے امام امت ہونے کے حقدار ہیں ۔

(۹۸)

رسول کا معاہدہ

رسول کو خدا کا حکم ہوتا ہے پہلے اپنے کنبہ والوں کو بلا کر تبلیغ کریں،
"وانذر عشیرتک الاقربین واخفض جناحک لمن اتبعک
من المومنین" رسولِ خدا نے دعوت دے کر عزیزوں کو جمع کیا اور
اسلام کی دعوت دی، اور تین مرتبہ فرمایا جس نے میرا ساتھ دیا اور
جو میرے قرض ادا کرے اور وصیت کو پورا کرے اور تبلیغ اسلام
میں میرا ساتھ دے وہی میرا بھائی وزیر خلیفہ ہے کسی نے جواب
نہ دیا تینوں مرتبہ علیؑ نے کھڑے ہو کر مجمع قریش میں رسول سے وعدہ کیا
(مسند احمد بن حنبل، تفسیر ثعلبی، شرح ابن ابی الحدید میں دیکھئے،
سید العابد۔ احیاء السنۃ) اگر چہ اس معاہدہ، قول و قرار کے رسولؐ
علیؑ کو خلیفہ نہ کرتے تو عہد شکنی ہوتی [illegible] رسولؐ [illegible] اس معاہدے کی بنا پر دوسرے
کو خلیفہ بنانے کا حق [illegible] تھا، اور نہ تھا عہد [illegible] خدا کی مخالفت
تھی، خدا نے صاف کہہ دیا تھا کہ مجمع قریش میں جو وعدہ کرے
مومنین سے تم اس کے سامنے جھک جانا [illegible] رسولؐ
معاہدے کو پورا کیا، مرتے دم اور آخر تک اپنی ذمہ داری کو پورا کیا اور عہد
وفا کی، بحکم خدا اور رسول وہ وصیت و خلافت کے لئے جھٹ واجب ہو گیا،
[illegible] سے جملہ لحاظ سے منصب علیؑ کو حاصل رہے۔

(۹۹)

علیؑ وزیر و وارث رسولؐ ہیں

رسولخداؐ نے فرمایا "علیؑ میرا وزیر اور وارث اور میرا بھائی ہے"
(مسند احمد بن حنبل، مناقب ابن مغازلی، فصول المہمہ، حلیۃ الاولیاء
فرائد السمطین، شرح ابن ابی الحدید)

(۱۰۰)

ولایت علیؑ اصول اسلام ہے

رسولخداؐ نے فرمایا "علیؑ کی ولایت اصول اسلام سے ہے"
اور بارہ امام ارکان ایمان سے ہیں (فرائد السمطین حموینی، تفسیر ثعلبی)

(۱۰۱)

علیؑ کی کفش دوزی

علیؑ رسولؐ کی پاپوش سی رہے تھے، رسولؐ نے فرمایا "جو میری
پاپوش سی رہا ہے وہ تمھاری گردنیں کاٹے گا ایمان کی راہ میں اور تم سے
مقاتلہ کرے گا تاویل قرآن پر جس طرح سے میں تنزیل قرآن کے مقاتلہ کرتا ہوں"
(مسند احمد بن حنبل، جمع بین الصحاح الستہ، السنن ابو داؤد، صحیح ترمذی)

تاریخ خطیب بغدادی، فضائل الصحابہ سمعانی، حلیۃ الاولیاء، شرح ابن ابی الحدید، صواعق محرقہ، خصائص امام نسائی)

(۱۰۲)

امین رسولؐ

شب ہجرت رسولخداؐ نے جملہ امانات، علیؑ کے سپرد فرما کر حکم دیا کہ امانتوں کو ہر ایک کو پہونچا دینا، اور غار ثور میں کھانا بھیجتے رہنا، اور ایک راہ شناس مہیا کرنا جو مدینہ کا راستہ بتائے، اور ایک ناقہ سواری کیلئے لینا، امیر المومنینؑ نے حسب ہدایت رسولؐ سب پورا کیا (تاریخ طبری تفسیر در منثور، تفسیر ثعلبی، سیرت ابن ہشام، مستدرک، مطالب السئول، کفایۃ الطالب، مسند امام احمد بن حنبل، سنن نسائی، تاریخ خمیس تذکرۃ خواص الامۃ) رسولؐ کی یکتائی وہ سب سے پہلی اور بڑی صنعت تھی کہ کفار قریش تک آپ کو امین کہتے تھے، مگر آپؐ کی نظر میں اپنے ابن عم کے سوا کوئی امین قرار نہ پایا۔

(۱۰۳)

فداکاروں کا سردار

دنیا کے تمام مظلوم و غیر متشدد، عابد و فداکار ہستیاں اپنے اصول کی حمایت میں طرح طرح کے مصائب جھیل چکیں، زہر کے جام پئے، خوشی خوشی

گردنیں کٹائیں، لیکن ہمارا سردار نرالی شان کا ہے۔ سرداران قریش رسول کے قتل کے لئے گھر کو گھیر لیتے ہیں۔ علی کو سولہ یا سترہ سال کی عمر میں رسول کا حکم ہوتا ہے، چادر رسولؐ اوڑھ کر فرش رسولؐ پر تلواروں کی چھاؤں میں سو رہتے ہیں، اور دشمنوں کے اسلحہ کو بیکار کر دیتے ہیں جس کی قرآن میں مدح ہوتی ہے "ومن یشری نفسہ ابتغاء لمرضات اللہ"
(مناقب، خطب خوارزمی، تفسیر ثعلبی، حلیۃ الاولیاء، فضائل السمعانی، فصول المہمہ، مسند احمد بن حنبل، معالم التنزیل، عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری)

کرشن مہاراج شراب کی ترنگ میں عزیزوں، دوستوں کا قتل عام کرکے ایک درخت کے نیچے ٹھنڈی ہوا کھاتے سو رہتے ہیں، اور شکاری کے تیر سے دنیا کو داغ کرتے ہیں، لیکن ہمارا ہیرو نہ انتقامی تلوار کھینچتا ہے، نہ کسی کو قتل کرتا ہے، نہ بھاگ کر جان بچاتا ہے۔ نہ دشمنوں سے بحث و گفتگو کرکے رسول کا راز فاش کرتا ہے۔ سوتے میں اپنے کو شہادت کے لئے پیش کرتا ہے۔ یہی تو رسولؐ کا حکم ہے۔ سر جو حکم حکم رسول کی مخالفت نہیں کرتا۔

(۱۲)

مکہ سے ہجرت

رسولؐ کی ہجرت سے تین روز بعد علیؑ مکہ سے مدینہ روانہ ہوتے ہیں۔ راتوں کو چلتے اور دن کو پوشیدہ رہتے ہیں اور مدینہ پہنچتے پہنچتے پیر زخمی

ہو گئے۔ جب خدمت رسول میں پہنچے، رسولؐ نے گلے سے لپٹا لیا اور لعاب دہن پیروں میں لگایا، سب زخم اچھے ہو گئے (اسد الغابہ) واقعۂ ہجرت میں علیؑ کے کارنامے نہ بھولنے والے تاریخی واقعات ہیں۔ علی کی رازداری، سچی جاں نثاری، تعمیل حکم خدا میں فداکاری، امانت داری، محبت رسول، فرش رسول پر سونے کی فضیلت، حفاظت رسولؐ امور ضروریہ ہجرت کا انتظام، سیکڑوں میل کا پیادہ سفر، استقلال، شجاعت، خدائی اکرام، رسولؐ کی عزت افزائی، سچی ہمدردی، یہ ایسے سبق ہیں جو بجز ذات علی جملہ اصحاب میں ڈھونڈے سے نہ ملیں گے۔

(۱۰۵)

رسولؐ کو حکم خدا

رسول خدا کو حکم ہوا ہے کہ علی کو مجمع عام میں خلیفہ کر دیا۔

"یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک۔ رسول خدا نے بحکم خدا بمقام غدیر بہ مجمع اصحاب میں علی کا اعلان کر فرمایا "جس کا میں مولا ہوں علی اس کے مولا ہیں" (تفسیر ثعلبی، فخر رازی، مستطرف، کتب فاخرہ، مناقب ابن شاذان، حلیۃ الاولیاء، ذخیرۃ العقبیٰ، کنوز الحقائق)۔

(۱۰۶)

ولایت علیؑ تکمیل دین و اتمام نعمت ہے

بعد غدیر خم اور علیؑ کو ولی مومنین بنانے کے بعد یہ آیہ نازل ہوا،

"الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا" (مناقب اخطب خوارزمی، فرائد السمطین، نزول القرآن ابو نعیم، مناقب وغیرہ)

(۱۰۷)

ووٹ آف سنسر (اظہار نفرت و بے اعتمادی)

۱۸ ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ کو بمقام غدیر خم ایک لاکھ چودہ ہزار اصحاب و تابعین کے مجمع میں علیؑ کے دشمنوں پر رسول خدا نے یہ کہکر ایسے الفاظ ووٹ آف سنسر پاس کرایا، "جس کا میں مولا ہوں اُس کا علیؑ بھی مولا ہے خداوندا جو علیؑ کو دوست رکھے تو بھی اُس کو دوست رکھ، اور جو علیؑ کو دشمن رکھے تو اُس سے دشمنی فرما، جو علیؑ کی مدد کرے تو اُس کی مدد فرما، جو علیؑ کو ذلیل کرے تو اُس کو ذلیل فرما، (مسند احمد بن حنبل، صحیح مسلم، تفسیر ثعلبی، جمع بین الصحیحین، جمع بین الصحاح الستہ، صحیح ترمذی، سنن ابو داؤد، مناقب ابن مغازلی، مناقب خطیب خوارزمی، حلیۃ الاولیاء، فضائل الصحابہ، فرائد السمطین، فصول المہمہ، شرح ابن ابی الحدید، تذکرہ

خواص الامۃ)۔ رسولؐ کے علانیہ دوستوں پر تولا اور دشمنوں پر تبرا اور بددعا پر اصحاب میں مبارکباد کا شور مچ گیا، جناب عمر و جناب ابوبکر نے حضرت علیؑ کو ولی مومنین ہونے پر مبارکباد دی، حسان شاعر رسولؐ نے مدحیہ قصیدہ پیش کیا، تولا و تبرا کی بس اتنی حقیقت ہے کہ مخالف ولایت علی سے نفرت و بیزاری اور موافق و معتقد خلافت و ولایت سے موالات و محبت جو قرآن و حدیث سے ٹھہری ہوئی ہے۔ یہ اخلاق و مذہبی بائیکاٹ ہے جو تمام متمدن اقوام میں ہمیشہ رائج رہا ہے۔ اب بھی وزارتوں اور جمہوریتوں کے پریسیڈنٹ پر کھلے اجلاس میں بے اعتمادی کے ووٹ پاس ہوتے ہیں، شیعوں کا تولا و تبرا بس اتنی ہی حقیقت رکھتا ہے جو رسولخداؐ نے علیؑ کی ولایت کے ساتھ خود تولا و تبرا فرمایا۔

(۱۰۸)

علیؑ اور قرآن

قریب وفات رسولخداؐ نے فرمایا: میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، کتاب خدا اور میری عترت اہلبیت جب تک دونوں سے تمسک رکھو گے گمراہ نہ ہو گے، یہ دونوں آپس سے جدا نہ ہوں گے جب تک حوض کوثر پر میرے پاس نہ آئیں (مسند احمد بن حنبل، صحیح مسلم، مناقب ابن مغازلی، جمع بین الصحاح الستہ، فضائل الصحابہ سمعانی، مناقب

اخطب خوارزمی، فرائد السمطین، شرح ابن ابی الحدید) اور ایک موقع پر فرمایا "علیؑ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے۔"
(امالی ابن بابویہ، امالی شیخ طوسی)

(۱۰۹)

علیؑ کی مرضی پر چلنے کا حکم

رسولخداؐ نے وفات سے چند روز پہلے مجمع اصحاب میں فرمایا ابوبکر کو مخاطب کر کے "یہ علی بن ابی طالب جو میرے پاس کھڑے ہیں زمین و آسمانوں میں میرے وزیر ہیں۔ میری رضا مندی اسی میں ہے کہ علی کی مرضی پر چلنا۔ (مودۃ القربے سید علیخان ہمدانی، سیرۃ الصغریٰ ابن اسحق، ترجمۃ النبوۃ ابن سعد)

(۱۱۰)

سُنتِ رسول کا زندہ رکھنے والا

اُم سلمہ سے رسولخداؐ نے فرمایا "علیؑ میری سنت کا زندہ رکھنے والا ہے" (مناقب اخطب خوارزمی)

(۱۱۱)

مسجد نبیؐ کی تعمیر میں علیؑ کا حصہ

رسول خداؐ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پہونچے، لیکن شہر میں قدم نہیں رکھا جب تک علیؑ مکہ سے نہ آئے، پھر رسولؐ نے اپنا ناقہ اصحاب کو دیا کہ اس ناقہ پر بیٹھ کر مدینہ جاؤ، اور جتنے حلقہ میں یہ اونٹ گردش کرے اسی حلقہ میں میری مسجد تعمیر کرو۔ جناب ابوبکر و جناب عمر و جناب عثمان باری باری اونٹ پر بیٹھے اور ہانکا۔ اونٹ نے قدم نہ بڑھایا، پھر علیؑ اٹھے، ناقہ پر سوار ہوئے، فوری ناقہ چل پڑا، اور اس نے مسجد کی حد مقرر کی جس پر مسجد نبیؐ کی تعمیر ہوئی (اوفار العرفان) مسجد نبیؐ کی بنیاد علیؑ ہی کے دم سے قائم ہوئی، اور علیؑ اسی طرح سے مسجد کے لئے اینٹ گارا ڈھوتے تھے جس طرح رسولؐ۔

(۱۱۲)

اسلام کا سپہ سالار اعظم

علیؑ کی زرہ صرف جسم کے اگلے حصے پر تھی، پشت پہ زرہ نہ تھی، کسی نے پوچھا، اگر دشمن پشت سے حملہ کرے تو آپ کیا کیجئے گا۔ فرمایا خدا مجھکو اس وقت کے لئے نہ رکھے کہ میرے دشمن کو اس کا موقع ملے کہ پشت سے حملہ کرے (مستطرف)، یہ تھی قابلیت جنگ کہ دشمن کو اتنا موقع نہ دیتے تھے کہ پشت

حملہ [illegible] نپولین نے انگریز [illegible] "اسٹرلنگ" [illegible]
داد شجاعت دی اور اپنے شجاعت جتایا [illegible] اگر تاریخ [illegible]
جنرل ہوا۔ سیزر کا سپہ سالار اسپیو کے "ہنڈنبرگ" قیصر [illegible] بھی
بڑے بڑے جنرل ہوئے جو تاریخ عالم میں اپنی شجاعت کے [illegible] حاصل
کرتے رہیں گے۔ لیکن تاریخ نگار بتا سکتی کہ ان میں کوئی ایسا تھا کہ جو
[illegible] منفعت کے لئے داد شجاعت نہ دے رہا ہو۔ "سیزر" کا مقصد [illegible]
[illegible] بنا تھا۔ نپولین فرانس کا جنگ کا [illegible] اپنے سر پر دیکھنا چاہتا تھا۔
[illegible] کی [illegible] کے مشغلہ [illegible] تھا۔ ہنڈنبرگ [illegible]
ولیم قیصر کی ذات میں دیوانہ تھا، اور [illegible] حاصل کرنے کے
بیتاب تھا۔ [illegible] کی امید حاصل تھی، تو [illegible] تھی۔
[illegible] کی [illegible] اور سب
[illegible] لڑتے رہتے
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کا تماشہ [illegible]
[illegible] شجاعت [illegible] دکھائے

ہر میدان جنگ علی کے ہاتھ رہا۔ ایسی کوئی لڑائی نہیں لڑے جس میں شکست کھائی ہو، یہ وہ شجاعت تھی جس نے عالم میں لافتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار کی آواز بدر کے میدان میں گونجتے ہوئے نہ سن لی ہو (مناقب ابن مغازلی، فضائل الصحابہ سمعانی)

دنیا بھر کے جنرلس ابتدا میں ایک معمولی سپاہی تھے۔ چھوٹی چھوٹی لڑائیوں میں ماتحت سپاہیوں کی طرح فنون جنگ سیکھ کر آگے بڑھے۔ علی کے لئے تاریخ نہیں بتا سکتی کہ کسی سے فن سپہ گری سیکھا ہو کسی افسر کی کبھی ماتحتی کی ہو سوائے اپنے چچا حمزہ کے۔ اسی لئے رسول خدا نے علی کو کسی دنیاوی سپہ سالار سے تشبیہ نہیں دی۔ کیونکہ ہر جنرلس کی شجاعت تعلیم و تربیت سے ہوتی ہے اور مادی ترقیوں کی غرض سے بخلاف علی کی شجاعت کے جو دنیا کے حقیقی امن و امان کے لئے تھی۔ تہذیب و اخلاق و تمدن کی اصلاح کے لئے تھی، سرمایہ داری مٹانے کے لئے تھی۔ حفاظت خود اختیاری کے لئے تھی دفاع کے لئے تھی۔ دنیاوی جنگوں سے تعلق ہی کیا تھا، وہ تاسی کی تادیب "تلوار اور استاد و علم کی تادیبی تھی۔ اسی لئے رسول خدا نے فرمایا تھا کہ" جو شخص ہیبت موسیٰ بن عمران کو دیکھنا چاہے وہ علی کو دیکھ لے (مودۃ القربیٰ سید علیہ الرحمہ، ینابیع المودہ) دونوں کے فتوحات کی یک رنگی کو دیکھو جناب موسیٰ فرعون سے لڑنے نہ آئے تھے، قوم بنی اسرائیل کو ست ظلم سے نجات دلانے آئے تھے۔ علی نے بھی دنیاداروں، سرمایہ پرستوں سے

مزدوروں، فقیروں کو دنیا فریبی سے نجات دلائی، اور سیاست الٰہیہ کا پرچم لہرایا، اسلام کی ہر جنگ، اسی لئے تھی جو علی ہی کے ہاتھوں سر ہوئی۔ اور ہر صلح کی تکمیل بھی علی ہی کے ہاتھوں ہوئی۔ اسلامی ہر لشکر کے سپہ سالار علی ہی تھے۔ علی پر کبھی کوئی افسر نہیں کیا گیا۔ قرب وفات رسولؐ نے علیؑ کو اپنے پاس رکھا، اور تمام چھوٹے بڑے اصحاب کو زیر قیادت اسامہ مدینہ سے ہٹانا چاہا۔ اور مخالفت حکم رسول پر لعنت فرمائی۔ سب نے رسول کی لعنت گوارا کر لی، رسول کا بلا استثنا صحابہ پر آخر وقت لعنت کرنا اگر حکم خدا اور وحی نہ ہوتا تو نعوذ باللہ آخر وقت کی یہ لعنت بازی رسولؐ کے لئے کب تک جائز تھی۔ سب نے حکم خدا اور رسول کی اپنے مصالح خلافتی کی وجہ سے اسامہ کا راستہ چھوڑا۔ اور مدینہ واپس آئے (فتح الباری، قسطلانی، تہذیب التہذیب ذہبی، شرح مواقف، افکار الابکار آمدی، ملل ونحل شہرستانی، کتاب المغازی، تاریخ واقدی، تاریخ بلاذری) رسول کو چھوڑ کر اصحاب لڑائیوں سے بھی بھاگتے تھے۔ خیبر، احد، حنین، اور سریہ بنی نضیر میں بھی سبھی بھاگے۔ (کتاب المغازی، خواص الامۃ، فتح الباری، مشکوٰۃ، سیرۃ ابن ہشام، تاریخ ابو الفدا، خمیس دیار بکری، صحیح مسلم، صحیح بخاری استیعاب ابن عبد البر، معارف ابن قتیبہ)

(۱۱۳)

ضربتِ علیؑ کی خصوصیت

رسولِ خداؐ نے فرمایا تھا کہ " علیؑ کی یک ضربت جنگ خندق میں افضل ہے عبادت ثقلین سے" دنیا کی عبادتیں جو خدا کے تقرب و اخلاص سے ہوں افضل ترین اعمال ہوتے ہیں۔ لیکن سب عبادتیں اپنی ذات کے لئے ہیں۔ دوسروں کو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ان میں کوئی ملکی، ملی، قومی افادیت نہیں ہے۔ بالکل نفسی ہے تقرب الٰہی کے لئے۔ جو ہر مکلف انسان کا فرض ہے۔ لہٰذا اسلام و قوانین و آئین اسلام کے تحفظ کے لئے جو تلوار اٹھے بیشک وہ تمام عالم کی عبادت سے از روئے افادیت بہتر ہے تارک الدنیا راہب اور عبادت میں زندگی بسر کرنے والوں کے لئے یہ سبق ہے کہ وہ اپنی زندگی کو افادی بنائیں، عابد بن کر زندگی کا مقصد صرف اپنا عبادت کرنا نہ ہو جس میں افادیت نہ ہو۔ اسی لئے رسولؐ نے فرمایا تھا کہ عالم کی دو رکعت نماز افضل ہے عابد کی ہزار رکعت نماز سے، اسلئے کہ عالم کی مشغولیتیں افادی ہیں اور عابد کی عبادت استفادی ہے۔

علیؑ کی جنگ خندق حفظ اسلام کے لئے تھی جس وقت عمرو بن عبدود خندق پھاند کر مسلمانوں کے سر پر آگیا تھا، اور جملہ مسلمان مقابلے سے گھبرائے بیٹھے تھے، اور اسلام کا خاتمہ ہو رہا تھا۔ لہٰذا علیؑ کی جنگ کی

احادیث کا کب آیا جب سینکڑوں برس بعد اسلام کو بگاڑ لیا۔

(۱۱۴)

کامیاب تبلیغ

رسول خدا نے خالد بن ولید کو یمن کے مسلمانوں سے یمن بغرض تبلیغ روانہ کیا لیکن کسی نے اسلام قبول نہ کیا۔ پھر رسول خدا نے علی کو روانہ کیا اور حکم دیا کہ خالد اور ان کے ساتھیوں کو معزول کر کے واپس کریں۔ علی نے یمن سے خالد کو معزول کر کے واپس کیا۔ اور رسول کا خط یمن والوں کو سنایا۔ علی کی تبلیغ کا یہ اثر ہوا کہ یمن والے ایمان لائے اور تمام قبیلہ ہمدان مسلمان ہوا۔ (تاریخ طبری)

(۱۱۵)

انسان کامل

حدیث قدسی میں ہے "خدا نے انسان کو اپنی شکل پر بنایا۔" اور انجیل میں یہی مفہوم ہے God has created man in his own image.

دوسری حدیث میں ہے "اے فرزند آدم میری اطاعت کر تا کہ میں تجھکو اپنے مثل بنا دوں" کیا خدا ظالم و خونخوار ہے؟ نعوذ باللہ۔ خدا کیا ہلاکو و چنگیز

کی تمثال ہے؟ استغفر اللہ۔ خدا کیا قیصر و کسریٰ کی سج دھج کا ہے؟
معاذ اللہ۔ خدا کیا رنگ رلیوں میں تاناشاہ و محمد شاہ رنگیلے کا سا ہے؟
العیاذ باللہ۔ خدا کیا غارتگر و ستمگر ہے؟ کیا خدا بیواؤں یتیموں مظلوموں
کی آہ و زاری نہیں سنتا؟ کیا خدا دنیا کو امن و امان و راحت سے دیکھنا
نہیں چاہتا؟ العیاذ باللہ۔ وہ تو رحیم ہے، رؤف ہے، ودود ہے، ارحم
الراحمین، رب العالمین ہے۔ انسان کو اپنی صفات کمالیہ سے متعلق
دیکھنا چاہتا ہے۔ خدا کی اطاعت بھی یہی ہے کہ انسان خدا کے صفات کمالیہ
و جمالیہ کا مظہر ہو۔ ظلم، ناانصافی، بدکاری، شرارت، فتنہ و فساد، غصب
اموال سے پرہیز کرے۔ وہ متخلق باخلاق اللہ ہو کر صفات الٰہیہ کا مظہر
پیش کرے۔ عیسائی مذہب عیسیٰ کو خدا کا بیٹا بنا کر پیش کرتا ہے لیکن
اسلام مظہر العجائب کو مثیل خدا اور متصف بصفات الٰہیہ و متخلق باخلاق
خداوندی دیکھنا چاہتا ہے۔ رسول خدا اُن صفات کا مظہر علی کی ذات کو
پیش فرماتے ہیں۔ حق بات سننے میں اذن اللہ، حق بینی و حق شناسی میں
عین اللہ، حق پرستی و سخاوت با عمل میں اسراف و تبذیر سے بچتے ہوئے
ہاتھوں کو ید اللہ، حق گوئی و نشر علم و حکمت کے لئے [illegible] زبان کو لسان اللہ
اور عبادت خدا میں جھکی ہوئی پیشانی کو وجہ اللہ، عبادت خدا میں شب بیداری
اور فرش خواب سے دور رہنے والے پہلوؤں کو جنب اللہ اور ہمیشہ سے
محبت خدا سے معمور قلب [illegible] خزانۂ انوار سے مملو دلوں کو عرش خدا اور

اور ہمہ سانس کی آمد و شد کو خدائی امور میں منہمک نفس اللہ قرار دیتے ہیں۔

علیؑ وہ انسان کامل تھا کہ مثیل خدا بنا دیا گیا، اور علیؑ کا ہر عضو خدا کی ملک بن گیا۔ جو "انا عبد من عبید محمد" کہکر رسولؐ کی عظمت حقیقیہ کا اعلان کرتا، اور عظمت و جبروت، رہنمائی و یکتائی، و حقیقیہ الہیہ کا مالک رہتا۔

(١١٦)

اسلام اور ہیرو ورشپ

ابتداء دور تمدن سے آج تک اخلاقی سدھار کے لئے مختلف ممالک و مذاہب نے طرح طرح سے ہیرو ورشپ قائم کئے ہیں یعنی یاد اسلاف نے نوجوانوں میں روح تہذیب و اخلاق پھونکی ہے۔ وہ زمانہ جب حروف کے آلات اور کتابیں نہ تھیں۔ مختلف طریقوں سے آنے والی نسلوں کو یاد اسلاف دلائی جاتی تھی۔ مثلاً چین، ایران، ہندوستان، عرب بغرض تمکہ آثار مقام پر ہمکو آج تک بہترین ایسی تصویریں ملتی ہیں جو قوم کے کسی سورما کی یاد تازہ کرتی ہوں۔ مصر کے شہنشاہ سلاطین کے جسموں کو ممی کر کے ہزار ہا سال رکھکر یاد اسلاف تازہ کرتے تھے۔ قصہ کہانیاں بزرگوں، مشیوں کی قوم کی مائیں سناکر گودیوں میں بچوں کو اسلاف کے کارناموں سے زندہ رکھتی تھیں۔ اسلام نے بھی ہیرو ورشپ قرآن کو زینت دی۔ نصف سے زائد قرآن قصص انبیاء و بزرگان سلف پر مشتمل ہے، تاکہ متبعین اور آنے والی

نسلیں ان سے سبق لیں اور تہذیب و اخلاق و تمدن کو درست کریں۔

رسول خدا نے بعض یہ کہکر پر دو شب قائم کیا ہے کہ علی کے چہرے پر نظر کرنا عبادت ہے۔ (مناقب اخطب خوارزمی، تذکرۃ الخواص، کنز العمال، مناقب فاخرہ، مسند احمد، ینابیع) یعنی علی کے کارنامۂ زندگی کو ہمیشہ نظر بطور عبادت یاد رکھیں سمجھیں۔ لوگوں گھروں میں ان کے نقش زندگی کو اپنا معیار زندگی قرار دیں تو ہمیشہ کامیاب و صحیح زندگی کے مالک رہیں گے۔

(۱۱۷)

فنافی العبادت

جنگ صفین میں علی کے ایک ایسا تیر پیوست ہوا تھا جو نکل نہ سکتا تو رسول خدا نے جراح سے فرمایا جب علی مشغول نماز ہوں اس وقت تیر نکال لینا۔ حالت نماز میں وہ تیر نکالا گیا اور علی کو اطلاع بھی نہ ہوئی۔

جنگ صفین میں شدت کی جنگ ہو رہی ہے۔ علی کا مصلی صفوں کے درمیان تیروں کی بارش میں بچھتا ہے۔ لوگوں کے تعرض پر فرماتے ہیں کہ ہم تو اسی نماز قائم رکھنے کے لئے جنگ کر رہے ہیں۔

(۱۱۸)

علی بارگاہ خدا میں

اندھیری شب ہے نیند خواب سے مخلوق کی فضا گونج رہی ہے علی

مبتدی ہے یا پھر جنگل میں زیر آسمان نکلے بارگاہ خدا میں روکر کہ معبود ... میرے معبود نہ معلوم کتنے ہلاک کرنے والے خوفناک ... آئیں، اور تو نے اُن سے مجھکو بچا لیا ... اُن کے بدلے بھی تجھکو تیری بہتری نعمتیں دیں۔ میں نے تیری بہت سی نافرمانیاں کیں لیکن تو نے اپنے کرم سے انھیں معاف کر دیا۔ پالنے والے اگر اپنی عمر کا بیشتر حصہ تیری نافرمانی میں گذار دوں، اور میرے نامہ عمل میں میرے گناہ میری نعمت بڑھ جائے پھر بھی میں تیری ہی رضا حاصل کر دوں گا۔ خدایا! میں جبھی تیرے عفو پر غور کرتا ہوں تو مجھے اپنی خطائیں معمولی معلوم ہوتی ہیں لیکن جب تیرے عذاب کو دیکھتا ہوں تو مجھے اپنی لغزشیں بہت بڑا معلوم ہوتی ہیں۔ آہ آہ! اگر میں نے اپنے نامہ عمل میں کوئی ایسا گناہ دیکھا جسے میں بھول گیا تھا اور تو اسے جانتا ہے۔ جب تو اسکی مجھے سزا دے گا تو کوئی میرا مددگار نہ ہوگا۔ تیرے عذاب میں گرفتار ہونے والے کو نہ اسکا قبیلہ چھڑا سکے گا اور نہ اسکے خاندان والے بچا سکتے ہیں۔ وہ ہوگا اور اس کے اعمال ہونگے کس قدر شدید ہے وہ آگ جو جگر اور گردوں کو پگھلا دیتی ہے، اور کتنے تیز شعلے ہوں گے جو صرف جلانے کے لئے مہیا کئے گئے ہیں۔" یہ کہتے کہتے علی غش کر گئے۔" (مناقب ابن شہر آشوب)

نماز کی یہ حالت تھی کہ جب محراب عبادت میں کھڑے ہوتے تھے تو چہرے کا رنگ اُڑ جاتا تھا، گویا جنت و دوزخ کے درمیان کھڑے ہوئے ہیں۔

(شرح ابن ابی الحدید) جناب امیر داڑھی ہاتھ میں لے کر اس قدر روتے تھے کہ لوگ گھبرا جاتے تھے۔ جب معاویہ سے یہ حالت بیان کی گئی تو باوجود عداوت کہنے لگے قسم بخدا علی ایسے ہی تھے۔ (شرح ابن ابی الحدید کتاب العفوۃ استغفار)

(۱۹)

فنِ خطابت

خطابت [illegible] انسان کا اعلیٰ جوہر ہے۔ جب ملکہ زبان پر عرب [illegible] سب پر فخر کیا کرتے تھے اور دنیا بھر کو اپنے [illegible] مقابل گونگا (عجمی) کہتے تھے۔ خدا نے رسول کے نطق کو اپنا نطق (ما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی) کہکر زبانیں بند کر دیں [illegible] قرار دیا۔ رسول خدا نے علی کو لسان اللہ الناطق فرما کر [illegible] علی کے خطبے و کلمات آج دنیا میں اپنی فصاحت [illegible] کے لئے بجا طور پر [illegible] خطبات [illegible] خطابت ثابت ہے۔ ایک نہج البلاغہ ہی [illegible] جو آپ کے چند خطبوں کا مجموعہ ہے اس [illegible] کسی پیشوا کا مقابلہ پیش نہیں کیا جا سکتا علی کے [illegible] اور حکمت [illegible] ذکر [illegible] علیحدہ

عدیم المثال چیز ہے جس کا جواب دنیا پیش نہ کر سکی۔ اسلام اس ایک
جامع الکمالات ذات پہ جتنا ناز کرے کم ہے۔

(۱۲۰)

دنیا علیؑ کی نظر میں

علیؑ کی دنیا کے بارے میں جو خیالات تھے وہ یہ تھے:۔

(۱) فرماتے تھے دنیا میری نظر میں اُس پتہ کے برابر ہے جو ٹڈی کے منہ میں ہو۔ علیؑ کو دنیائے فانی کی نعمتوں سے کیا سروکار (نہج البلاغہ)

(۲) کبھی فرماتے "آہ آہ! کمی زادِ راہ اور بعدِ سفر اور وحشتِ راہ کی" (کتاب الصفوۃ، استیعاب، شرح ابن ابی الحدید)

(۳) دنیا سے خطاب فرماتے تھے "اے دنیا اے دنیا تو مجھکو بھلا کیا دھوکہ دے گی، اور کب مجھکو اپنی طرف راغب کر سکتی ہے۔ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں، میرے سوا کسی دوسرے کو دھوکا دے۔ میں تجھکو ایسا طلاق دیتا ہوں جسکے بعد رجوع نہ ہو سکے۔ تیری عمر بہت کم ہے اور تیرا عیش بہت تھوڑا ہے، اور خطرہ تیرا بہت زیادہ ہے۔" (کتاب الصفوۃ، استیعاب، شرح ابن ابی الحدید)

(۴) کبھی فرماتے "دنیا سانپ کی مانند نرم ہے لیکن پیٹ میں اسکے زہر ہلاہل ہے۔ جاہل اسکی طرف مائل ہوتا ہے عاقل اس سے پرہیز کرتا ہے

(نہج البلاغہ)

(۵) [illegible] نیکوکار [illegible] ہیں، خوش نصیب [illegible] کا [illegible] دنیا میں آخرت سے محبت رکھتے ہیں۔ یہ وہ قوم ہے جس کی [illegible] زمین ہے اور فرش خاک ہے، پانی [illegible] کے لئے عطر ہے اور قرآن ان کا شعار ہے۔ وہ دعا ان کی عادت ہے اور [illegible] وہ تمام اشیاء پر [illegible] حضرت عیسیٰ [illegible] (نہج البلاغہ)

(۶) دنیا و آخرت ہر دونوں باہم دشمنی رکھتے ہیں۔ ایک کا دوسرے [illegible] آخرت سے دشمنی [illegible] انسان [illegible] گا [illegible] (نہج البلاغہ)

[illegible] قریب [illegible] اور [illegible] دنیا میں عقاب ہے۔ (نہج البلاغہ)

(۱۲۱)

روحانی زندگی

مادہ اور مادیات سے جو جدا ہو وہی اصلی روحانی زندگی ہے۔ تمام فلاسفہ اور ماہر روحانیات اپنے اپنے طریقہ سے اصول مقررہ پر روح کی تربیت کے لیے جد و جہد کرتے رہتے ہیں۔ مادی زندگی میں بجز تقویت روح

اور روحانی اقتدار سے اور اپنا دل [illegible] یہ ناممکن ہے کہ [illegible]
ہونے سے پہلے مادیات سے کاملاً بے تعلق ہوجائے۔ جو کچھ ہو [illegible]
انسان کا مادیات سے انتہائی بے تعلقی پیدا کیجائے اور رغبت [illegible]
سے تعلق ہو۔ تمام ریاضتیں اور تمام جذبات و خواہشات نفسانی [illegible]
صرف روحانیت حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہے عمل کا زہد و ترک دنیا
وعبادات و ریاضات [illegible] روحانی زندگی کا آئینہ ہیں اس کے قوی [illegible]
اعمال [illegible] فعال قوت [illegible] کے مظاہر ہیں [illegible]
بیکار کر کے اک قوت [illegible]
پہاڑوں کے غاروں میں جا بیٹھنا کسی کیلئے روحانی کمال کا سبب [illegible]
یہ تو اس خودکشی کے مرادف ہے جو روحانیات میں کھو جانے کی غرض سے
زندگی کا خاتمہ کر دے۔ [illegible] روحانیت تو یہ ہے کہ آدمی [illegible]
رہنے کے باوجود [illegible] روحانی جذبات [illegible]
کر دے۔ [illegible]
روحانی ریاضت قرار دینا کسی فلسفہ [illegible] روحانی فلسفہ تو یہ ہے
[illegible]
اعضا کے [illegible] بیکار کر دیئے [illegible] والی قوتیں
فنا کر دی جائیں [illegible] صحیح و تندرست رہے لیکن [illegible]
خود غرضی و ناحق کوشی کیلئے کبھی حرکت نہ [illegible] لیکن

باطل کی تائید میں ایک انچ نہ سرکیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ علوی فلسفۂ روحانی یہی ہے۔ وہ فرماتے ہیں "کمینہ جسمانی اذیت پر زائد صبر کرتے ہیں۔ اور شرفاء روحانی تکالیف پر صبر کرتے ہیں۔" ان باتوں کو علی نے عمل کر کے دکھا دیا (منہج البلاغہ)

جناب شبیر نے بتایا ہے کہ جسمانی تکالیف برداشت کرنے سے روحانی شرافت نہیں ملتی، روحانی شرافت تو روحانی ریاضت و تکالیف ہی سے ہوتی ہے اصلی روحانی زندگی کا راز تو اسی میں ہے کہ روحانی تکالیف پر صبر و جبر اختیار کر کے روحانیات سے ملجائے۔ ملائکہ اور مردوں کی روح سے میل جول پیدا کرے۔ بیشک جسمانی تکالیف جو روحانی تکالیف کا ذریعہ بن سکتے ہیں، وہ روحانی تقویت کا موجب ہوتے ہیں۔ لیکن اصل دہان بھی روحانی تکلیف ہے۔ علی کے اس روحانی تعلق کو روحانیات سے فلسفہ اسلامی میں پڑھو تاریخ اسلامی کا گہری نظر سے مطالعہ کرو اور فلاسفہ روحانیات کی تحقیقات کو دیکھو۔

(۱۲۲)

مزدور تاجدار

علی اپنے عیال کی پرورش کیلئے یہودیوں کے باغ سینچتے، دو دو دن کے فاقوں پر سیدہ عالم کی چادر یہودی کے یہاں گرو ہوتی۔ سیدہ عالم

اور علی چکی پیستے، محنت و مزدوری سے جو ہاتھ آتا اُس سے اپنی اور بچوں کی فاقہ شکنی ہوتی۔ مزدوری کرکے روٹی نرم اپنی پشت پر لاد کر بیواؤں اور یتیموں تک پہونچاتے۔ راہ کے بھولے بھٹکوں کو راستہ بتاتے تھے۔ جو بوجھ مزدوروں سے نہ اٹھ سکتے آپ کے بوجھ اٹھواتے تھے (مسند احمد بن حنبل، خواص الامہ، شرح ابن ابی الحدید) یہ سب اس لئے تھا تاکہ مزدوری کی اہمیت لوگوں پر واضح ہو اور سمجھ لیں کہ مزدوری سے عزت میں فرق نہیں آتا۔ بادشاہ اسلام خود مزدور ہے۔ علی بار بار فرماتے تھے "میں ایسا اسلئے کرتا ہوں کہ فقیروں کو شرم نہ آئے، بیکار مزدوری اور تجارت سیکھیں" علی کا کھدر لباس اور سیدہ کا پیوند دار جامہ غریبوں کے دل کا بھایا ہو۔ علی کا زندگی کا معیار یہ تھا کہ محنت و مزدوری کا وقار قائم ہو۔

(۱۲۳)

پیشہ وروں کو ہدایت

علی بازاروں میں پھر کر فرماتے تھے کہ "معاملہ میں نیکی برتو، تول ناپ میں کمی نہ کرو، گوشت میں ہوا بھر کر خریدار کو دھوکا نہ دو۔ درزی کی دوکان پر جا کر فرماتے ہیں "دیکھو ہمیشہ مضبوط سیون ہو، باریک سیون ہو، کترن اور چھیچھن جو بچت سے بچے وہ مالک کو واپس کیا کرو۔ (خواص الامہ، شرح نہج البلاغہ)

(۱۲۴)

علی کو صبر کی ہدایت

حضورؐ نے اپنے بعد کے لئے بارہا علی کو وصیت کی ۔

(۱) [illegible] علی [illegible] صبر [illegible] آئے گا [illegible] اور وہ کسی کے [illegible] اگر [illegible] پاس [illegible] بیعت کریں تو قبول کرنا [illegible] کسی کے پاس [illegible] پاس خود آئیں [illegible] علی [illegible] میرے بعد تم کو بہت [illegible] صبر کرنا اور جب لوگ دنیا کو اختیار کریں تم آخرت کو اختیار کرنا (شرح [illegible] محدث دہلوی)

(۲) حضورؐ نے فرمایا "میرے بعد فتنہ و فساد برپا ہوں گے [illegible] علی نے [illegible] صبر کا وعدہ کیا (کنز العمال)

(۳) [illegible] علی سے فرمایا میرے بعد لوگ تم سے بہت برا سلوک کریں گے ([illegible])

(۱۲۵)

خلافت علی کا ثبوت

[illegible] یقین تھا کہ بعد رسول خدا علی ان کے خلیفہ [illegible]

جانشین ہوں گے (شرح ابن ابی الحدید، ترمذی)

(۱۲۶)

شیعزم یعنی تشیع

شنکر اچاریہ جنہوں نے بودھیت کو ہندوستان سے نکالا اور جو فلسفہ ویدانت (ہابین تھزم) یا وحدت وجود کے پجاری سمجھے ہیں اپنے فلسفہ تعلیم کا خلاصہ یہ فرماتے ہیں "سب باطل ہے صرف خدا حق ہے" ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اس مختصر تشریح کو فلسفہ ویدانت سے کہاں تک مطابقت ہے، اور وحدت وجود کے اثبات میں یہ کہاں تک معین ہے۔ لیکن شیعزم کی تعلیم کا رسولؐ کی زبانی خلاصہ یہ ہے کہ "علیؑ حق کے ساتھ ہے اور حق علیؑ کے ساتھ ہے" جس طرف علیؑ ہوتے ہیں حق اسی طرف ہوتا ہے لہذا امت کو انہیں کا راستہ اختیار کرنا چاہیئے۔ (مناقب اخطب خوارزمی، فرائد السمطین، جمع بین الصحاح صحیح بخاری، فضائل الصحابہ سمعانی، فردوس دیلمی، زہر الربیع) علیؑ کی عصمت کیلئے یہ کافی ثبوت ہے جو کبھی بھولے سے باطل کو اختیار نہ کرے جو ہمیشہ حق کے ساتھ ہو وہ لازماً معصوم ہوگا۔ فلسفہ مذہب شیعہ کے تمام جزئیات مذہبی، اقتصادی، معاشرتی، تمدنی وغیرہ وغیرہ ہر شعبہ زندگی کو یہ حاوی ہے علیؑ کی تعلیم کے جو خلاف ہے وہ باطل ہے، اور جو تعلیم علوی کے

مطابق ہے بس وہی حق ہے اسلئے کہ حقیقتاً وحی الٰہی اور رسولی تعلیم ہے
مذہب شیعہ کی بس یہی حقیقت ہے، علی وہی تعلیم دیتے ہیں جو رسول نے ان کو
تعلیم کیا ہے، علیؑ وآل علیؑ و شاگردان علی کے سوا شیعہ کسی اور صحابی سے
اقوال رسول کو نہیں لیتے۔

شیعیزم یہ نہیں ہے کہ وہ روم وشام وفارس کے تخت الٹنے روم الکبریٰ
میں فتحمندی کے پرچم لہرانے۔ سنگ مرمر کے محلات، غارتگری و ہوش ربا کنیزوں
کے جمگھٹوں، غلاموں اور خواجہ سراؤں کی صفوں، ٹڈی دل فوجوں، سیم وزر
سے اراراتے خزانوں پر فخر کرنے کو حق نہیں سمجھتا۔ گروشنکراچاریہ کی طرح
شیعوں کا بھی یہی نظریہ ہے کہ دنیا کا سب "سبھاؤ" باطل ہے "میا دیلی"
اور "جانکیہ" کی طرح خون کی ندیاں بہانا دوسروں کو مبارک "میلیا" کے
اصول و نمونے کے مجسمے کا پوجا دوسروں کو مبارک "نیری" اور "کیلی گولا"
کے سے لوگوں کو ظل اللہ خلیفۃ اللہ کہنا دوسروں کو مبارک۔

شیعیزم تو یہ ہے کہ، رسول اپنے دختر پہ فخر کرتا ہے۔ وہ خلقت خدا
کو عیال خدا سے تشبیہ دیتا ہے۔ وہ صاف فرماتا ہے کہ خدا اس پر رحم نہیں
فرماتا جو انسانوں پر رحم نہ کرے اور جو "لا تفسدوا فی الارض" کے
ڈنکے بجاتا ہے۔

جو لوگ کرۂ ارض کے مشرق و مغرب کے طول وعرض میں فتوحات

کے جھنڈے گاڑنے ہیں شکر کے قیصر و کسریٰ بنا چاہتے ہیں اُن کو مبارک ہو نہ رسول کی یہ تعلیم تھی، نہ اُن کے خلیفہ برحق کی یہ تعلیم تھی۔ رسول تو اسلئے آئے تھے کہ دنیا کو سرمایہ داری کی لعنت سے نجات دیں۔ باطل کا کارنامہ زندگی بھی یہی ہے۔ وہی حق کے ساتھ اور اُسی کے ساتھ [illegible] نے قائم کیا ہے "وجہ خلق دفع الباطل" [illegible] کا آنا حق کا آنا ہے "جاء الحق وزھق الباطل" [illegible] کے نظریہ سے قریب تر ہو وہ اُن کے نظریہ کی تائید وہی مذہب حاصل کر سکتا ہے جو دونوں ترقیوں کو باطل اور دولت کو حق سمجھے اور جس کا زور و قوت روحانیت پر ہو۔

(۱۴۷)

رسول کی وفات علی کے زانو پر

رسول خدا نے قریب وفات اسامہ کو تمام اصحاب پر افسر کرکے مدینہ سے باہر چلے جانے کا حکم دیا تھا اور فرمایا تھا، خدا لعنت کرے اُس شخص پر جو لشکر اسامہ سے روگردانی کرے۔" بستر بیماری پر خدا کا نبی نہ رہا تھا جس کا حکم مانا جاتا، اسامہ کو چھوڑ کر سب مدینہ چلے آئے۔ رسول کی حالت خراب دیکھ کر واپسی کا بہانا صحیح ہوتا تو رسول کے دفن و کفن میں شریک ہوتے۔ رسول کی لاش دھوم دھام سے اٹھانے کے لاش کو بھی تنہا چھوڑ دیا گیا۔ (مولانا مدم)

اہل دنیا کار دنیا ساختند
مصطفےٰ را بے کفن بگذاشتند

رسول کے حکم کی صریح مخالفت دیکھ کر رسول نے کاغذ قلم دوات طلب کیا تاکہ آخری وصیت لکھیں۔ اصحاب نے شور و غل مچایا اور کہا رسول ہذیان بک رہے ہیں۔ رسول نے ناراض ہو کر گھر سے نکلوا دیا۔ کوئی رسول کے سرہانے نہ رہا۔ علی کے زانو پر رسول کی وفات ہوئی (سیرۃ الصحابہ، طبقات ابن سعد، شرح ابن ابی الحدید)

(۱۲۸)

رسول کا دفن و کفن علی کے ہاتھوں

رسول کی نعش چھوڑ کر سب صحابی خلافت سازی کے لئے

سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو گئے۔ علی نے رسول کو غسل و کفن دیا۔ نماز جنازہ پڑھ کر دفن کیا۔ (نہایت العقول فخر رازی، استیعاب جلد ۲ کنز العمال جلد ۳ صحیح بخاری، شرح کرمانی، قسطلانی، برادی، عینی، سیرت حلبیہ، فتح الباری، مستدرک)

(۱۲۹)
ناگہانی بیعت

علی اور بنی ہاشم دفن و کفن میں رسول کے مشغول رہے اور سقیفہ بنی ساعدہ میں ابوبکر نے
اسی پر جناب عمر نے بیعت کر لی اور خلیفہ رسول بنا دیا جس خلافت کے متعلق
خود جناب عمر کا فتویٰ تھا کہ ابوبکر کی ناگہانی بیعت ہو گئی خدا اس بیعت
کے شر سے بچا دے۔ اگر آئندہ ایسی بیعت ہو تو بیعت لینے والے کو قتل
کر دینا (تاریخ طبری، شرح ابن ابی الحدید)

(۱۳۰)
تبلیغ حق امامت

جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہے کہ میں ابوبکر و عمر و عثمان سے زیادہ حقدار خلافت ہوں
(اخطب خوارزمی، شرح ابن ابی الحدید، تاریخ بلاذری)

(۱۳۱)
علی کا بے مثال صبر

وہ تلوار جو خیبر و خندق و بدر و حنین میں اپنے
جوہر عالم بھر کو دکھا چکی تھی رسول کی آنکھ بند ہوتے ہی زنگ آلودہ نہ ہوئی تھی
بعد رسول بھی صفین و جمل و نہروان کے معرکوں میں بھی اپنا لوہا منوا کر رہی
پھر کیا ہوا تھا کہ اپنے جائز مطالبہ کو بعد رسول نہ منوا سکے۔ کیا علی کو فوجی

بھرتی کے لئے کوئی نہ ملتا تھا۔ ابو سفیان ایسے با اثر و
با اقتدار شخص نے استدعا کی تھی کہ اگر آپ تلوار کھینچیں تو میں مکہ کے
پیدل و سوار وہاں سے مدینہ کی گلیاں بھر دوں، لیکن علی نے تلوار نہ کھینچی
گردن پر رسن بندھوا کر کشاں کشاں دربار خلافت میں حاضر کئے گئے۔
قتل سے ڈرائے گئے۔ گھر جلانے کے لئے لکڑیاں لانے کی دھمکیاں دی گئیں
(کتاب الامامۃ والسیاسۃ، تاریخ طبری، تاریخ ابوالفداء، تاریخ ابن
عبدالبر، عقد الفرید، مختصر الدول، تاریخ واقدی، تاریخ بلاذری،
کتاب السقیفہ جوہری، تاریخ جان ڈیون پورٹ، تاریخ ڈکلائن اینڈ
فال آف دی رومن ایمپائر جلد ۳، تاریخ گبن، تاریخ کمنز آف محمد
واشنگٹن، جارج سیل اینڈ سنز لندن) علی باوجود ان تمام مصائب
کے فرماتے تھے: "اگر میں جہاد کروں تو لوگ مرتد ہو جائیں گے، رسول خداؐ
نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں صبر کروں اور ظلم سہوں، خاموش رہوں"
(شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید) بیشک اسلام تلوار کا مذہب نہیں
ہے، حصول خلافت کے لئے جنگ ہوتی تو اس کی نوعیت بالکل ویسی
ہی ہوتی جیسے حصول رسالت و نبوت منوانے کے لئے رسول لڑتے
اور بیشک یہ جنگ حکومت و دولت کے لئے ہوتی، اس وقت کھلم کھلا
لوگ مرتد ہو جاتے اور اسلام کی آڑ بھی نہ رہتی، اور حکومت و سلطنت

کے نام پر لڑائی شروع ہو جاتی جو علی کے اصول کے خلاف تھا۔ اسلام ظاہری کو کفر ظاہری پر علی نے ترجیح دی۔

چنانچہ دربار علوی میں جب معاویہ کی چالوں کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا (لولا التقی لکنت ادھی العرب) "اگر تقویٰ و پرہیزگاری اور خوف خداوند ہوتا تو میں عرب میں چالاک ترین انسان ہوتا" علی نے تلوار ہی کو استعمال نہیں کیا بلکہ سیاسی چالیں اور تدبیریں بھی نہیں کیں بلکہ دنیا کے سیاسیین کو سمجھایا کہ چالاکی مکاری حیلہ سازی، احکام الٰہی سے بے اعتنائی کا نام اگر سیاست ہے تو وہ شخص قوم کا مجرم، وطن کا مجرم، اخلاق و تہذیب کا مجرم، انسانیت کا مجرم، خدا کا مجرم ہے، آج عالم کے سیاسیین کے متعلق دنیا کے کھلے فتوے موجود ہیں، خود اسی مشین کے کل پرزے اپنی۔ تقریروں تحریروں میں ان لعنتی کارگزاریوں کی خود پردہ دری کرتے رہتے ہیں۔ کیا کہنا اس علوی سیاست کا جس نے تلوار بھی نیام میں نہیں رکھ لی بلکہ کوئی سیاسی چال بھی نہیں چلی اور تقوے کو ہر سیاست کا سنگ بنیاد بنا دیا۔

(۱۳۲)

سب سے پہلا جامع قرآن

جس وقت خلافت اولیٰ کی نیو کھودی جا رہی تھی وفات رسول ص

کے بعد ہی علی کا پہلا کام یہ تھا کہ قرآن مجید جمع کر کے دربار خلافت میں پیش کیا جس کو جناب ابوبکر و عمر نے لینے سے انکار کر دیا ہر چند علی نے کہا میں سب سے زائد عالم بالقرآن ہوں لیکن ایک نہ سنی۔ (استیعاب، صواعق محرقہ، تاریخ واقدی، سیرۃ مصطفوی ابن عبد ادریس اینی، طبقات ابن سعد، مفتاح النجاح بدخشانی، تحفۃ المومنین مرزا محمد بدخشانی)

علی ہی کی وہ ذات تھی جس نے مذہبی علم کا تحفظ کیا اور کتابت کے ذریعہ اشاعت علم کی بنیاد ڈالی۔

(۱۳۲)

اموال علیؑ کی ضبطی

باغ فدک جس کی آمدنی ایک لاکھ بیس ہزار درہم تھی دربار خلافت نے ضبط کر لیا خمس حق سادات جو رسول نے معین کیا تھا علی و فاطمہ پر بند کر دیا گیا (صحیح بخاری پارہ ۶-۵، صحیح مسلم جلد ۲، تفسیر درمنثور جلد ۲، مسند احمد ابن حنبل، خمیس، دیاربکری جلد ۲، سنن ابوداؤد جلد ۲، شرح مواقف، صواعق محرقہ، ملل ونحل شہرستانی، معجم البلدان، تفسیر فخر الدین رازی، کتاب سقیفہ جوہری، کتاب الاغانی وانساب، کتاب لسان العیون، تذکرہ خواص الامۃ) یہ باغ فدک خلیفہ عبدالعزیز نے بھی سادات واگذار کیا،

(۱۳۴)
واک اوٹ

کسی جلسہ کی کارروائی میں خلاف ضمیر شرکت کرنا اور اٹھ کے چلے آنا جہاں مجارٹی اپنے خلاف بے جا کارروائی کر رہی ہو، اپنے مقصد کی صحت اور ذہنی ناراضی کا اظہار ہوتا ہے اور کسی رائے کا کثرت و اتفاق سے پاس ہو جانا اپنی پوزیشن کا کو ہٹا لیتا ہے۔ جناب امیر کا دربار خلافت سے بار بار واک وٹ اور خلافتوں کا اصرار کرنے سے اتفاق کر لیا۔ یا علی آپ بھی خلافت پر اتفاق کر لیجئے! اور علی کا منظور نہ کرنا، اور خلافت ابوبکر و خلافت عثمان پر احتجاج کرتے ہوئے اٹھ جانا واک اوٹ تھا،

(۱۳۵)
علیؑ کی حسن تدبیر

حجاز کے جنگجو جاہل عرب اور خود غرض وحشت و تربیت سے نا آشنا بیہودہ رہنے کی زندگی بسر کرنے والے ایسے نہ تھے جو چند روزہ تعلیم رسول سے متمدن و مہذب ہو جاتے۔ یہ صفات عرب کو بطور وراثت عمرانی ملے تھے جس کے دور ہونے کے لئے بہت بڑے زمانے کی مہلت درکار تھی، اسی لئے تو رسول کی آنکھ بند ہوتے ہی اس قوم کی فطری ذہنیت عود کر آئی تھی۔ رسول کی اعلیٰ تعلیم کا اثر اگر کچھ

اس میں ہوتا تو لاشہ رسول کا بے گور و کفن نہ پڑا رہتا۔ کم از کم مدینے کے قرب و جوار کے لوگ رسول کے جنازے کے ساتھ ہوتے۔ دعوم سے رسول اسلام کا جنازہ اٹھتا۔ طرہ تو یہ ہے کہ خود اصحاب رسول شریک دفن نہ تھے خلافت سازی کی دھن میں لگے ہوئے تھے۔ دفن رسول سے خلافت اگر اہم ترتھی تو علی و بنی ہاشم نے بھی اہمیت کو کیوں نظر انداز کیا۔ اصحاب رسول نے علی و بنی ہاشم کو کیوں نہ مجبور کیا کہ پہلے مسئلہ خلافت کی اہمیت کو حل جلد کر دو پھر دفن رسول کا حل کرو۔ یہی تو تیسرے خلیفہ کے ساتھ سب نے کیا نہ تیسرے کو غسل دیا نہ کفن نہ نماز جنازہ پڑھی نہ دفن کیا۔ تاریخ بتا دے کس وجہ سے تیسرے خلیفہ کا جنازہ اٹھا یا اسوقت بوانیان مصر کا بہانہ تھا ایک ہزار بوانیوں کے مقابلے میں ہزاروں مدینے کے بسنے والے چوڑیاں پہنے گھروں میں بیٹھے رہے، اور تین روز تک خلیفہ عثمان کی لاش پڑی رہنے دی۔

خلافت کو اتنی اہمیت تھی کہ رسول بے گور و کفن پڑا رہے اور خلافت سازی پہلے ہو جاوے تو یہ اہمیت خلیفہ عثمان کے وقت کیوں جاتی رہی۔ سات روز تک امت بے خلیفہ رہی۔ سارے ہی ارے دادیلا خلافت علی کے بعد ہوئی لاش عثمان پر کون رونے آیا۔ یہ سب تاریخ کے کھلے واقعات ہیں دہ انسلی جو چاہے کرو۔ کتاب خدا جلاؤ۔ صحبت رسول کی یہی عادت تھی کہ آپس میں جوتی پیزار اور رد و قدح مار پیٹ کے مظاہرے شروع

ہو گئے، کسی صحابی کی زد و کوب سے پسلیاں توڑ دی گئیں کسی صحابی کو اتنا پیٹا کہ مرض فتق ہو گیا۔ کوئی شہر بدر کیا گیا، اور کسی صحابی کی مونچھیں اکھیڑی گئیں۔ کسی کو دھوکے سے شب کو قبیلہ والوں کے بیخبری میں قتل کیا، اور اُسی شب اُس کی بی بی سے اُس کے شوہر کی پھڑکتی ہوئی لاش کے سامنے بجبر زنا کیا گیا۔ عترت رسول کا یہ پاس کیا کہ سیدہ کے گھر جلانے کے لئے لکڑیاں جمع کی گئیں، دروازہ رسول زادی پر اس طرح سے ڈھکیلا کہ شکم میں جناب محسن کی شہادت ہوئی۔ علی کی گردن میں رسن ڈالی گئی۔ خمس حق اولاد رسول بند کیا گیا۔ باغ فدک چھین کر اولاد رسول کو فاقہ کشی میں مبتلا کر دیا۔ تاریخیں ایسے واقعات سے بھری پڑی ہیں۔ اس آپا دھاپی اور ہڑبونگ میں جب کہ ملک میں مارشل لا جاری ہو، رسول کے پروگرام کا پورا کرنے والا رسولی مشن کا چلانے والا رسہ کشی و جنگ میں مبتلا ہوتا تو خود کو قتل کراتا اور منافقت کے سیلاب میں بے مزاحمت و روک ٹوک ارتداد کا باعث ہوتا۔ اور آواز حق بلند کرنے والا بھی نہ رہتا۔

علی نے وہی کیا جو غار حرا کے بیٹھنے والے نے کیا۔ خاموش مقابلہ ترک موالات کے ساتھ دین حق کی خاموش تبلیغ ابتدائے رسالت میں جیسے رسول کے لئے شعب ابیطالب کی قید تھی ایسی ہی علی گھر میں مقید دین حق کی تبلیغ کرتے رہے۔

(۱۳۶)
اسلامی رواداری

علی نے تینوں خلافتوں میں اپنے دشمنوں سے اُن کی بھلائی کے موقع پر شرکت

واعانت میں دریغ نہیں کی اور عمل اسلامی رواداری کا ثبوت دیا،

اُن کی مخالفانہ رفتار سے الگ رہے۔ یہ اس بات کی تعلیم تھی کہ جب

دشمنوں میں گھر جاؤ مقاصد و اصول کی تبلیغ دشوار ہو اُس وقت

بہترین طریقہ تبلیغ یہی ہے کہ اچھائیوں میں تائید و شرکت کرو اور بُرائی

میں عدم تعاون کرو۔

(۱۳۷)
جمہوریت و اسلام

جمہوریت کو اسلام سے دور کا بھی لگاؤ نہیں ہے۔ کیا کوئی نبی جمہور کے ووٹ سے

منتخب ہوا۔ خود رسول کیا جمہور کے ووٹ سے منتخب ہوئے۔ دعوت

ذوالعشیرہ میں رسول کا کس نے ساتھ دیا بجز جناب خدیجہ اور علی مرتضیٰ

کس نے سب سے پہلے نماز پڑھی۔ رسول نے کس قول و فعل سے جمہوریت

کی تائید کی۔ منسوب کردہ احادیث و آیات کا جواب ہماری کتاب "جمہوریت

و اسلام" میں دیکھو رسول تو جمہوریت مٹانے آئے تھے!" قصی" نے

قریش کی کانگریس کی بنیاد ڈالی اور اسی سے اُن کو شہرت ہوئی کیونکہ وہ امن و امان کے ضامن تھے۔ اُس وقت سردار قبیلہ دولت اور عمر کی کثرت رائے سے منتخب ہوتا تھا۔ (تاریخ خضری مولفہ ڈاکٹر مصر یونیورسٹی)

رسول نے امر جمہوریت کے خلاف جہاد بلند کیا اور اپنی ذاتی رائے عامہ کے خلاف پیش کیا۔ جمہوریت ایسی خطرناک شئے تھی جس سے ارسطو ایسی ہستی نے کانوں پر ہاتھ دھرے اور کہا "میرے خیال میں شخصی حکومت جمہوری حکومت سے بہتر ہے بشرطیکہ بادشاہ عادل ہو نیک نفس بردبار اور نفسانی خواہشات سے پاک ہو"۔ خود "خضری" نے اعتراف کیا ہے کہ "سب سے اچھا طریقہ یہی تھا کہ خلیفہ اپنے مرنے سے پہلے ولیعہد مقرر کرے کیونکہ یہ اس اختلاف کو دور کرے گا جو منتخب شدہ امام کی خودسری سے امت کے لئے تباہ کن ہوگا۔"

سقیفہ میں اصحاب کا اجتماع ہو کر دنگل ہوتا ہے۔ علی اور اتباع علی خاموش گھر میں بیٹھے ہیں، اور علانیہ دربار خلافتی میں جمہوریت کے خلاف احتجاج کرتے ہیں۔ ہر سہ خلافتوں میں اُن کے احتجاجات تاریخوں میں دیکھو حرف قبل از اسلام کی مروجہ تاریخ کی پیروی کرنے والوں سے ہمیشہ مقابلہ کیا، گردنوں میں رسی بندھوائی قتل کی اور گھر جلانے کی دھمکیاں سہیں، اموال کی

منسلک ہوئی، لیکن اس جمہوریت کی تائید نہ کی۔ یہی حال اُن کی اولاد کا رہا۔ تاریخ کے نہ بھولنے والے مظالم سب جھیلے لیکن جمہوریت سے تعاون نہ کرنا تھا نہ کیا۔

۱۸۳۱۱
جمہوریت کے نقائص

ہماری کتاب جمہوریت و اسلام میں مفصل بحث موجود ہے لیکن اجمالاً یہ کہ ووٹنگ میں ہمیشہ دیکھا جاتا ہے کہ روزِ تمام عالم کی جمہوریتوں میں تجربہ و مشاہدہ گواہ ہے کہ ووٹ انہیں لوگوں کو ملتے ہیں جو رائے عامہ کو زر پاشی، مکاری، دھوکہ دہی، حلقۂ احباب کی وسعت، چالبازی، چرب زبانی، پروپیگنڈے سے مسخر کر لے۔ آج یورپ و امریکہ بلکہ دنیا بھر کا گوشہ گوشہ کھلی ہوئی مثالیں ہیں جو تفرق و انتشار و پامالی ماری اور اکثر جرائم کی بنیاد ہیں۔ جذبات نفسانی کو لیکر بھڑکاتے، کہیں غلط الزامات و اتہامات لگا کر طرف مقابل کی ہر دلعزیزی کو مٹاتے ہیں۔ ایسی جمہوریت کو استحقاق و قابلیت و حق پرستی سے دور کا بھی لگاؤ نہیں ہوتا ہے۔ اسلام جو حق پرستی، تبلیغ حق و صداقت و رواداری و محبت و اخلاص کے لئے آیا تھا اس میں ایسی گندی چیز کی کہاں گنجائش تھی۔ جمہوریت بیشتر سیاست و اقتدار کا نام ہے جو شخصیت کے بے جا تقاضے مکار اور خود غرضوں اور اقتدار پرستوں کے ہاتھوں میں ہوتا ہے۔

اسلام تو شہنشاہیت و غلط بادی اقتدار کا دشمن ہے پھر جمہوریت کو
کیسے ناپسند کر سکتا ہے۔

خلافت رسول میں کیا ہوا؟ تیم، عدی و بنی امیہ کی بنی ہاشم سے
دیرینہ عداوتیں اور باہمی اتحاد نے بنی ہاشم کو ہمیشہ کے لئے شکست دے دی۔
سقیفہ ہی میں بنی ہاشم کو دودھ کی مکھی کی طرح نکال پھینکا گیا۔ کون بتائے
سقیفہ میں جو جمہوریت قائم کی گئی تھی اس میں کتنے بنی ہاشم تھے، بنی عباس
کا کون نمائندہ تھا۔ بنی امیہ کا سب سے بڑا نمائندہ ابوسفیان کب شریک تھا
بنی نجار کے [illegible] کا کون نمائندہ تھا۔ زیادہ [illegible] حضرموت کے
دربار کی گفتگو [illegible] سراقہ، اشعث بن قیس کندی
حارث بن معاویہ [illegible] کی [illegible] خلافت سے انکار پر [illegible]
کندہ [illegible] کی [illegible] کو [illegible] اس کا نام جمہوریت ہے۔

جناب ابوبکر و عمر سے حضرت علی کا فرمانا کہ تم نے خلافت حاصل کرنے
میں بڑی جلدی کی (کتاب الامامۃ والسیاسۃ) اس کا کھلا ہوا کیا مطلب
تھا۔ اس وولٹنگ میں دوادوش و پروپیگنڈا کتنا ہوا تھا بعد وفات
جناب عمر مجلس شوریٰ کی ہیئت ترکیبی کن ممبروں سے ہوئی تھی اور ان
ممبروں کو بجز شخصی انتخاب کے رائے عامہ سے کب منتخب کیا تھا سب ممبر
نامزدگی حکومت سے معین ہوئے تھے علی کا نام مصلحت سے رکھا تھا تاکہ

کثرت رائے سے شکست ہونا تو لازمی ہے، پھر ایک مخالف جمہوریت کو کیوں موقع احتجاج کا دیں۔ علی کو اپنے نام سے اختلاف کا چارہ نہ تھا، متفقہ طور پر شہرت دیجاتی کہ علی اپنی خلافت سے دست بردار ہو چکے، وہ کوئی حق خلافت نہیں رکھتے نہ دعویدار ہیں وہ باوجود انتخاب خلیفہ ثانی انتظار کر رہے ہیں۔ تاریخوں میں دیکھو عبدالرحمن بن عوف صدر شوریٰ ہو کر مدینہ میں لشکری سرداروں اور اپنے رفیقوں سے ملاقات کر کے پروپیگنڈا کرتے رہے کہ جناب عثمان کو ووٹ دیا جائے۔ کیا علی مدینہ میں رہتے ہوئے اس پروپیگنڈے سے بے خبر تھے۔ عبدالرحمن نے ابن زبیر سے کہا کہ عبد مناف کے گھر سے خلافت نہ جانے پائے، انہوں نے کہا کہ میرا ووٹ علی کے لئے ہوگا۔ سعد سے کہا کہ ہم تم عزیز ہیں اس لئے ووٹ ہم کو دینا، انہوں نے منظور کر لیا (تاریخ خضری) اسی سازش سے اس وقت بھی علی محروم رہے۔

(۱۳۹)

علی پر خلافتی پہرے

امام شعبی ناقل ہیں کہ جناب عمر نے قریش کو مدینہ میں نظر بند کر دیا تھا جس سے قریش کی جان پر آبنی تھی۔ وہ کہا کرتے تھے کہ مجھے امت کے لئے سب سے زیادہ جس خطرے کا اندیشہ ہے وہ تم لوگوں کا دوسرے شہروں میں منتشر ہونا ہے۔

شخص قریش میں سے (غالباً حضرت علی) نے کسی جنگ میں شرکت کی اجازت چاہی تو جناب عمر نے فرمایا، رسول اللہ کی ہمراہی میں تم نے جو جنگیں کی ہیں وہ بہت کافی ہیں۔ اب میرے لئے بہتر یہی ہے کہ نہ تم دنیا کو دیکھو، نہ دنیا تم کو دیکھے۔ یہی پالیسی حضرت عمر کی تمام قریشی مہاجروں کے ساتھ تھی۔ ... مستثنیٰ تھے (شرح ابن ابی الحدید، تاریخ کامل جلد ۳)

(۱۵) علی کے قتل کی سازشیں

خالد بن ولید کو دربار خلافت سے قتل علی پر تیار کیا جاتا ہے لیکن وہ ناکام رہتے ہیں (مناقب خوارزمی، مناقب ابن شہر آشوب، شرح ابن ابی الحدید) معاویہ عمر عاص کو مصر کی سلطنت کا لالچ دے کر قتل علی کی سازش کرتے ہیں (عقد الفرید، تذکرہ خواص الامۃ)

(۱۶) بیعت خلفاء پر عمل کرنے سے انکار

رسول خدا نے وقت وفات قلم دوات کاغذ وصیت لکھنے کے لئے مانگا جناب عمر نے یہ کہکر کہ قرآن ہمارے لئے کافی ہے، رسول شدت مرض سے ہذیان بک رہے ہیں، کاغذ قلم دوات نہ دی۔ لیکن تھوڑی مدت گذرنے پر

وہ قرآن بوسیدہ ہوگیا۔ جناب عمر کی وفات کے بعد مجلس شوریٰ میں خلافت کا ہدیہ علی کو پیش ہوتا ہے، اس شرط سے کہ سیرت خلفاء سابق پر عمل کیا جائے علی صاف انکار کر دیتے ہیں، اور قرآن وسنت نبوی پر عمل کرنے کے سوا کوئی اقرار نہ کیا، اُس وقت سیرت رسول و قرآن پر سیرت خلفاء کو ترجیح دی گئی۔ اور حسبنا کتاب اللہ کو بھلا دیا جس سے صاف ظاہر ہے کہ سیرت خلفاء خلاف سیرت رسول و قرآن تھی ورنہ اس شرط لگانے کی ضرورت ہی کیا تھی، یہی شرط خلافت جناب عثمان کے بعد پیش ہوئی۔ اُس وقت بھی علی نے صاف انکار کر دیا۔ (تاریخ الخلفاء، صواعق محرقہ، مسند احمد بن حنبل)

(۱۴۲)

وفات سیدہ کی مصیبت

وفات رسول کے بعد سیدہ عالم پر دروازہ کو ڈھکیلا گیا جس سے جناب محسن شکم سیدہ میں شہید ہو گئے (ملل و نحل شہرستانی) پچھتر روز بعد رسول کے سیدہ کی بھی وفات ہوئی۔ رسول زادی کو نہایت خاموشی سے شب کی تاریکی میں علی اور بنی ہاشم نے سپرد خاک کیا، اور حسب وصیت سیدہ خلافت میں اطلاع نہیں کی (صحیح مسلم)

(۱۴۳)

محسنِ اعظم

جس وقت رسول کے بعد یہ حالات ہو رہی تھی کہ جناب عمر کو حضرت ابوبکر کا معاون کار اور شکم بھرا کرکے علی سے بیعت
زبردستی توڑ کر دی، اُن کا گھر جلا دو (عقد ابن عبد ربہ) مالک بن نویرہ صحابی
رسول خالد بن ولید کے ہاتھوں قتل کئے جا چکے تھے۔ ابن مسعود صحابی کی
پسلیاں توڑی جا چکی تھیں (معارف ابن قتیبہ، استیعاب نہایۃ العقول
تاریخ الخلفا) جناب عمار برگزیدہ صحابی رسول کو جناب عثمان نے پٹوایا تھا
(کنز العمال، شرح تجرید قوشجی، انسان العیون، استیعاب، نہایۃ ابن اثیر)
ابوذر غفاری صحابی جلیل القدر شہر بدر کئے گئے تھے (تاریخ خمیس، تاریخ ابن
خلکان، شرح مشکوٰۃ طیبی) شراب میں پانی ملا کر اصحاب کو پلایا جا رہا تھا،
(فتح الباری صفحہ ۲۴۳ و ۲۴۱، مسند امام ابوحنیفہ، کتاب مستطرف شہاب الدین
جلد ۲ صفحہ ۶۱۸) جناب عثمان کے لئے بی بی عائشہ کا فتویٰ قتل ہو چکا تھا (استیعاب
ابن عبد البر، تاریخ واقدی، انسان العیون، تذکرہ خواص الامۃ) قرآن مجید
بحکم جناب عثمان جلائے جا رہے تھے (صحیح بخاری جلد ۶ تاریخ خمیس جلد ۲
صواعق محرقہ، تفسیر اتقان، مشکوٰۃ شریف، فتح الباری، نہایت العقول
استیعاب معارف ابن قتیبہ) بیت المال عزیز و اقارب پر جناب عثمان لٹا رہے

تھے، تمام حکومتیں صوبوں کی عزیزوں پر تقسیم ہو رہی تھیں جس کی وجہ سے جناب عثمان سے بغاوت ہوئی اور قتل ہوئے، اس دور فتنہ و فساد میں اور علی و بنی ہاشم کی پر خطر زندگی میں علی ہی وہ محسن اعظم ہے جس نے اپنے دشمنوں پر بھی ہمیشہ احسان کیا خلافتوں کا ہر بھلائی میں شریک رہے۔ جب ان سے مشورہ لیا گیا کبھی سچے مشورہ دینے سے دریغ نہیں کیا۔ جناب عثمان پر جب یورش ہوئی علی ہی کی یہ ذات تھی جو ایک طرف جناب عثمان کو مشورے دیتے اور دوسری طرف باغیوں کو سمجھاتے یورش روکتے۔ جب جناب عثمان کا گھر محصور ہوا علی ہی نے اپنے دونوں فرزندوں امام حسن و امام حسین کو حفاظت کے لئے مقرر کیا۔ آب و طعام پہونچایا۔ تاریخیں گواہ ہیں علی نے کبھی انتقامی جذبہ سے کام نہیں لیا دشمنوں پر بھی احسان کیا۔

(۱۴۴)
معلم اخلاقیات

جناب ابوذر صحابی رسول شام میں معاویہ کی سرمایہ داری اور عیش پرستی پر ٹوکتے رہتے تھے۔

معاویہ نے ان کی شکایت جناب عثمان کو لکھی۔ بوڑھا صحابی نظر خلافت میں مجرم ثابت ہوا، شام سے بلا کر مقام ربذہ میں جو ویران و ریگستان تھا شہر بدر کئے گئے۔ حکومت کی طرف سے عام اعلان ہوا کوئی ابوذر کو رخصت کرنے نہ جائے ابوذر ربذہ روانہ کئے گئے۔ وزیر اعظم مروان ساتھ ہیں تاکہ کوئی ابوذر سے

ملنے نہ پاتے۔ علی اور ابن عباس، امام حسن، امام حسین، مقداد، عمار یاسر حکومت کی نافرمانی کرتے ہوئے رخصت کرنے آئے۔ مروان وزیر اعظم نے کہا تم لوگ خلیفہ کے حکم سے سرتابی کرنے آئے ہو۔ علی نے مروان کے اونٹ کو کوڑا مارا اور بے اعتنائی سے آگے بڑھ گئے۔ یہ مختصر گروہ صحابی رسول کو رو رو کر رخصت کر رہا تھا۔ علی ابوذر کو سمجھا رہے تھے مدلے ابوذر تو ان لوگوں سے خوشنودی خدا کے لیے بیزار تھا، خدا ہی سے اس کے معاوضہ کی امید رکھو یہ لوگ تجھ سے اس لیے ڈرتے تھے کہ کہیں تیری کھری باتوں سے دنیا ان کے ہاتھوں سے نکل جائے۔ اور تو ان سے اس لیے خائف تھا کہ تیرا دین محفوظ رہے،

جس چیز سے تو ان سے خائف تھا وہ انھیں کے ہاتھوں میں (یعنی دنیا کو) چھوڑ دے، اور اس چیز کو لے کر بھاگ جا (یعنی دین کو) اگر تو ان کی دنیا کو قبول کر لیتا تو وہ تیرے دوست بن جاتے، اور اگر دنیاداری پر ان کو قبول کر لیتا تو وہ سب تجھکو اپنی پناہ میں لے لیتے۔"

علی نے کس خوبی سے سول نافرمانی اور فلسفہ ترک موالات کا سبق دیا ہے

(۱۴۵)

علی سے بیعت

ذیحجہ ۳۵ھ میں بعد قتل عثمان علی سے بیعت کی گئی تمام اصحاب نے بیعت کی تھی کہ طلحہ و زبیر بھی شامل بیعت تھے۔ علی اپنی بیعت پر راضی نہ تھے، مجبور کر کے اور

قتل کی دھمکی دے کر مہاجرین و انصار نے بیعت کی (تاریخ طبری، تاریخ واقدی، تاریخ ابن ہشام، مناقب خوارزمی)۔

(۱۴۶) بیعت شکنی

سنہ ۳۶ھ میں طلحہ و زبیر نے بیعت علی کے بعد مکہ کا سفر کیا اور علی کو قتل جناب عثمان کا سازشی قرار دے کر بیعت شکنی کی اور ام المومنین عائشہ کو قصاص خون عثمان کیلئے اُبھار کر بصرے میں فوج کشی کی جو جنگ جمل کے نام سے مشہور ہے۔ اٹھارہ ہزار عائشہ کی طرف سے اور ایک ہزار لشکر علی سے قتل ہوئے، طلحہ و زبیر بھی مارے گئے۔ نو سو صحابی رسول علی کے لشکر میں تھے۔ (خواص الامۃ سبط ابن الجوزی، تاریخ کامل ابن اثیر، تاریخ طبری، تاریخ ابو الفدا)۔

(۱۴۷) جملیوں کو نصیحت

علی نے عائشہ و طلحہ و زبیر کو خط لکھا "اے طلحہ و زبیر تم! جانتے ہو مجھکو بیعت پر مجبور کیا گیا بیعت لینے پر تم دونوں نے بخوشی میری بیعت کی۔ اب خدا سے توبہ کرو اور بیعت پر واپس آؤ۔ اگر تم نے بکراہت بیعت کی تھی تو ظاہری

اطاعت اور باطنی نفاق معصیت ہے۔

عائشہ کو لکھا تھا، تمہارا گھر سے نکلنا معصیت خدا اور رسول ہے۔ عورت کو مرد پر چڑھائی کرنا جائز نہیں ہے۔ ابھی چند روز پیشتر مجمع اصحاب میں تم کہتی پھرتی تھیں عثمان کی نسبت کہ اس نعثل کو قتل کر دو یہ کافر ہے، آج عثمان کے خون کا مطالبہ کرنے کھڑی ہوئی ہو، خوف خدا کرو اور گھر پلٹ جاؤ (شرح ابن ابی الحدید، تذکرہ خواص الامہ)

(۱۴۸)

زبیر کو زبانی نصیحت

بصرہ میں پہونچ کر علی نے زبانی زبیر سے کہا کیا تم نے رسولخدا سے نہیں سنا تھا وہ تم سے فرماتے تھے کہ تو علی سے لڑے گا اور اُس وقت تو ظالم ہوگا زبیر نے قسم کھا کر کہا بیشک رسول نے فرمایا تھا۔ لیکن کیا کروں اب تو فوج سے نکلنا میرے لئے عار ہے۔ علی نے کہا پلٹ جا، باوجود عار رہنے کے عار اور جہنم کی آگ کو جمع نہ کر (خواص الامۃ) بدترین ذلت اُس بڑی سی عزت سے علی کی نظر میں بہتر ہے جو جہنم کا مستحق بنا دے۔

(۴۹)
احسان مرتضوی کا بہترین مظاہرہ

جب بی بی عائشہ کا ہودج گرا، اور لڑائی علی کے حق میں فتح ہوئی تو جناب امیر نے فوراً اُن کے بھائی محمد بن ابوبکر کو حکم دیا، ہودج میں سر ڈال کر دیکھو عائشہ کو کوئی چوٹ تو نہیں آئی۔ اور بکمال عزت عبداللہ بن خلف خزاعی کے مکان میں ٹھہرایا اور نہایت احترام سے مدینہ پہونچایا جس کو خود عائشہ بقسم اقرار کرتی تھیں کہ علی نے میری بڑی عزت کی۔ (تذکرہ خواص الامہ، تاریخ کامل ابن اثیر، تاریخ طبری، تاریخ ابو الفدا)۔

(۵۰)
قتل عثمان کا دوسرا الزام

جنگ جمل سے سات ماہ بعد ۳۶ھ میں عمرو عاص بھی بیعت شکنی کر کے شام پہونچے اور امیر معاویہ قصاص خون عثمان کے لئے کھڑے ہوئے صفین کی لڑائیاں امیرالمومنین سے شروع ہوگئیں۔ جناب عمار یاسر صحابی خاص رسول اور سیکڑوں صحابی ان لڑائیوں میں قتل ہوئے۔ معاویہ کے ساتھ ایک لاکھ بیس ہزار کی فوج تھی اور امیرالمومنین کے ساتھ نوے ہزار کی فوج تھی جن میں ایک ہزار آٹھ سو صحابی شامل تھے۔ اس لڑائی میں ستر ہزار شامی مارے

گئے، اور ستر لڑائیاں ہوئیں۔ (تذکرہ خواص الامۃ، شرح ابن ابی الحدید، تاریخ کامل، تاریخ طبری، ابوالفدا)

(۱۵۱) خونریزی کی روک

علی نے معاویہ کو بار بار خونریزی سے روکا کہیل ابن زیاد کی معرفت پیغام بھیجا کہ کیوں بے گناہوں کو قتل کراتا ہے۔ میدان میں نکل ہم اور تو آپس میں لڑ لیں۔ معاویہ نے منظور نہ کیا اور مسلمانوں کا خون پانی کی طرح سے بہہ گیا۔ عمار یاسر ایسا بزرگ صحابی شہید ہو گیا جس کے حق میں رسولخدا نے فرمایا تھا کہ تم کو گروہ باغی قتل کرے گا (واقدی، صحیح مسلم، صحیح بخاری، طبقات ابن سعد، تذکرہ خواص الامۃ)

(۱۵۲) کرامت نفس

عمر عاص کو معاویہ نے خط لکھکر جب شرکت جنگ کی دعوت دی تھی اس وقت یہ حضرت فلسطین میں تھے۔ جواب خط میں عمر عاص نے گمراہ باطل پرست کہتے ہوئے فضائل علی کا دفتر کھول دیا تھا لیکن حکومت مصر کے لالچ نے بہلا کر وزیر حرب معاویہ کا بنا دیا۔ اور آپ ہی کی چالیں معاویہ شاہی کا اساس تھیں رہا وجود اس کے ذرہ کیہر علی سے لڑنے نکل آتے۔ جب علی کے نیزے کی معمولی جھڑپ سے زمین پر گرے تو موت سامنے دیکھکر جان بچانے

کے لئے تنگے ہوگئے۔ علی نے بے ستر دیکھ کر اپنی کرامت نفس سے منہ پھیر لیا،
اور دشمن کو جان بچا کر بھاگنے کا موقع دیا

(۱۵۳)

علیؑ پر پانی کی بندش

سنہ۳۷ھ میں جنگ صفین کی بنیاد پڑی تھی معاویہ نے فوجوں سے دریا کا گھاٹ روک لیا
اور فوج علی پر پانی بند کر دیا۔ علی نے فرزند ثانی امام حسین کو فوج دے کر
بھیجا۔ اس شاہزادے کی یہ پہلی جنگ تھی جس نے لڑ کر گھاٹ چھین لیا اور
فوج معاویہ کو بھی پانی پینے کی اجازت دی۔

(۱۵۴)

علیؑ کی فتح عمر عاصؓ کی چال پر شکست

آخری لڑائی نے ایک شبانہ روز مسلسل فیصلہ کن جنگ
کی صورت اختیار کر لی۔ معاویہ کی فوج کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا عمر عاص نے
فوراً یہ چال کی کہ قرآن مجید نیزوں پر بلند کئے گئے جیتی ہوئی لڑائی علی کی ہار کی
شکست تسلیم اور علی نے ہر چند فوج کو اپنی للکارا عراقیوں نے لڑنے سے انکار
کر دیا۔ ثالثی سے فیصلہ کو منظور کر لیا۔ علی کو قتل و بغاوت کی دھمکیاں دیں۔
علی اس ثالثی سے انکار کرتے ہوئے واپس ہوتے (تاریخ واقدی، تاریخ طبری،
تاریخ ... تاریخ ابوالفداء، تاریخ خاص الائمہ) امیر معاویہ کو اس لئے علی پر

غلبہ ہو گیا کہ معاویہ ہر حیلہ سے اپنا کام نکالتے، نہ حیلہ حلال ہوتا یا حرام کیونکہ معاویہ کو نہ دین کی پرواہ تھی نہ دنیا کی نہ خدا کا خوف تھا۔ اور حضرت علی کسی ناجائز حیلہ کو کبھی کام میں نہ لاتے تھے (محاضرات راغب اصفہانی)

(۱۵۵)
معاویہ کی جان بچی علیؑ کے مصائب میں اضافہ ہوا

۳۸ھ میں بارہ ہزار خوارج شیث ابن ربعی اور عبداللہ بن کوا کی سرکردگی میں اس صلح کے خلاف جو جنگ صفین میں ہوئی تھی علی سے جنگ کرنے نہروان میں نکلے، ابن عباس نے ہر چند سمجھایا خود امیر المومنین نے سمجھایا کسی طرح سے انھوں نے نہ مانا یہ گروہ اشتراکیت کا حامی تھا۔ آخر میدان جنگ گرم ہوا اور سب نہروانی قتل ہوئے علی کی فتح ہوئی (تاریخ واقدی، تاریخ طبری، تاریخ کامل، تاریخ ابو الفداء)

(۱۵۶)
معاویہ کا گورنران علی سے برتاو

معاویہ مستقل طور سے حاکم شام ہو گئے ۳۹ھ میں۔ مالک اشتر گورنر مصر کو زہر دے کر شہید کیا پھر مصر میں معاویہ بن خدیج کی سرکردگی میں فوج چڑھا دی جس نے جناب محمد بن ابوبکر گورنر مصر کو گرفتار کیا۔ [illegible]

سے تھے۔ بچے سر کی شدت سے پانی طلب کیا۔ معاویہ نے پانی نہ دیا اور پیاسا شہید کیا۔ اور گدھے کی کھال میں سی کر آگ میں جلا دیا اُس وقت ام المومنین عائشہ ہمیشہ معاویہ پر لعنت کرتیں۔ اور بھنا ہوا گوشت کھانا ترک کر دیا تھا۔

(تاریخ واقدی، تاریخ طبری، خواص الامۃ)

(۱۵۷)

معلم الہی

جس وقت رسول کی پیشگوئی پورے طور پر کار فرما تھی دنیا کا امن امان فتنہ اور فساد سے برباد ہو چکا تھا۔ ہمسایہ قومیں لٹیرے عربوں سے خوف و ہراس میں تھیں۔ قیصریت و کسرویت جوش پر تھی۔ حجاز ہو یا شام اسلام ایک ہی رنگ میں رنگ گیا تھا۔ اُس وقت علی کی سرپرستی میں علماء کا ایک گروہ تیار ہو رہا تھا جو سارے عرب میں علم کی روشنی پھیلا رہا تھا۔ دور دراز ملکوں سے لوگ مسائل پوچھنے آ رہے تھے اور جواب حاصل کر کے تسکین حاصل کرتے تھے۔ یہود، نصاری، مجوس، دہریہ، ثنویہ، ہر مذہب و ملت کے علماء آتے اور مشکل ترین مسائل حل کراتے۔ تاریخ اسلام ایسے واقعات سے مملو ہے۔ خود اصحاب رسول اور دربار خلافت سے حلال مشکلات کی طرف توجہ ہوتی۔ جناب عمر تو علی الاعلان فرماتے تھے کہ اگر علی نہ ہوتے

تو عمر ہلاک ہو جاتا" اور کبھی فرماتے "اگر علی تم نہ ہوتے تو عمر رسوا ہو جاتا" کبھی فرماتے "خداوندا مجھکو ایسے مشکل کے وقت باقی نہ رکھنا جس کے حل کے لئے علی نہ ہوں" کبھی فرماتے "یا علی خدا مجھکو تمہارے بعد باقی نہ رکھے" اور کبھی فرماتے "خداوندا ایسی مشکل میں مجھکو گرفتار نہ کرنا جس میں علی میرے پہلو میں نہ ہوں" کبھی فرماتے "یا ایسی قوم میں زندگی سے پناہ مانگتا ہوں جس میں ابوالحسن نہ ہوں" (ریاض النضرہ، تفسیر فخرالدین رازی، استیعاب ابن عبدالبر، مختلف الحدیث، مناقب خطیب خوارزمی، فصول المہمہ، ذخیرۃ المآل، مطالب السئول، تاریخ الخلفاء، ربیع الابرار، صواعق محرقہ، اسعاف الراغبین، تہذیب التہذیب، اصابہ ابن حجر، شرح تقریب، دارقطنی، اسد الغابہ)

معاویہ ایسے دشمن سے بھی جب مسئلہ پوچھا گیا تو انھوں نے بھی کہا کہ علی سے جاکر پوچھو جن کو رسول نے اچھی طرح پڑھایا ہے، اور وہ نسبت دی ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی۔ خود عمر بن خطاب بھی مشکلوں کو علی سے حل کراتے تھے (ریاض النضرہ، مسند احمد بن حنبل)

(۱۵۸)

کوفہ کو دارالخلافہ بنانے میں علی کی سیاست دانی

رسول کا سچا پیرو مدینہ کو اسی طرح سے چھوڑتا ہے، اور

کوفہ کو بنایا ہے جس طرح سے رسول نے مکہ چھوڑ کر مدینہ بسایا جس کے حسب ذیل مصالح تھے۔

(۱) علی مکہ اور مدینہ کو دار الحرب اور سیاسی مرکز نہ بنانا چاہتے تھے۔ اُس کی روحانی مرکزیت کو باقی رکھنا چاہتے تھے۔ مدینہ منورہ عہد خلافت میں سیاسی مرکزیت حاصل کر چکا تھا لہذا علی نے وہاں سے ہجرت کی۔

(۲) کوفہ کی مناسب آب و ہوا، موقع کی عمدگی بری و بحری آسانیاں حدود ایران سے قرب ممالک خارجہ کی آمدورفت تجارتی منڈی ہونے کی وجہ سے مرکزیت اکثر صوبجات پر بسہولت نظر ہوسکتی تھی۔ فوجی نقل و حرکت کے لئے فرات و دجلہ کی قربت تھی۔ مسیح سے قبل یونانی سیاح ہیرو ڈوٹس عراق کی زرخیزی دیکھ کر حیرت زدہ ہو کر اپنے سفرنامہ میں بیحد تعریف لکھ چکا ہے۔

(۳) کوفہ میں ابو موسیٰ اشعری ایسا مخالف موجود تھا۔ بصرہ بی بی عائشہ کے زیر اثر تھا۔ شام میں ایسا قوی دشمن موجود تھا۔ کوفہ وسط شام و حجاز و یمن و بصرہ میں تھا جس سے ہر طرف کی نگرانی آسان تھی۔

(۴) کوفہ، نینوا، بابل جیسے وسط اقوام قدیم کا دار السلطنت رہ چکا تھا، بابلی، اشوری، کلدانی فنیقی کا مرکز سلطنت رہا۔ وہاں کی قوم تمدن و تہذیب میں دیگر ممالک عرب سے زیادہ متمدن تھے، تجارتی منڈی ہونے

کی وجہ سے دیگر اقوام کی آمد و رفت تھی اسلئے تبلیغ دین کا بہترین موقع تھا

(۵) علی کو معلوم تھا کہ آئندہ اسلامی حکومت کوفہ کی ان کے نصیب میں ہے، ان خود کی شہادت اسی سرزمین پر ہوگی۔ ان کی اولادوں کا خون ناحق یہیں بہایا جائے گا۔ یہیں کے قید خانے ان کی اولاد سے بھرے جائیں گے۔ پس ظلم و ستم کی داستانیں اور دنیادی جبروت و شان کے مظاہروں کے ساتھ روحانی مرکزیت فرزندوں کی وجہ سے ان بے گناہوں کے کوفہ ہی میں ہونا چاہیے روحانی خوشی کی اچھی طرح سے نمائش ہو جیسے اذیت و عسکریت کی نمائش ہو

(۶) مسجد کوفہ وہ مسجد تھی جس کے متعلق امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے کہ "اس میں ہزار نبیوں ہزار انبیا کے وصیوں نے نماز پڑھی ہے۔ (من لا یحضرہ الفقیہ۔ معجم البلدان، یاقوت حموی) علی نے بھی ان نبیوں کی یادگار کو دارالحکومت بنایا۔

(۱۵۹)

اسلام میں جبر و اکراہ نہیں ہے

آج مسلمان قرون اولیٰ کے معارکات پیش کر کے کتنا ہی فخر کریں اور غیر مسلموں کی مردم شماری و کثرت خصوص اور فتوحات کی بیتات پر

کتنا ہی افتخار کریں۔ ہم تو ان فتوحات کو چنگیز و ہلاکو، تیمور و نپولین کے فتوحات سے مختلف نہیں سمجھتے۔ نہ اسلامی مشن فتوحات کے لئے آیا تھا نہ رسول کی فتوحات جارحانہ تھی۔ تم کسی رسولی جنگ میں نہیں بتا سکتے کہ وہ مکہ کے قرب و جوار میں ہوئی ہو، بجز فتح مکہ کی جنگ کے اور وہ بھی دفاعی تھی۔ رسول جتنی لڑائیاں لڑے قریب مدینہ کے ہوئیں، جو صاف دلیل ہیں کہ کفار مکہ جب چڑھائی کرکے آئے تو رسول نے مدینہ سے نکل کر دفاع فرمایا۔ رسولی مشن نا امنی، ملک گیری، غارت گری مٹانے کے لئے تھی۔ لیکن رسول کے بعد جو جنگیں ہوئیں وہ قیصر و کسریٰ کی دولتوں کی لوٹ کے لئے تھیں۔ اگر مذہبیت و روحانیت ہوتی تو سب سے پہلے مبلغ بھیجے جاتے اور علمی و اخلاقی خوبیاں پیش کرتے۔ ہمسایہ قومیں عربی لٹیروں سے غافل بیٹھی تھیں، یکایک بھوکے اور مفلس و وحشی و جاہل عرب ان پر ٹوٹ پڑے اسلام حقیقی کے لئے بیشک یہ ایک بدنما داغ تھا۔ عیسائی اور آریہ تو اپنے مذاہب کی تبلیغ کے لئے روپیہ پانی کی طرح سے بہا رہے ہیں لیکن یہ کبھی فوجی دھاوے بھی غیر مسیحیوں پر نہیں کرتے کہ تم عیسائی بنیں اسلئے تم کو جینے کا حق نہیں ہے۔ لیکن قرون اولیٰ سے مسلمانوں نے بیشک اقوام عالم کے امن و امان کو مٹا دیا تھا: لا اکراہ فی الدین جس مذہب کا اساس ہو اسکو تلوار و قتل و غارتگری کا دین و مذہبیت بنا دیا تھا۔

علی نے باوجود اپنے حقدار خلافت ہونے کے تلوار اسی لئے ہاتھ میں نہیں لی کہ تلوار مذہب کے حق و باطل کا فیصلہ نہیں کرتی، دنیا وی جنگ میں اور اس میں کیا فرق ہوگا۔ خلافت ظاہری سے دست بردار ہوگئے اور جنگ نہ کی معاویہ کو بھی خط کتابت اور وفود بھیج بھیج کر سمجھایا، جب انھوں نے شام سے صفین میں فوج کشی کردی اُسوقت علی نے بڑھ کر روکا۔ بی بی عائشہ مکہ سے جب بصرے پہونچ لیں اُس وقت علی دفاع کے لئے نکلے اور رسولی شان دکھا دی۔ رسولخدا رسولخدا اور علی مرتضیٰ اور اُن کی ادا! دکی ہر جنگ کو دیکھو، باوجودیکہ اپنی فوج کے لوگ بار بار مخالفین کی فوج کی زیادتیوں کی شکایتیں کرتے اور اجازت جنگ مانگتے۔ لیکن یہ حضرات برابر پیش دستی سے روکتے اور اسلامی اصول بتاتے کہ جنگ میں ہرگز دشمن پر پیش دستی نہ کرنا۔

رسول نے کبھی اپنے کسی قول یا فعل سے ایسے لوگوں کی ہمت افزائی نہیں کی جو تلواریں لئے ملک ملک دوڑے پھرے، نہ امیر المومنین نے ایسا کیا لہٰذا بانی اسلام اور اُس کے سپہ سالار پر کوئی الزام عائد نہیں ہوتا۔ مسلمانوں کی غلط ذہنیت کی ذمہ داری اسلام پر ہرگز عاید نہیں ہوتی۔ کھلی ہوئی بات ہے کہ یہ خونخوار مسلمان اگر طمع دنیا کے لئے جنگ نہ کرتے تھے، اور محض مذہبی جذبہ کارفرما تھا، تو کم از کم اولاد رسول کی سی مقدس ہستیوں کو نہ ستاتے۔ بات یہ تھی کہ وہ دوسروں کو جو اُن کی خودغرضیوں میں شامل نہ ہوں۔ زندگی کا حقدار ہی نہ سمجھتے تھے۔ خود رسولخدا نے قریب وفات جمیع اصحاب میں خاص خاص اصحاب کو مخاطب کرکے مثل حذیفہ یمانی، ابوذر غفاری، علی مرتضیٰ سے فرما دیا تھا،

"میرے بعد اصحاب مرتد ہو جاویں گے، ان کا عمل میری سنت پر نہ ہوگا، انسان صورت شیطان سیرت ہوں گے۔ لیکن تم اس وقت صبر کرنا، مال لٹتے دیکھنا، اپنی پشتوں کو زخمی کرانا، لیکن مخالفت نہ کرنا۔ (صحیح مسلم جلد ۲ غنیۃ الطالبین، کنز العمال، مشکوٰۃ، تاریخ طبری، صحیح بخاری، تیسیر القاری، جمع بین الصحیحین، مسند احمد بن حنبل، شرح مسلم امام نووی)

بعد اس کے کہ رسولخدا اصحاب کی حالت کو۔۔۔ دنیا پرست خلافتوں سے صاف بیان کر دیں تو اب ان کے اعمال و بدکاریوں سے اسلام حقیقی پر کیا اثر ہو سکتا ہے۔ قوم اسلام تو لائی لیکن روح اسلام سے خالی بقول رسول انسان صورت شیطان سیرت رہی۔

(۱۶۰)

معلم اقتصادیات

صحیح اقتصادی زندگی یہ ہے کہ زندگی کے ادوار میں انسان کم سے کم دنیاوی مشکلات میں مبتلا ہو اور اپنی زندگی کے مالی مشکلات میں دوسروں کے بالمقابل کم مبتلا ہو، بلکہ اگرچہ دنیا والے کیسے ہی مبتلا ہوں، لیکن یہ خوش حال و بے فکر ہو۔ تمام اقتصادی مشکلوں کا حل یہ ہے کہ ہم

(۱) مسرفانہ زندگی نہ کریں۔

(۲) قناعت ہو

(۳) بیکار نہ رہے۔

اب علیؑ کی تعلیم کو دیکھو جس اصول دنیا کا سبق دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ اقتصادی تھوڑی پونجی کو بڑھاتا ہے" اقتصاد آدھی پونجی ہے۔

(الف) دریا کے کنارے کھڑے ہیں اور پانی پیتے ہیں جو بچا ہے ظرف میں دریا میں پھینک دیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ یہ اسراف ہے کہ ضرورت سے زائد پانی ضائع کر دیا جائے۔

کم قیمت، موٹا جھوٹا کپڑا پہنتے ہیں، اور لمبے دامن کاٹ کر فقیروں کی ٹوپیاں بنوا کر تقسیم کر دیتے

عام طور پر فرماتے ہیں کہ حلال "دنیا میں حساب ہے اور حرام میں عذاب ہے۔"
کبھی فرماتے ہیں "آخرت کے روز حساب سے بچنا چاہو تو کم سے کم میں زندگی کاٹو۔ (نہج البلاغہ)

آپ فرماتے ہیں" اسراف بڑی بڑی دولتوں کو فنا کر دیتا ہے۔"

ب۔ علیؑ فرماتے ہیں" قانع ننگا بھوکا ہو تب بھی غنی ہے۔
قناعت ایسا مال ہے جو کبھی کم نہیں ہوتا۔
فقر ایمان کی زینت ہے۔
قناعت کی زندگی شاہی کی زندگی ہے (نہج البلاغہ)

(ج) علیؑ کا ارشاد ہے کہ "کنجوس فقیر ہونے میں جلدی کرتا ہے،
جاہل کی دولت اس باغ کی مانند ہے جو گھورے پہ ہو (نہج البلاغہ)
صاف ارشاد ہے کہ دولت کا صحیح مصرف نہ ہو۔ اور روپیہ کا بیکار پڑا رکھنا ملکی و قومی افلاس کا موجب ہے تمام اقتصادیات کا حل صرف

مذکورہ قانوں میں سے جو ان پر حاوی ہو جائے وہ اقتصادیات کو حل کر سکتا ہے

(۱۶۱)

سیاست علوی پر غلط الزام

کہنے والے کہتے ہیں کہ علی سیاست داں نہ تھے، ان کے عہد میں ناامنی رہی۔ معترض کو تاریخ کی روشنی میں اس اعتراض کی حقیقت کو دیکھنا چاہیے کسی شخص کی سیاست پر بحث کرنے سے پہلے اس کے ماحول پر نظر چاہیے۔

سوال یہ ہے کہ مسلمانوں میں اختلاف علی کے عہد میں پیدا ہوتا تو اسکی ذمہ داری علی پر عائد ہوتی۔ خلافت علی سے بہت پیشتر زوروں پر اختلاف موجود تھا۔ پھر علی غیر سیاسی نہیں ہیں۔ بلکہ وہ ہستیاں غیر سیاسی ہیں جن کے عہد حکومت میں زمانۂ جاہلیت کے دبے ہوئے فتنے جاگ گئے (خضر اوی) خود جناب ابوبکر کا خلیفہ ہونا تو اتحاد کو قائم نہ رکھ سکا، حضرت عمر اور ان کے جانشین لوگوں میں یک جہتی پیدا نہ کر سکے۔ (کارلائل کی کتاب ہینڈ اوسر آف پیسو ٹیمیا) جب کہ لوگوں کے دلوں میں نبوت کی دہشت اور سچا تدین باقی تھا اسی وقت حضرت علی خلیفہ ہو جاتے تو آپ کی حکومت و سیاست کہیں بہتر و اعلیٰ ہوتی (جرجی زیدان مورخ مسیحی) خلافت اولیٰ ہی کے وقت سے صوبوں کی گورنریاں ایسوں کے ہاتھوں میں پڑ گئیں جو خود غرض ناخدا ترس، عیش پسند ظالم تھے۔ رعایا نے بھی وہی رنگ اختیار کر لیا تھا۔ جناب عثمان کے عہد کی ناامنی و بدامنی کا تو کوئی حد ہی نہ رہی تھی

جو اُن کے قتل باعث بنی حضرت علی کو تو وہی ماحول ملا جس میں خلافت ثالثہ کی شعلہ ور آگ داخلہ کو جلا چکی تھی۔

(۱۶۲)

تاجدار سیاست

سیاست کیلئے، وہ حیات انسانی کے اس شعبہ کا نام ہے، جو معاشرتی تعلقات کو اس غرض سے منظم و استوار رکھنے میں مصروف کار رہتا ہے تاکہ عدل و حریت کے جملہ حقوق کی نگہداشت رہے (انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن واتھکس پروفیسر سی۔ڈی۔برنس)

اب تاریخ عرب کو دیکھو۔ عرب کا انتقامی جذبہ جو نسلاً بعد نسل رہتا ہے، اور عرب کی خصوصیات کا عنصر عظیم ہے۔ بنی تیم اور بنی عدی و بنی امیہ کے سرداروں کا بنی ہاشم سے قدیمی عداوت کا برتاؤ۔ امیر المومنین کے ہاتھوں ہر سہ مذکورہ قبائل اور دیگر قبائل کے سرداروں کا اسلامی جہاد میں قتل ہونا، اور بعد رسول علی کو سردار قوم بنی ہاشم ہونا۔ انتقامی اور قصاصی جذبات کا مرکز بنا ہوا تھا۔ مخصوص بنی امیہ دشمن جان بنی ہاشم کے تھے، اور ابوسفیان نے اہل مکہ کو ہمراہ لے کر حضرت محمد کے خلاف جنگ بدر و احد میں صف آرائی کی (ا ڈیہ مد ڈسل خلفاء راشدین کی صفحہ ۷۶)

امیر معاویہ کی ماں ابوسفیان کی بیوی ہندہ جو حضرت حمزہ اور حضرت علی

کو دن رات کوسا کرتی تھی۔ حضرت حمزہ کی انگلیاں کاٹ کر جس سے گلے کا ہار بنایا تھا
اور اُن کا پیٹ چاک کر کے جگر نکال کر چبایا تھا۔ (واشنگٹن ارونگ، اور گبن)

ایسے دشمن جان قبیلہ کا برسرِ اقتدار ہونا، اور معاویہ کی اتنی دشمنی کہ شہادت علی کے بعد بھی وہ تنخواہ دار خطیبوں سے ممبروں پر گالیاں دلواتا تھا اور کہا کرتا تھا، قسم بخدا علی کو گالیاں دلانا ترک نہ کروں گا جب تک لڑکے اس عادت پر جوان نہ ہو جاویں، اور جوان شیخ فانی نہ ہو جائیں، تاکہ دنیا میں علی کی فضیلت کا بیان کرنے والا باقی نہ رہے (نصائح کافیہ)

بعد رسول خدا زمام حکومت انھیں دشمن خاندانوں کے ہاتھ میں آگئی تھی، اور تینوں دشمن قبائل ایک دوسرے کی تائید کرنے لگے۔ تیسری خلافت کے وقت سخاوت کے دریا بنی امیہ کے گھروں کا رخ کر کے بہنے لگے تھے۔ تمام دولت و ثروت و اقتدار بنی امیہ کے گھروں کی سمت آ گئی تھی، اور رسول و اہلبیت کے دشمن بنی امیہ مسند رسول پر متمکن بیٹھے تھے۔ (گبن)

اس طوفان خیز احول میں علی ہی میدان سیاست کا وہ تاجدار تھا جس نے عدل و حریت کے حقوق کی نگہداشت میں اپنی جان کی پرواہ نہ کی اور خلافت ملتے ہی غدار و ظالم حکام سلطنت کو ایک دم معزولی کا حکم بھیج دیا۔ ابن عباس نے بہت سمجھایا کہ معاویہ کی معزولی میں جلدی نہ کیجیے، علی نے صاف جواب دیا کہ "قانون الٰہی کر و فریب کو جائز نہیں رکھتا" بیشک علی بقول "واشنگٹن ڈپلومیسی سے نفرت رکھتے تھے"

حریت و عدالت کا خون ہوتے علی دیکھتے تو سیاست حقہ کا خون ہو جاتا،

علی نے دنیا کی عقیقیں یقیناً گوارا کیں لیکن مستبد و جابروں کو معزول کرنے کی ٹھان لی، اور اپنے فعل سے اعلان کر دیا کہ یہ لوگ اسلام سے دور کا بھی لگاؤ نہیں رکھتے، اسلام کے نام سے اسلام کو کند چھری سے ذبح کر رہے ہیں۔ یہی تو علی کی سیاست تھی جس کو "انسائیکلوپیڈیا آف اسلام" میں بتایا گیا ہے۔ علی کی زندگی حریت و آزادی کے قیام و بقا میں تاریخ سے نہ مٹنے والی داستانوں سے مملو ہے۔

(۱۶۱)

علیؑ اور خوارج

رسولؐ کی آنکھ بند ہوتے ہی نواصب و خوارج کی بنیاد پڑی۔ حیات رسول کے منافق جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے، اور جن کی شناخت خود رسول میں محض دشمنی علی بن ابیطالب سے کی جاتی تھی (ترمذی) رسول نے اُن کا نام ناکثین، قاسطین، مارقین، باغین رکھا تھا۔ (طبقات ابن سعد، صحیح بخاری، صحیح مسلم)

بیعت کر کے توڑنے والے ناکثین یعنی اصحاب جمل تھے، اور علی سے بغاوت کرنے والے صفینی باغین تھے۔ انہیں لوگوں نے ۳۶ھ میں جنگ جمل کی اور ۳۷ھ میں جنگ صفین کی بنیاد ڈالی۔ اور وفات رسول پر خلافتیں قائم کیں، اور مارقین نہروانی تھے، جنھوں نے علی کو ۴۰ھ میں مسجد کوفہ میں سجدہ کی حالت میں شہید کیا۔

---

(۱۶۴)
بنی ہاشم کے من حیث القوم خصوصیات

اہل تاریخ جانتے ہیں کہ بنی ہاشم ہی کا وہ زریں سلسلہ نسب تھا جو اُسکے بزرگوں کے وقت سے نسل ابو طالب تک عرب کے ہر میدان میں سب سے نمایاں رہے۔ جو انسانی تہذیب و تمدن کے خدمات انجام دینے کے لئے تمام عرب میں مشہور تھے، اور ہمیشہ قومی اتحاد کے ضامن تھے۔ عمالقہ، جرہم، جدیس، فراعنہ کسدی، بابلیوں وغیرہ کے مقابلہ میں انتہائی جوانمردی کے ساتھ مقابلہ کیا، ایثار و قربانی کے محیر العقول مظاہرے کئے۔ ہمیشہ سرمایہ داری و مادیت کی جنگ میں خود کو پیش کیا، اور مزدوروں، کسانوں، غریبوں، محتاجوں کی حفاظت کی، شداد، نمرود، فراعنہ مصر، بخت نصر، دارا، اخسویرس، ابرہہ وغیرہ وغیرہ کے پُر آشوب زمانوں میں تمام ملک عرب، افریقہ، میں اسی نسل پاک نے اور بنی ہاشم کے بزرگوں نے قوم کی نہایت دلیری سے نمائندگی کی، اور تحفظ تمدن و تہذیب و مذہب میں خواہ کتنا ہی اُن کے لئے تاریک، فیصلہ کن زمانہ گذرا ہو اور کیسے ہی عظیم الشان خطرات کا سامنا کرنا پڑا ہو بنی ہاشم کی قومیت دنیا کی دیگر اقوام کے سامنے ایک درخشاں تاریخی حیثیت رکھتی ہے۔ یہی وہ قوم تھی جس نے عالم بھر کی تہذیب و تمدن و علوم میں رہبری کی۔ یورپ ہو یا امریکہ و افریقہ، ہند ہو یا روس و ایران۔ ہر خطہ کو علم و تمدن و تہذیب کا انھیں نے سبق دیا۔ تمام انبیاء اسی سلسلہ نجیبہ سے آئے۔ حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ،

حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت داؤد، حضرت سلیمان، حضرت محمد مصطفےٰ یہ تمام انبیاء اولوالعزم اسی مقدس سلسلہ میں ہیں۔ ان کی شریعتیں، ان کی کتابیں آج تک تمام ربع مسکون میں قابل احترام ہیں۔ ان کے افراد قدرتاً، ذہناً، طبعاً محنتی تھے۔ انھوں نے زندگی کے ہر شعبہ میں شاہراہ عمل کھولی، تجارت، زراعت، صنعت و حرفت، کون سی ایسی شے ہے جس میں وہ مشہور آفاق نہ تھے۔ سخت سے سخت مصائب جھیلے لیکن اپنے ارادے کو ہاتھ سے نہ دیا۔ اپنی حفاظت ہی نہیں کی بلکہ دوسری قوموں کی آزادی میں مدد کی۔ ہر زمانے اور ہر ملک میں جہاں کسی کمزور یا مظلوم کو محافظ کی ضرورت ہوئی، اور جس جگہ بھی آزادی کا جھنڈا سرنگوں ہونے لگا، وہیں مظلوموں کی اعانت و آزادی کے احترام کے لئے اپنے خون کی ندیاں بہا دیں۔ ان کی مقدس ہڈیاں عالم کے گوشہ گوشہ میں ریگستانوں دریاؤں، پہاڑوں میں آج تک چمکتی رہی ہیں، اور اپنی دلیری کے افسانے سنا رہی ہیں علی مرتضیٰ بھی اسی سلسلہ نجیبہ کا درخشندہ آفتاب ہے، اور اُسکی نسل پاک انھیں تمام خوبیوں کا سرچشمہ ہے۔ تاریخ کی ورق گردانی کر کے دیکھو کہ یہ خصوصیات ہاشمی عرب کی نسل میں ہزاروں سال ایک رنگ سے رہیں، جنکو توریت زبور، انجیل، قرآن نے حالات انبیاء میں قصول کے پیرایہ میں بیان کیا ہے۔ خود رسولِ خدا نے اپنے بزرگوں اور اسلاف و انبیاء پر ہمیشہ فخر کیا اور ان سب کی تعظیم و احترام و اعتقاد کو جزو اعظم اپنی رسالت کا قرار دیا۔ قرآن نے "وقفینا علیٰ آثارھم" کہکر اُسی توارث نسلی کو بیان کیا ہے۔ حضرت امیر اور اُن کی ذریت نے بھی انھیں خصوصیات کو خطبوں اور میدان جنگ میں رجزوں میں

بار بار دہرا کر ہمیشہ افتخار کیا، اور امامت و فطری و نسلی سرداری کو پیش کیا ہے۔ علی مرتضیٰ معاویہ کو خط میں لکھتے ہیں کہ "اے معاویہ تو تیزی سے دوڑنے والا اور راہ ہدایت سے زیادہ بھٹکنے والا ہے۔ میں تجھے بتاتا نہیں ہوں لیکن نعمت الٰہی کا تذکرہ کرتا ہوں۔ مہاجرین میں سے بہتوں نے اللہ کی راہ میں شہادت کی فضیلت حاصل کی، لیکن جب ہمارا آدمی (حمزہ) شہید ہوا تو اُسے سید الشہداء کہا گیا، اور رسول نے اُسے یہ خصوصیت دی کہ اُس کی نماز جنازہ ستر تکبیروں سے پڑھی۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ بہت لوگوں کے ہاتھ راہ خدا میں قلم ہوئے، ان میں سے ہر ایک کو فضیلت حاصل ہے۔ لیکن جب ہمارے ایک آدمی (حضرت جعفر بن ابیطالب) کے ساتھ یہی معاملہ پیش آیا تو اُسے جنت میں اُڑنے والا اور دو بازو والا کہا گیا۔۔۔ .

...... اے معاویہ اپنی گمراہی سے باز آ، ہم خدا کے خاص احسان کے مورد ہیں، اور بعد میں سب لوگوں پر ہمارا احسان ہے، ہماری عزت قدیم ہے اور تمہاری قوم پر ہماری برتری معلوم ہے۔ اس کے باوجود ہم نے تمہیں اپنے میں ملا لیا، تم سے شادی بیاہ کا رشتہ جوڑا۔ بالکل برابر والوں کا برتاؤ کیا، حالانکہ تم اس برتاؤ کے مستحق نہ تھے، اور کیونکر مستحق ہو سکتے تھے جبکہ ہم میں سے نبی ہے، اور تم میں جھٹلانے والا (ابوجہل) ہم میں اسداللہ (حمزہ) ہے، اور تم میں بری قسم کا شیر (ابوسفیان)۔

ہم میں نوجوانان جنت کے سردار (حسن و حسین) ہیں اور تم میں دوزخ کے بچے (اولاد مروان) ہم میں دنیا بھر کی بہترین خاتون (فاطمہ)

اور تم میں حمالۃ الحطب (ابو لہب کی بیوی، معاویہ کی چچی) (نہج، نسبلا نمبر)

(۱۶۵)
بنی ہاشم کو من حیث القوم تباہ کرنے کے کارنامے

وہ حکومت، جو ایک خیال اور ایک ہی پارٹی کے لوگوں کے انتخاب سے قائم ہو وہ رائے عامہ کی نمائندہ کہلانے کی مستحق نہیں ہوتی جس حکومت میں تمام ملکی اقوام کے مفاد کا تحفظ نہ ہو، جن میں بنی ہاشم کی نمائندگی نہ ہو، اور نہ اُن کو کوئی طاقت و اختیار حاصل ہو جن کو آئین سازی کا خلافتوں میں کوئی حق نہ ہو۔ جن سے اتحاد کو بنی ہاشم نے کبھی قبول نہ کیا ہو، اور نہ کبھی تعاون کیا ہو خلافتوں کے ہر دور میں اپنے مطالبات ملکی و قومی کو آزادی سے پیش کرتے رہے ہوں اور نہایت حقارت سے ٹھکرائے گئے ہوں، اُن پر اس صحیح مطالبہ کی وجہ سے طرح طرح کی مصیبتوں کے پہاڑ توڑے گئے ہوں گلے میں رسی ڈال کر گھر سے کھینچے گیا، گھروں کو جلایا گیا، جائدادیں ضبط ہوئیں اُن کو شہر بدر کیا گیا، زبانیں کاٹی گئیں، تنگ و تاریک قید خانوں میں، کنووں میں، تہہ خانوں میں، درندوں کے کٹہروں میں قید کیا گیا، زہر کے جام پلائے گئے، بے رحمی سے قتل کیا گیا، زندہ دیواروں میں چنے گئے، جسم پر سے کھالیں کھینچی گئیں، سولیاں دی گئیں، عورتوں بچوں کو اسیر کر کے سر برہنہ شہر بہ شہر پھرایا گیا، اُن پر کھانا پانی بند کیا گیا۔ اُن کی عورتوں کی یہ حالت بنا دی گئی کہ بے ستری کی وجہ سے زمینوں میں گڑھے کھود کر زندگیاں بسر

کرتیں، اور ایک قمیص تھا جس کو باری باری پہن کر نکلتیں اور نماز بجا لاتیں بچوں کو ذبح کیا گیا۔ بنی امیہ و بنی عباس کی خلافتوں کے کارنامے تاریخوں میں پڑھو، یہ سب ناقابل تحمل شدائد کیے گئے تاکہ بنی ہاشم کو من حیث القوم دنیا سے فنا کر دیا جائے۔

مگر اُن باہمتوں کو دیکھو جنھوں نے مصیبتوں کے پہاڑوں کے نیچے دب کر بھی اپنے صحیح مطالبات کو ترک نہ کیا، اور غاصبانہ و جابرانہ حکومتوں میں اپنی آزادی کو ہاتھ سے نہ دیا۔

حکومتوں نے بنی ہاشم پر یہ بھی جبر کیا کہ وہ حکومتوں کی حصہ دار بن جائیں اور اس طرح سے حکومتوں کے غلام بنے رہیں۔ لیکن اُن اُصول پرستوں اور خدایان حریت نے یہ بھی قبول نہ کیا۔ امام رضا علیہ السلام نے جبریہ اس پیشکش کو قبول کیا تو اس شرط پر کہ شریعت نبوی کا اجراء ہو، اور سختی سے اُن احکام کا اجراء بھی کیا جسکا نتیجہ زہر خورانی ہوا۔

چنانچہ دنیا جانتی ہے کہ حکومت صرف محکوم کی مرضی سے طاقت حاصل کر سکتی ہے، سنہ ۱۹۱۴ء کی عالم سوز جنگ میں امریکہ نے یہی نعرہ مارا تھا اور شریک جنگ ہوا۔ نیز برطانیہ نے بھی آواز میں آواز ملائی۔ پھر کیا اموی و عباسی سلطنتوں کے طرز عمل میں اُن کے فتوے بحق بنی ہاشم اس کے خلاف ہو سکتے ہیں، ہرگز نہیں۔؟

کیا ایک منصف مورخ بحق قوم بنی ہاشم یہ فیصلہ نہ کرے گا کہ قوم بنی ہاشم کو من حیث القوم تباہ کر دیا گیا۔ بنی ہاشم نے اپنی مدافعت یا حفاظت کے لئے

جب کوئی مکمل طریقہ نہ پایا تو انہیں مرنے کا طریقہ اختیار کرنے میں ذرا بھی تامل نہ کیا ممکن ہے ان کے حقوق کے مساعی جمیلہ کسی دوسرے "پارک ٹاؤن" کی شکل میں نتیجہ خیز ثابت نہ ہوں، لیکن اُن کی قوم کا نام دنیا کے آخری دور تک نہیں مٹ سکتا۔ اُن کی روح کبھی غلام نہیں ہوئی، اور ہمیشہ وہ شیدایان حریت سے بحیثیت قوم اپنی موت و حیات کی کشمکش کے متعلق بتایا کرتے رہیں گے۔

(۱۶۶)

خلافت الٰہیہ کی شان شیعہ سنی میں اصولی اختلاف

خلافت الٰہیہ یہ ہے کہ جو خدا ہی کی مقرر کردہ ہو۔ انبیاء خلیفۃ اللہ تھے جو طاعت کے لئے بھیجے جاتے تھے، تاکہ لوگ اُن کی اطاعت کریں" وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ" اور نبی تمام امت کے نفوس سے بہتر ہوتا ہے" النبی اولی بالمومنین من انفسہم" خلاصہ یہ کہ حسب ہدایت قرآن خلافت الٰہیہ کی یہ شان ہوتی ہے۔

(۱) خدا کا مقرر کردہ ہو

(۲) تمام امت سے بہتر ہو۔

(۳) تمام قوم اُسکی اطاعت کرے۔

مذکورہ شناختوں کے بعد غدیر خم میں جب ہوا ایک لاکھ چودہ ہزار اصحاب مسلمین کا مجمع تھا، رسول نے جو خلیفۃ اللہ تھے علی کو امت کا والی مقرر کیا اور اسی طرح سے جیسے ایک خلیفۃ اللہ کو ہونا چاہئے اپنی ولایت کی طرح علی کی ولایت

کو قرار دیا اور فرمایا "کیا تمہارے نفسوں سے بہتر نہیں ہوں، سب نے اقرار کیا
اُس کے بعد فرمایا جس کا میں مولا ہوں علی بھی اُس کے مولا ہیں، خداوندا!
دوست رکھ اُس کو جو علی کو دوست رکھے، اور دشمن رکھ اُس کو جو علی کو دشمن
رکھے" اس سے زائد صاف رسول کا ارشاد اور کیا ہو سکتا تھا، علی کی ولایت
کو اپنی ولایت قرار دیا، اور تینوں چیزیں خلافت الٰہیہ کی موجود ہو گئیں۔ خدائی
تعیین، ا ست پر فضیلت و برتری، اطاعت کا حکم موالات و مدد کی دعا ساتھ ہی
اہلسنت کے مقرر کردہ اصول خلافت کے بھی بہترین شکل سے موجود تھے۔ اور
سقیفہ کے اجماع سے ہزار گنا زائد محکم اجماع تھا جس میں خود رسول شامل
جملہ اصحاب و سلمین شامل، خود خلفاء شامل، ایک فرد کا بھی اختلاف نہ تھا سقیفہ
میں تو چند اصحاب اُن میں بھی انصار و مہاجرین میں اختلاف، رسول کی شرکت
نہیں، بنی ہاشم کی شرکت نہیں، لیکن اجماع سقیفہ کے مقابل یہ عظیم الشان
اجماع کچھ نہ رہا۔

علی کو اُس شان و شوکت سے قہر و غلبہ بھی حاصل ہو چکا تھا جس میں تیم و عدی
و بنی و غیرہ سبھی تو جنگوں میں زیر ہو چکے تھے، اور علی کی سرداری کا لوہا مان چکے
تھے، دعوت عشیرہ کی خلافت و وزارت قہر و غلبہ سے بھی معین ہو چکی تھی۔
لیکن وفات رسول کے بعد بغاوت کے سوا اور کیا تھا۔

غرضکہ علی کی خلافت الٰہیہ سے انکار نہ خدائی قانون کے اصول پر صحیح ہے
نہ مخالفین کے اصول معینہ کی بنا پر صحیح ہے۔

کہا جاتا ہے کہ رسول نے صاف الفاظ میں کسی کے بارے میں کچھ نہیں کہا

ذرا عربی ڈکشنری اُٹھا کر وہ صاف نظر آ جاتی ہے کہ کیا ہے وصی، وزیر، خلیفہ، امام، ولی، قاضی امت، اعلم امت، سید و سردار، وصی، ہادی، مقتدی، وغیرہ وغیرہ کبھی کچھ تو کہا تھا۔ غیب سے موجود نہیں۔ قوم کے ساتھ خلل کبھی رہا، تمام خلافتی منصب حاصل رہے۔ لیکن انہوں نے پھر کبھی ملک اپنی خود مختاری قائم کی۔ اور جناب عثمان کی خلافت سے خلافت الٰہیہ تو بنی امیہ نے غصب کر لی۔ وہ تو الٰہی منصب تھا جس کو ملا تھا اُسی کے پاس رہا، خود مختار کوئی بھی بنا ہو۔ سُنی و شیعہ میں یہی اختلاف کی بنیاد ہے۔ شیعہ بجز علی و اولادِ علی کسی کو خلیفہ نہیں مانتے۔

(۱۶۷)

علیؑ اور حکومت

حکومتیں کسی قسم کی بھی ہوں "قبول کرنا سانی" انسانیت کے لیئے بدترین خطرہ ہیں، بالخصوص وہ حکومت جس کو دینی قوت بھی حاصل ہو انتہائی خطرناک نظام ہے۔ حکومت نے متعدد نظام گھڑے ہیں جس سے کثیر التعداد افراد قلیل التعداد افراد کی غلام بنائی جاتی ہے۔ ایسی حکومتیں لوگوں کی املاک اور جانوں پر فقط قبضہ نہیں حاصل کرتی ہیں بلکہ یہ حکومتیں ہر شخص کی روحانی، اخلاقی، تعلیمی، مذہبی رہنمائی پر بھی قابض ہوتی ہیں۔ "الناس علیٰ دین ملوکھم" یہی فلسفہ ہے۔ دنیا میں کوئی حکومت کسی معیار پر قائم ہوا اور اس کے کچھ بھی اساس ہوں اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتے

خدا نے ریفارمروں، مصلحوں، انبیاء و مرسلین کو ہمیشہ حکومتوں کے برخلاف بھیجا۔ رسول مقبول کی رسالت بھی حکومتوں کی مخالفت کے لئے تھی حضرت امیر المومنین نے بھی اپنے عہد کی سلطنتوں کو اور قوم کو برابر فوجی و سرمایہ داری کی نظاموں کے خلاف دعوت دی، اور یہی اُن سے دشمنی کا باعث تھا اور یہی کل انبیاء سے قوم کی دشمنی کا باعث ہوا۔ معاویہ نے اپنے خط میں علی کو صاف صاف یہی تو لکھا تھا، اور امیر المومنین نے معاویہ کے الزامات کو قبول کرتے ہوئے اُس کی مذمت کو اپنی بھی مدح خیال فرمایا تھا۔ معاویہ لکھتے ہیں کہ:-

"آپ نے تمام خلفاء سے حسد کیا اور ہمیشہ سرکشی کی"۔ جس کے جواب میں امیر المومنین نے لکھا۔ "تیرا یہ دعویٰ اگر صحیح ہے تو تیرے خلاف کب یہ جرم ہے کہ تجھ سے معذرت کیجائے۔ اس معاملے سے تجھکو دور کا بھی لگاؤ نہیں ہے تو نے لکھا ہے کہ خلفاء کی بیعت کے لئے مجھے اُس طرح سے گھسیٹا جاتا تھا، جس طرح سے نکیل والے اونٹ کو گھسیٹا جاتا ہے۔ قسم خدا کی تو نے میری مذمت کرنا چاہی تھی، مگر تعریف کر گیا۔ بے پردہ کرنا چاہا، لیکن خود بے پردہ ہو گیا۔ مسلم کے لئے اس میں کیا عیب ہے کہ مظلوم ہو اگر وہ اپنے دین میں شک نہ کرتا ہو، اور نہ اپنے یقین میں کمزور ہو"۔ (نہج البلاغہ)

اب رہا یہ امر کہ علی نے خود حکومت کیوں قبول کی۔ ایک تاریخ داں بتاتا ہے کہ علی بیعت لینے سے انکار کرتے تھے، اُن کو مجبور کیا گیا، قتل سے ڈرایا گیا، اور یہ سمجھ کر کہ جہاں تک ممکن ہوگا اصلاح کروں گا۔ یہی تو کیا بھی

حکومت ملتے ہی آلات حکومت کو برباد کر دیا۔ خزانہ فقراء پر لٹا دیا۔ فوجوں کو رخصت کر دیا۔ حکام اور صوبہ داروں کو معزول کر دیا۔ اور جو دستور العمل دئے وہ برادری و مساوات و حسن اخلاق کے اور پابندی مذہب کے اور سرمایہ داری کی مخالفت پر مشتمل تھے۔

حکومتوں میں علی و اولاد علی کا تو بس یہی جرم تھا کہ غلط حکومتی نظاموں کو برباد کرتے تھے۔ جو کہ تمام انبیا کا مشترکہ قصور تھا۔ علی نے صاف الفاظ میں حکومت و سرداری کی نسبت فرمایا تھا" سردار وہ ہے جو بھائیوں کے بوجھ اٹھا لے اور ہمسایوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے"۔ (نہج البلاغہ)

آج دنیا کی سلطنتیں اصول علوی کا مخلصانہ خیر مقدم کریں تو دنیا میں امن و امان کی روح پھونک جاوے۔

سوال ہوتا ہے کہ علوی دستور العمل پر عمل کر کے ملک و خزانہ حکومت و اقتدار کا خاتمہ ہو جاوے گا۔ اس لئے فوج و خزانہ و حکومت کی ضرورت ہے۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ ملک و دولت و فوج و اقتدار کوئی نعمت ہے جس کے بقاء کے لئے اخلاق تہذیب مساوات و انسانیت کو کھو دینا جائز ہے۔ ستمگری، تشدد، ظلم و فتنہ و نا امنی و جنگجوئی و خونریزی بھلائی ہے جس کے ضائع ہونے پر افسوس ہے۔ اسی ذہنیت نے عالم کو تباہ کر رکھا ہے۔

نظام علوی

جس وقت دنیا کی طاقتیں عسکریت، فوجی تفوق، اور خزانوں کی مالی فراوانی پر قائم تھیں۔ مجلسی اور دفتری نظام حکومت غلبا جبت تھا۔ بانیٔ اسلام نے یک قلم سب کو اڑا کر نظام دینی قائم کیا۔ رسول کے پاس نہ فوج تھی نہ خزانہ و اسلحہ خانہ نہ پولیس نہ قلعہ بندی۔ اس اسلامی حکومت کا نظام تمدنی، معاشرتی، اقتصادی، صرف مذہبیت، مساوات، محبت و رواداری و اخلاق پر قائم تھا۔ سنہ ۱۱ھ سے سنہ ۳۵ھ تک بانیٔ اسلام کی وفات کے بعد قبل اسلام کا رجحانات عود کر آئی تھی۔ وہی عسکریت، وہی فوجی قوت، وہی خزانہ، وہی ملوکیت جو عالم میں چھائی ہوئی تھی اسلام میں کھپا دی گئی۔ ہر ننگا بھوکا غازی بن کر مال دنیا کی لوٹ میں مشغول تھا۔ نمازی اور شہید نظام عسکری کے لئے دو اصطلاح قائم تھیں جو فتوحات کی کنجی تھیں۔ اگر یہی معیار اسلام کا ہوتا تو سکندر اعظم، دارا، نپولین سب سے بڑے مسلمان تھے۔

سنہ ۳۵ھ سے سنہ ۴۰ھ تک اسلام میں علی کو وہی انقلاب پیدا کرنا پڑا جو بانیٔ اسلام کو کرنا پڑا تھا، لیکن علی مرتضیٰ کا دور رسولی دور سے زائد ہیبتناک تھا۔ رسول خدا کو ظاہری کفر و شرک کا مقابلہ کرنا پڑا تھا، لیکن علی کو ظاہری اسلام و باطنی کفر سے سابقہ تھا۔ ایک طرف کفر پوری قوت سے اسلام ظاہری کی شکل میں چھپا ہوا ملا تھا: دوسری طرف نہایت کمزور ہاتھوں سے سچا اسلام تھا جس کی وجہ سے لوگ حق و باطل میں مشتبہ تھے۔ یہی مشکل تو آج تک موجود ہے۔ علی نے

اسلامی خزانے کو بجائے عسکریت فقراء و مساکین پہ تقسیم کر دیا۔ عساکر اسلامی کو رخصت کر دیا۔ جو غازی بن کر مال دنیا لوٹ رہے تھے، اُن کو یا تہ تیغ کیا یا حکومت سے بے دخل کیا، ہر چند لوگ سمجھاتے رہے، لیکن اصول پرست علی نے ایک نہ سنی، اور دنیا بھر کی مخالفتیں مول لے کر خود اور اپنے خاندان اور آئندہ نسلوں تک کو دنیا داروں کے ہاتھوں میں قتل کیلئے پیش کر دیا۔

(۱۶۹)

نورِ حق باطل کے قدم نہیں جمنے دیتا

رسول کی آنکھ بند ہوتے ہی احکام شریعت و سیرت رسول پہ پردے پڑنے شروع ہو گئے۔ دانستہ [illegible] غلط بہکے چھپانے کے لئے [illegible] کی ماد [illegible] حدیثیں [illegible] اور حقائق قرآن کے خلاف رسول کی طرف منسوب کر کے [illegible] روایات [illegible] الیں، اور حقائق اسلام کو [illegible] کرنا شروع کر دیا۔ جب معاویہ نے تو کھلم کھلا ہزاروں درہم و دینار دے کر جھوٹی حدیثیں بنوائیں [illegible] لپیٹ کر تنہا وارث رسول [illegible] گئیں۔ علماء [illegible] دل [illegible] تنخواہ دار خطیبوں سے مسجد و منبر پر اجاری کرایا [illegible] علی [illegible] کرنے والوں [illegible] گئے [illegible] تاریکی [illegible] اور ان کی [illegible] سے اور اسلام حقیقی فنا ہو جائے اور [illegible] کی تعلیم خدائی احکام دنیے

مٹ جائیں، لیکن زور حق باطل کے قدم نہیں جمنے دیتا۔ علی و اولاد علی اور سچے پرستاران و شاگردان علی و آل علی نے کمال ہمت و جوانمردی سے ہمیشہ مقابلہ کیا، اور حقائق اسلام کو محفوظ رکھکر عالم کے سامنے پیش کر دیا، اور آج تک دین حق محفوظ ہے۔ تنقید و تبصرہ کرنے والے بے لاگ تبصرے کر سکتے ہیں۔ اگر حق کی حمایت اس زور شور سے نہ کی جاتی تو بجز خود ساختہ اسلام کے حقیقی اسلام کی صورت بھی نظر نہ آتی۔

(۱۷۰)

علیؑ کی تکذیب صداقت کا نشان ہے

علی کے متعلق علمائے اہلسنت کے نظریہ صاف صاف بتاتے ہیں کہ وہ علی کی تعلیم ہرگز نہ تھی جو عام خلفاء و صحابہ کے وقت کی تھی، علی کی تکذیب بتاتی ہے کہ صداقت علی ہی کی تعلیم میں تھی چند اقوال علماء ملاحظہ ہوں۔

(۱) امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ "علی نے سترہ باتوں میں خطا کی جو مخالف قرآن تھیں (دررکامنہ ابن حجر)

(۲) کوئی شخص بغیر بغض علی مومن نہیں ہے اگرچہ تھوڑا ہی بغض ہو۔ (مسند احمد بن حنبل)

(۳) جب تک عبداللہ بن مسعود تصدیق نہ کرتے علی کی ہر روایت بیکار ہوتی (صحیح مسلم)

(۴) علی بن جہم شاعر علی کی مذمت کرتا ہے اور اپنے باپ پر نفرین کرتا

ہے اس لئے کہ اُس نے اس کا نام علی کے نام پر کیوں رکھا (وفیات الاعیان ابن خلکان)

علی کی صداقت کی بڑی نشانی اُن کی تکذیب اس لیے ہے کہ سیرتِ خلفاء پر عمل کرنے سے علی نے صاف انکار کر دیا تھا، اور سیرت رسول و قرآن پر عمل کا وعدہ کرتے رہے۔ اسلام نام قرآن و سیرت رسول کا ہے نہ کہ سیرت خلفاء کا جس پر علی عامل رہے۔ دوسرے کہ خود انھیں کی کتابوں میں علی کی تکذیب رسول کی تکذیب اور رسول کی تکذیب خدا کی تکذیب قرار دی گئی ہے۔ تیسرے یہ چوتھا خلیفہ مانتے ہوئے خود اپنے کو جھٹلانا ہے۔

(۱۷۱)
علی کی روحانی جنگ کی افادیت

علی کو بقول معاویہ خلافتوں میں رسیوں سے گھسیٹا گیا، جو جو مظالم کے پہاڑ توڑے گئے وہ تاریخوں میں موجود ہیں۔ علی کو مجبور و تنہا کر کے خانہ نشین کر دیا۔ لیکن علی کی روحانی و حقیقی حکومت کسی جبر و تشدد سے مٹائی نہ جا سکی دربار خلافتی میں بھی علی قاضیٔ امت سمجھے گئے، اور آج تک عالم میں علی کی روحانی حکومت کا ڈنکا بج رہا ہے۔

(۱۷۲) شکستہ حالی حقیقی عزت کو نہیں میٹ سکتی

دنیا اب تک یہی سمجھ رہی ہے کہ ظاہری ٹیم ٹام و شان و شوکت و سرفرازی

زندگی ہی میں انسانی عزت کا مدار ہے، جو باطل، غلط و بے حقیقت ہے۔ دیکھو ایک طرف تخت شام کی وہ جگمگاہٹ جو دنیا کی آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی خزانوں میں چاندی سونے کے ڈھیر، خواجہ سراؤں کے جھرمٹ، فوجی پہرے، قاقم و سنجاب و زربفتی فرش و تکیے تھے۔ دوسری طرف علی کی شکستہ حالی، بوریا بھی میسر نہیں۔ خرمے کی چھال کے پیوند لگے کپڑے، سوکھی روکھی جو کی روٹی غذا، مسجد کوفہ رہنے کے لئے۔ یہ شکستہ حالی دربار شام تک میں بطرح بیان ہوتی تھی، اور آج تک عزت کی نگاہوں سے دیکھی جاتی ہے۔

(۱۶۴)

فضائل علیؑ پر بندش

ایک صدی ایسی گذری کہ کوئی علی کا نام بھی نہ لے سکتا تھا کسی فضیلت کا بیان کرنا کب ممکن تھا۔ تمام عمال حکومت کو حکم دیدیا گیا تھا کہ جو کوئی علی کی فضیلت بیان کرے اس کا جان و مال مباح ہے۔ فضائل بیان کرنے پر زبانیں کاٹی جاتی تھیں۔ بیشمار شیعیان علی کے کان کٹوائے گئے، دست و پا توڑے گئے، آنکھیں نکلوائی گئیں، سولی دے گئے، مکانات مسمار کئے گئے، ان کی گواہی نامعتبر قرار دی گئی جس کی وجہ سے شیعہ فقیر ہو کر جنگلوں میں بھاگ گئے۔ برخلاف اس کے صحابہ کی فضیلتوں کے گڑھنے میں انعام دئے جاتے، حکومتوں سے منصب و جاگیریں ملتے، سر منبر علی کو گالیاں دیجاتیں، جو سنہ ۹۹ھ تک جاری رہا۔ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے حکماً بند کرایا، ان کے بعد سے پھر یہ

سنت معاویہ جاری ہوئی۔ (کتاب الاحداث، ابوالحسن مدائنی، شرح ابن ابی الحدید، تاریخ مسعودی، مسلم جلد ۲، تاریخ ابوالفدا، جلد ا مستطرف عقد الفرید، ابن ماجہ، تاریخ کامل، شرح مشارق الانوار، شرح مشکوۃ ملا علی قاری، تذکرہ خواص الامۃ، عقد ابن عبدربہ، ریاض النضرہ، تاریخ واقدی)

(۱۷۱)

خلق عظیم

علی کا خلق عظیم یہ ہے کہ شامیوں نے جب علی کی بدگوئی، سخت کلامی سب وشتم جب شروع کی تو علی کی فوج نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دینا چاہا علی نے گالی کا جواب گالی سے دینا پسند نہ کیا، اور فرمایا "میں برا سمجھتا ہوں اس بات کو کہ تم گالی بکنے والے کہلاؤ (نہج البلاغہ)

(۱۷۵)

علوی اصول کی فتح

جب اصول والے اصول کی جنگ ہو تو ہمیشہ اصول کی فتح ہوتی ہے ظاہری وہ مادی مغلوبیت کتنی ہی کیوں نہ ہو حقیقی فتح کا سہرا ہمیشہ اصول کے سر رہتا ہے۔ اس نے معاملہ کی ہمواری سے شکست دینا سائنی ہو مجلس شوریٰ سے شکست دینا قہر وغلبہ سے شکست دینا۔ یہ سب ظاہری شکلیں ہیں۔ علی کا اصول قرآن وسنت نبی کی پیروی کرنا تھا۔ ہر خلافت کی پیش کش

میں سیرت خلفاء کی پابندی اصول علوی کے خلاف تھی جس کو ٹھکرا دیا، اور ظاہری شکست کے باوجود اپنے اصول پر اڑے رہے۔ اصول علی بھی زندہ رہا، اور علی بھی کامیاب رہے۔ چوتھے خلیفہ سہی خلافت دینے کیلئے جھکنا پڑا۔

(۱۷۶)

علیؑ کی نظر میں حکومت کا مالؑ

ابن عباس ایسا شاگرد عزیز بصرے کی حکومت سے کثیر مال مدینہ بھیجتا ہے۔ علی خبر پاکر خط لکھتے ہیں، جس میں فرماتے ہیں۔ یہ مال بیواؤں، یتیموں، مومنوں، مجاہدین کا ہے جو خدا نے تمھاری امانت میں دیا ہے۔ یہ سب مملکت و علاقے انھیں کی کوشش سے ہمیں ملے ہیں۔ تم خدا اور اس کی قوتوں کی طرف خیال کرو، اور مسلمانوں کے مال کو واپس کردو۔ (نہج البلاغہ) جس کی نظر میں ملک و دولت کی یہ حقیقت ہو اس کی حکومت تمام خیر و برکت کی ضامن ہے۔ بادشاہ قاضی کی حیثیت رکھتا ہے اور مملکت وسلطنت سوا انک رعایا کی فرد فرد ہے۔ "لینن" و "مارسٹائی" اور عالم کی شخصی حکومتیں اور جمہوریتیں انارکزم وغیرہ وغیرہ آویں اور علی کے نظریہ کی روشنی میں دیکھیں، اور اپنے نظاموں کو نظام حیدری سے مقابلہ کریں۔

(۱۷۷) علی کی تلوار اور اُن کی حکومت کی نوعیت

ابن عباس گورنر بصرہ کو مدینہ مال بھیجنے پر علی نے جو تہدیدی خط لکھا تھا

اُس میں فرماتے ہیں۔ "اگر تم نے مال واپس نہ کیا تو جان لو خدا مجھ کو تم پر قوت دے گا تو میں تمھاری اس حرکت کا بدلہ تلوار سے لوں گا جس کو میں نے آجتک سوائے اُن لوگوں کے جو ضرور دوزخ میں جانے والے ہیں۔ کسی کے اوپر نہیں کھینچا، اور میں اس بات پر بھی قسم کھاتا ہوں کہ اگر حسن و حسین نے بھی یہ کام کیئے ہوتے تو مجھے اُن پر بھی اعتبار نہ ہوتا، اور وہ ان امیدوں پر نہ پہونچتے جو اُن کو مجھ پر ہیں۔" (نہج البلاغہ)

اور جناب عثمان سے ایک مرتبہ فرمایا تھا "تمھاری خلافت تو ابھی ناگہانی نہیں ہوئی جیسے ابو بکر کی جس کو عمر کہا کرتے تھے۔ میرا اور تمھارا یکساں حال نہیں ہے۔ میں تم کو خدا کے لیئے بلاتا ہوں، اور تم مجھ کو اپنی ذات کے لیئے بلاتے ہو۔ اگر میری مدد کرو۔ اپنے نفسوں پر اور ذاتی غرضوں پر (مجھکو مقدم کرو) تاکہ خدا کی راہ میں میں مظلوموں کی مدد کروں اور ظالم و مظلوم میں انصاف کروں، اور ظالم کی ناک میں شش اونٹ کی نکیل کے ڈال کے اس طرح سے کھینچوں جسکی وجہ سے وہ راہ حق اختیار کرے۔ اگرچہ یہ اسکی نظر میں کتنا ہی مکروہ ہو (نہج البلاغہ)

(۱۷۸)

علیؑ کی سرمایہ داری سے جنگ

علی کی فقیرانہ زندگی ہر لمحہ سرمایہ داری سے ایک جہاد تھا نہ اپنی سرمایہ دارانہ زندگی کی نہ دوسروں سے اس زندگی پر خوش ہوتے تھے

برابر ٹوکتے رہتے تھے، حیات رسول ہی سے اُن کا یہ جذبہ نمایاں تھا۔

(۱) مسجد رسول بن رہی ہے۔ خود رسول و اصحاب اینٹیں اور مٹی ڈھو رہے ہیں۔ جناب عثمان سخی قیمتی صاف ستھرا لباس پہنے مٹی لگجانے پر بار بار جھاڑتے اور لپیٹتے رہتے ہیں۔ علی نوری ایک شعر پڑھتے ہیں جسکا حاصل یہ ہے کہ وہ سب ایک برابر نہیں ہیں مسجد بنانے میں کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر چلتے ہیں، اور ایک وہ شخص ہے جو ہر وقت مٹی جھاڑتا رہتا ہے (یعنی عثمان) (فتح الباری)

عمار یاسر صحابی علی سے اس شعر کو سنکر خود بھی اس شعر کو دہراتے ہیں جن پر ڈنڈے کر جناب عثمان پل پڑتے ہیں (وفار الوفار، فتح الباری)

(۲) معاویہ کی سرمایہ پرستی کی خبر سن کر جناب امیر برابر خلیفہ عمر و خلیفہ عثمان سے احتجاج کرتے اور معزولی کا مطالبہ کرتے رہتے تھے۔

(۳) جناب عثمان کو بار بار سرمایہ پرستی سے روکتے اور عیش پرستوں کی معزولی اور مروان کی وزارت پر احتجاج کرتے رہتے تھے۔

(۴) اپنے شاگرد ابن عباس کو قتل کی دھمکی دیتے ہیں جبکہ انھوں نے بصرے کی آمدنی مدینہ بھیجدی تھی۔

(۱۷۲)

مادیت موجب تخریب ہے

کون انکار کر سکتا ہے کہ تمام قوائے مادیہ مختص تخریب کے لئے ہیں۔

اور اُن کا جذبہ تعمیری بھی تخریب ہے۔ سیارات کی تعمیر بغیر تخریب ثوابت نہیں ہوتی۔ سیارات کی تخریب سے اقمار کی تعمیر ہوتی ہے۔ شہاب ثاقب سیارات و اقمار کی تخریب سے بنتے رہتے ہیں۔ نباتات جمادات کی تخریب میں لگے ہیں، اور جمادات نباتات کی تخریب میں۔ انسان و حیوان جمادات، نباتات کی تخریب میں۔ جمادات و نباتات، انسان و حیوان کی تخریب میں۔ غرضکہ دنیا کا ذرہ ذرہ تخریب میں مشغول ہے۔ قوموں کا بننا بگڑنا۔ ملکوں کی آبادی و بربادی اسی تخریب کے ماتحت ہے اور کوئی تعمیر بغیر تخریب ممکن نہیں ہے۔

جس قوم میں مادیت غالب ہے وہ مادیت ہی ہیں تخریب کو زیادہ ذمہ دار ہے۔ اقوام عالم کی مادی ترقی اور فتوحات، مادیت کی نشو و نما ہے اُس میں روحانیت کا کیا دخل ہے۔ روحانیت کا نام لینا ہی فاضل ہے۔ تاریخ عالم میں اقوام کی ترقی کے اسباب پڑھو، آج یورپ و امریکہ کی علمی و صنعتی ترقیوں کو دیکھو، سب آپ سب تخریبی اقدامات انجام دینے میں مصروف ہیں۔ گیسوں کی ایجاد، زہریلے بم، ڈائنامیٹ، بھی مار کی توپیں، مشین گنیں اور مہلک دھول سب کا یہی نشا ہے کہ دنیا خشم رونے میں میٹ دیجاوے تجارتی، زرعی، اصول و قوانین کی ایجاد، ملکی نظم و نسق کے قوانین سب اسی سانچے میں ڈھلتے ہیں، جو حقیقتاً تخریبی ہوتے ہیں۔ بین الاقوامی معاہدے کون سے ایسے ہیں جن میں تخریبی پہلو نمایاں نہ ہوں۔ ہر ترقی کے دور میں یہی ہوا ہے، اسی پر دنیا کو ناز رہا ہے، اور اسی کا نام مذہب

وتمدن رکھا گیا ہے۔ کمیونزم، انارکزم، ڈکٹیٹری، جمہوریت، شخصیت وغیرہ
وغیرہ سب کا یہی فلسفہ ہے۔

لیکن انبیاء و مرسلین، مذہبی رہنما، تخریب کے لئے نہ تھے اُن کا وجود تعمیری تھا۔ روحانیت اُن کی زندگی کا اصل تھا۔ وہ مادیت کی تخریب میں مشغول تھے، اور ایک طرح کی تخریب اُن کے بھی پروگرام میں تھی لیکن یہ تخریب اُس مادیت کے مقابلہ میں تھی، جو بقاءِ صالح کے مضر ہو۔ دنیا قیصریت و کسرویت پر فخر کرے، چنگیز و ہلاکو بجائے اپنے ہیرو کو غنی کہنے پر افتخار کرے۔ علی تو فقیر تھے، ہم کو تو اُن کے فقر پر فخر ہے اور اُن خود کو بھی وہ تو صرف معلم روحانیات تھے۔ پیغام امن سُنانے آئے تھے اور تخریبی آئین کو دنیا سے مٹانا تھا۔ یہی تو رسولی مشن کا کام تھا۔ علی کی تمام جنگیں مادیت کی اُس تخریب کے لئے تھیں جس سے بقاءِ صالح حاصل ہو۔ تیم و عدی و بنی امیہ کی قدیمی مخالفتیں معاویہ کی زرپاشیاں اور زہر خورانیاں اور خفیہ سازشوں نے علوی اسکیموں اور روحانی فتحمندیوں کو تعمیری کاموں میں لاکھ لاکھ رخنہ اندازیاں کیں، لیکن کیا کہنا سیاستِ علویہ کا جو پوری قوت سے غالب رہی۔ اور آج بھی اور آج سے ہزاروں سال بعد بھی دنیا تخریب سے اکتائی ہوئی طبیعتیں علوی ہی اصول کی تلاش و جستجو میں عسکریت و سرمایہ داری کے ختم کرنے پر تلی نظر آتی ہیں اور عملی طور پر انہی اصول پر ایمان لارہی ہیں۔

(۱۷۹)

سچا تسلی دینے والا

انسان کے قلب مضطر کے لئے کیا اس میں تسلی ہے کہ دانت کے بدلے دانت آنکھ کے بدلے آنکھ نکال لیجاوے، جیسا کہ توریت کا حکم ہے، وہ تائب و معافی خواہ اور بے قصد و اچانک مجرم کسی صورت سے جان نہیں بچا سکتا؟ کیا تسلی اس میں ہے کہ ایک مظلوم تھپڑوں سے گال سجالے اور ظالموں کو دنیا سپرد کر کے عادی مجرم بنا کر خود چل بسے، جیسا کہ انجیلی تعلیم ہے۔ تسلی تو اس میں ہے جو علی فرماتے ہیں "اپنے نفس کو اپنے بھائی کی طرف سے اُس کے کٹھن وقت میں نرمی پر اور اُس کے جرم کے وقت عذر خواہی کے اس طرح سے آمادہ رکھنا گویا تم اُس کے بندے ہو اور وہ تمہارا محسن ہے، مگر خبردار یہ بات بے محل اور بدسلوک و نااہل کے ساتھ نہ ہونے پاوے۔ (نہج البلاغہ)

(۱۸۰)

بانیٔ اسلام

بانیٔ اسلام نے کبھی تعلی تو رفع عزت، و نام و نمود نہیں چاہی ہاں، اور بحکم خدا صاف صاف اعلان کیا میں تمہاری طرح انسان ہوں جس پر وحی آتی ہے۔ (قرآن مجید) ہر دماغ سے جب جاہ و تکبر کی بیخ کنی کر دی

علی کے مشن نے اس کی تکمیل کی، جس قدر ابوتراب کے لقب سے آپ کو خوشی ہوتی، کسی دوسرے لقب سے خوش نہ ہوتے۔ فقیروں کے پاس بیٹھتے مریضوں کا سر زانو پر رکھتے، انار بہ قوت چھیل کر کھلاتے۔ خود موٹا جھوٹا لباس پہنتے، دوسروں کو بھی یہی تعلیم دیتے۔

رسول نے اپنے دین کا نام بھی اپنے نام پر نہیں رکھا بلکہ انبیاء کا دین کہکر اسلام نام رکھا۔ خود کو مجدد و مبلغ کی حیثیت دی، دوسرے نبیوں کی پیروی دی تا اسی پر فخر کیا۔ علی نے بھی اپنی شخصیت کو نہیں سراہا، بلکہ بندۂ رسول کہا پر فخر کیا، اور اسلام کی وہی خدمت کی جو رسول نے کی تھی۔ بعد رسول علی کو بانی و حافظ اسلام کہنے کا اسی طرح سے حق ہے جیسے رسول کو انبیاء ما سبق کے اسلام کے تحفظ و تبلیغ میں بانی اسلام کہا جاتا ہے۔

(۱۸)

اپنوں پر بیگانوں کو ترجیح

سیدہ عالم بیمار ہیں۔ علی کے اصرار پر انار کی خواہش کرتی ہیں۔ علی یہودی کے یہاں سے بے فصل کا انار مشکل دستیاب فرماتے ہیں، راہ میں ایک غارت مریض کے کراہنے کی آواز سنکر اتر جاتے ہیں۔ مریض کا سر زانو پہ رکھکر فرماتے ہیں، کسی چیز کو دل چاہتا ہو تو بیان کر۔ مریض انار کی خواہش کرتا ہے۔ علی انار چھیل کر مریض کو کھلا دیتے ہیں، اور خود دست تہی گھر

ٹکڑے ہو جاتے ہیں۔

آپ کے بھائی عقیل نابینا، بھوک و افلاس سے پریشان حال ہو کر حضرت علی میں عرض کرتے ہیں کہ خیراتی گیہوؤں میں سے چند سیر عام تقسیم سے زائد دیدیں۔ علی لوہا گرم کر کے عقیل کا جسم داغ دیتے ہیں۔ جب وہ فریاد کرتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ بندے کی دنیاوی آگ سے تو چیختے ہو، اور علی کو جہنم کی آگ میں ڈھکیلتے ہو، علی سے کب ممکن ہے کہ فقراء کا حق کاٹ کر تم کو دیدوں۔

کسی نے علی کی خدمت میں نارنج ہدیہ کیا، امام حسین نے لے لیا، فوری علی نے ہاتھ سے لیکر حصہ کر کے فقراء پر تقسیم کر دیا۔

(۱۸۲)

علیؑ کی غلام نوازی

غلامی جس وقت ایک قدرتی چیز اور دولتمندی کے معیار کی تقویت کا باعث سمجھی جاتی تھی، آخر وقت رسول کا جانشین خود جو کی روٹی کھا کر بسر کرتا، غلام بھی غذا کھاتا۔ آقا مزدوری کرتا ہے، یہودیوں کے باغوں میں پانی سینچتا ہے، اور مزدوری سے بال بچوں کی بسر کرتا ہے۔ غلام کو یہ خدمت نہیں کرنا پڑتی۔ آقا تین دن فاقے کرتا ہے غلام کو بھوکا نہیں رکھتا آقا دو پیراہن خرید کرتا ہے، کم قیمت خود پہنتا ہے، اور زائد قیمت والا غلام کو پہناتا ہے۔ علی وسیدہ ایک روز چکی پیستے ہیں۔ دوسرے روز فضہ زندگی یہ خدمت بجالاتی ہے۔ آقا فاقہ کشی کرتا ہے، اور ایک ہزار غلام

خرید کر آزاد کرتا ہے (شرح ابن ابی الحدید)

(۱۸۳)

سنہ ہجری کا موجد

عرب کا دستور تھا کسی بڑے واقعہ سے ابتدائے سال کا سنہ قائم کرتے تھے۔ ہر قوم و قبیلہ کا ایک سنہ تھا اور اتنا بھی باہمی اتحاد نہ تھا کہ سب کا ایک سنہ ہو۔ علی نے خلیفہ عمر کو مشورہ دیا کہ عام الفیل سے اسلام میں سنہ قرار دینا جس میں "ابرہہ" نے خانہ کعبہ کی بے حرمتی کا ارادہ کیا تھا، بہتر نہیں ہے۔ لہذا اسلامی سنہ رسول کی مکہ سے مدینہ کی ہجرت کو قرار دیا جاوے۔ (دروس منتخبات فواد افرام بستانی مطبوعہ بیروت ۱۹۲۷ء)

(۱۸۴)

قوم کا سچا پرستار

ماہران اقتصادیات کا اتفاق ہے کہ وہی قوم زندہ رہ سکتی ہے جس کا مال و دولت اُس کے ملک سے باہر نہ جاوے۔ ہندوستان کی تباہی کا بھی راز ہے کہ اس کی خام پیداوار اور سونا چاندی سب انگلستان کو کھنچ گیا انگلستان کی ترقی کا بھی یہی راز ہے (بروک ایڈم)

قانون تہذیب و زوال، ایچ ایچ ولسن کی اقتصادی تاریخ ہند، مسٹر ڈگبی کی کتاب خوشحال برطانوی ہند) اور یہی حال تمام اقوام سابقہ کے

زوال کا سبب ہوا ہے۔ تاریخ ہائے زوال و ترقی امم کو دیکھ لو۔ لہذا ہر قوم کا سچا پرستار وہی ہے جو قوم کی عزت افزائی کرے، اس کے مال کو گھر بیٹھ کر دوسرے ملکوں میں منتقل نہ کر دے۔ رسولِ خدا کے بعد کیا ہو رہا تھا؟ عربی لٹیرے قیصر و کسریٰ کے خزائن و اموال لوٹ لوٹ کر عرب کے ریگستانوں کو سیم و زر سے پاٹ دیے تھے۔

علی وہ سچا پرستارِ قوم تھا کہ جو ملکی زرکشی کا دشمن تھا۔ عمال خمس و زکوٰۃ کو سختی سے حکم تھا کہ تحصیل زکوٰۃ میں کسی پر سختی نہ ہو۔ گاؤ، گوسفند و شتر گلوں میں گھس کے اپنی پسند سے حاصل نہ کریں، جو جانور بخوشی دے دیں وہ لے لیں۔ حکام صوبہ کو سختی سے حکم تھا کہ پیداوار اور سیم و زر کی زکوٰۃ اسی ملک میں تقسیم ہو، دوسری جگہ منتقل نہ ہو۔ اور اگر کسی گورنر نے اس کے خلاف کیا تو فوری وہ معزول کیا گیا اور سخت تنبیہ کی گئی۔

(۱۸۵)

علی بنیادِ ایمان ہیں

لامذہبیت کسی کی نظر میں کتنی ہی محبوب ہو۔ لیکن عالم کی تاریخ کا ورق گردانی کرو: دنیا کی ناانصافی، فتنہ و فساد ہمیشہ لامذہبیت سے پیدا ہوا ہے۔ لامذہبیت کو اخلاق، تہذیب و تمدن سے دور کا بھی لگاؤ نہیں ہے۔ "کیسلے" کہتا ہے کہ لامذہبیت، دنیا مٹی کی مٹھائی ہے جس سے دو اندھے بچوں (مادہ اور قوت) نے بنایا ہے" بیشک، ایسی دنیا نہ کسی ضابطہ کی پابند ہو سکتی ہے

ذرائع میں تربیت ہی ہو سکتی ہے، اس لئے کہ یوں تو عقل سے تعلق رکھتے ہیں اور مادہ پرستی میں عقل کا وجود ہی کب ہے۔

"کنگسں فورڈ کلیفورڈ" (انگلستان) کا مشہور سائنس دان جو بعد میں ملحد ہو گیا تھا کہتا ہے: "مذہب کا عقیدہ اپنے ماننے والوں کے لئے اطمینان و تسلی کا سرمایہ ہوتا ہے اور اس سے محرومی بجائے تکلیف دہ ہوتی ہے۔ اس صدی کے بہت سے افراد اس سے انکار کر سکتے ہیں کہ وہ مذہب جس کا وہ اقرار کرتے ہیں، اس سے ان کی علیحدگی کس قدر تکلیف دہ اور اذیت رساں ہوتی ہے۔"

"جارج رومانس نے اپنی کتاب "فلسفیکس" میں لکھا ہے کہ وجود خدا کے ابطال کے بعد یہ دنیا تمام محبوبیتوں سے الگ ہو جاتی ہے۔ جب میں اپنی لامذہبیت کا مقابلہ اپنی پرانی مذہبیت سے کرتا ہوں تو حد سے زائد اذیت و تکلیف محسوس ہوتی ہے۔

"جو کھوڈ کا کہنا ہے کہ جب اس نے مذہبی خیالات سے دست برداری کی تو اسے بہت زیادہ دماغی تکلیف اور قلبی کرب کا سامنا کرنا پڑا اور اخلاقیات کے متعلق تو وہ بالکل مایوس ہو گیا۔"

- ڈاکٹر ڈل ڈیوینٹ اپنی کتاب "دی مینگ آف لائف" میں لکھتا ہے کہ "اس موجودہ تہذیب و تمدن کے آفریدہ انسان کے لئے اپنی قومیت کی عظمت کا احساس اور زندگی کے لئے کسی غائت کا ماننا ناممکن ہو جاوے گا، زندگی اس حالت میں ایک حیاتیاتی رسا سخت ہو کر رہ جاوے گی۔ امریکہ میں اسکا

وسیع پیمانہ پر امتحان ہو۔ ہاں یہ کہ اس کا بھی امکان ہے کہ تمدنی نظام اور اشتراکی ترتیب ایسے اخلاقی ضابطہ پر کیجا ہو جس سے خدا اور مذہبیت سے کوئی واسطہ نہ ہو جو محض دنیوی پہلو کو پیش نظر رکھتے ہوئے بنایا جائے۔ انگلستان میں یہ تجربہ ناکام ثابت ہو چکا۔ امریکہ میں بھی یہی حشر ہوگا۔

"بیشک۔ لامذہبیت دنیا کو بے غایت اور بالکل ہی غیر دلچسپ بنا دیتی ہے اور انسان کو پست و حقیر کر دیتی ہے۔ مذہب کا ماننے والا باوقار ہوتا ہے وہ ایک پر مقصد دنیا کا بچہ ہوتا ہے، اس کے تمام اعمال و حرکات کسی مقصد کے ماتحت ہوتے ہیں۔ جملہ ربانی مذاہب، نوع انسانی کی عظمت اور دوام بقا دوام کی تعلیم دیتے ہیں۔ کیا لامذہبیت کے عناصر بھی اس تعلیم پر عمل پیرا ہیں؟ ہرگز نہیں۔

اس لامذہبیت میں جو انتہائی زیرک ہیں وہ بھی دنیا کو سچائی سکھانے میں عاجز ہیں۔ اس لئے کہ ان کی نظر صرف دنیوی پہلو پر ہوتی ہے۔ خدائی جذبہ ان کی نظر میں معدوم ہوتا ہے۔

لامذہبیت کا وجود محض اتفاقی ہوتا ہے، اس کی کوئی غرض و غایت نہیں ہوتی، اس کی ہستی کا کوئی مدعا نہیں ہوتا، وہ بے روح مادہ اور زندہ قوت کا آفریدہ ہوتا ہے۔ اگر دنیا کے سائنس دان آخری فیصلہ کر لیں کہ دنیا میں عقلی اور کسی غرض کی کارفرمائی کا پتہ نہیں ہے تو اس دنیا میں ہر چیز اتفاقیہ اور بے معنی ہو کر رہ جاوے گی اس کا انسان پر کیا اثر پڑے گا۔ اگر دنیا کو اتفاقی چیزوں کا مجموعہ مان لیا جائے تو پھر تمام انسانی ترقیاں رک جاویں گی۔ لامذہبیت کا نام سنتے ہی تمام اعلیٰ چیزوں سے دلچسپیاں مٹ جاویں گی۔

اخلاقیات کا وجود نہ رہے گا۔

"کھاؤ پیو خوش رہو" بس اتنا ہی مقصد حیات رہے گا۔ مذہبیت اگر تعمیری چیز ہے تو لامذہبیت تخریبی شئے ہے۔ اگر کچھ تعمیری چیزیں لامذہبیت میں ہوں بھی تو وہ عام چیزیں ہیں جو ہر جگہ پائی جاتی ہیں۔ لامذہبیت اپنی حقیقی و اصلی اعتبار سے کوئی اثباتی و ایجابی پہلو نہیں رکھتی، وہ صرف تخریبی تخیل پر مبنی ہے جو چیز صرف انکاروں کا مجموعہ ہو، اس میں کوئی حکیمانہ شان کب ہو سکتی ہے

لامذہبیت میں مرکزی حیثیت سے۔

(۱) خدا کا انکار ہوتا ہے

(۲) انسانی روح کا انکار ہوتا ہے

(۳) روحانیت سے انکار ہوتا ہے

(۴) وجود ما بعد الحیات سے انکار ہوتا ہے

(۵) دائمی جزا و سزا سے انکار ہوتا ہے۔

(۶) انسانی عقل سے بالاتر عقل سے انکار ہوتا ہے

(۷) دنیا میں اپنے وجود کی غرض و غایت سے انکار ہوتا ہے۔

پھر باقی رہ کیا جاتا ہے، سوائے فانی مادہ اور اندھی قوت کے جو کسی تعمیر کا اساس بننے کے قابل نہیں ہے۔

سائیکالوجی کی رو سے جس کے قوانین قواعد ریاضی کی طرح اٹل ہوتے ہیں اس کا دعویٰ ہے کہ قوم کی تعمیر کا اساس مذہب، زبان، اور ادب ہے کسی نے

مادہ اور مادی قوت، و لا مذہبیت پر کسی قوم کی تعمیر نہیں کی، اور جہاں کہیں اس کا تجربہ کیا گیا ناکام ثابت ہوا۔ تاریخ عالم اس کی شاہد ہے موجودہ روس کی ناکامی، تجربہ کرنے کے لیے کافی ہے۔

اسلام کا سنگ بنیاد عرب میں جس کو رسولخدا نے مکہ کے ریگستان پر رکھا تھا، وہ بھی یہی تین چیزیں تھیں۔ زبان کی بنیاد قرآن نے ڈالی، اور فصحائے عرب کو اپنے گرد جمع کر لیا۔ ادب آموزی، قرآن اور اپنے عمل سے کی۔ مذہب کا بڑا سنگ بنیاد بھی یہی قرآن تھا، غرضکہ ایک ہی کتاب نے تینوں خدمتیں ادا کیں۔ علی بن ابیطالب کی ساری سیاست اسی پر مبنی تھی کہ اسلام کی بنیادوں کو انھیں اساسوں پر مستحکم کریں، اور اسلام کو مادیت، و مادی قوت، و لا مذہبیت سے بے نیاز کر دیں۔ اپنی فصاحت، اپنی و بلاغت لسانی کے دریا بہا کر دشمنوں تک کو گرویدہ کر لیا تھا۔ اپنی زندگی کے ہر ہر شعبہ کو مذہبی سانچے میں ڈھال لیا تھا۔ اسی سے تو رسول نے فرمایا تھا "علی و اولاد علی بارہ امام ارکان ایمان ہیں۔ کسی بندے کا ایمان قبول نہ ہوگا جب تک بارہ اماموں پر ایمان نہ لائے۔ (فرائد السمطین، مناقب اخطب خوارزمی، مناقب الصحابہ سمعانی، حلیۃ الاولیاء)

اور جب علی کو عمرو بن عبد ود عامری کے مقابلے کے لیے رسولخدا نے بھیجا تو فرمایا۔ آج کل ایمان کل کفر کے مقابلے میں جا رہا ہے (ینابیع المودۃ)

لا مذہبیت جن چیزوں سے منکر ہے علی و آل علی کی زندگی کا ہر جزو اُسی کے اثبات پر ڈھلا ہوا تھا، اور اساس زندگی اُن کی خدا ہی کے لئے تھی

اس لئے وہ بھی ایمان اور رکن ایمان قرار پائے، اور وہ کتاب بھی جو تمام قومی تعمیر کا منبع یعنی ادب، زبان، مذہب، اس کتاب کا عملی نمونہ علی ہیں اس لئے کہ رسول نے فرمایا تھا، "علی قرآن کے ساتھ اور قرآن علی کے ساتھ ہیں" اور کبھی فرمایا کہ "کتاب اللہ اور عترت میری کبھی جدا نہ ہوں گے جب تک حوض کوثر پر میرے پاس نہ آویں" لہٰذا قرآن جس طرح سے بنیاد ایمان ہے اسی طرح سے علی و آل علی بنیاد ایمان ہیں

(۱۸۶)

درجہ کاملہ انسانیت کا رہبر

جس وقت انسان ہونا بدترین جرم تھا، اور انسانیت جملہ ادیات سے پست ترشے تھی، اور انسان کو موجودات عالم میں ہر شے کے سامنے جھکنا فرض تھا۔ انسانی نجات کے لئے گھانس پھونس، آگ پانی، جانور، پتھر، ستارے ذریعہ اور واسطہ نجات تھے۔ پرمیشور کی خوشنودی کے لئے انسان کو اس ادنیٰ مخلوق کی پوجا پاٹ ضروری تھی۔ بدھ مذہب کی رو سے ہر جانور کا وجود انسان کے لئے مقدس تھا جس پر انسان کو تصرف کا حق نہ تھا جس وقت شکم مادر سے نکلنے والا ناپاک تھا (ایوب کی کتاب) جس وقت تمام انسانوں کی سرشت میں گناہگاری تھی اور صرف مسیح کا کفارہ انسان کی طہارت کا واحد ذریعہ تھا (انجیل مقدس)

جس وقت حکماء و فلاسفہ انسان کو حیوان کی ترقی یافتہ فرد سمجھتے تھے

اُس وقت حکیم حکمت الٰہی انسانیت کا علمبردار کہہ رہا تھا سے

اتحسب انک جرم صغیر وفیک انطوی العالم الاکبر

اے غافل انسان اپنی چھوٹی سی خلقت پر نہ جا۔ تجھ میں تو اس عالم و نظام شمسی کی کائنات سمائی ہوئی ہے۔ ایک نظام شمسی کے عناصر ترکیبی کچھ بھی ہوں، وہ سب انسان کی خلقت کا جز ہیں۔ کیمسٹری کے جاننے والے جانتے ہیں۔ نظام شمسی کے خواص طبعیہ جو کچھ بھی ہیں، وہ سب آثار و خواص اس مختصر جسم انسانی کے نظام میں بھی کارفرما ہیں۔ جس مخلوق کی یہ شان ہو وہ سرداری کے قابل ہے نہ کہ ادنیٰ مخلوق کی غلامی کے لئے علی نے درجہ کمال انسانی کی مختصر الفاظ میں تشریح کر دی ہے، جو ایک محقق کے لئے ضخیم کتاب بن سکتی ہے۔

۱۸۷

حقیقی انسانیت علی کی نظر میں

امیرالمومنین فرماتے ہیں وہ انسان اپنی عقل کی وجہ سے انسان ہو (نہج البلاغہ) مال و دولت، شکل، و صورت کچھ بھی انسانیت کا اساس بننے کے قابل نہیں ہے، اگر کچھ ہے تو صرف عقل ہے۔ آپ انسانیت کی حفاظت کے لئے گوشے جیسے خطبے دیں، فاقہ کشوں کی سرمایہ داری اور حکومت سے جنگ ہوں گی، اور عقلی قدردانی کے مقابلے میں کسی قوت سے مرعوب نہ ہوئے۔ جناب سلمان، جناب بوذر و جناب مقداد و

جناب عمار کو ہمیشہ اُن کے کمال عقلی کی وجہ سے بڑی بڑی ہستیوں پر ترجیح دی، اور حکومت سے دشمنی مول لے لی۔

(۱۸۹)

حقیقی سوشلزم

آج دنیا میں سوشلزم کی بڑی مانگ ہے لیکن حامیان سوشلزم جتنی بھی اس کی قصیدہ خوانی کریں اس کے اُصول عملی خطرناک اور امن سوز ہیں۔ آج دنیا جس دور سے گذر رہی ہے امن و امان کو مٹائے چلی جا رہی ہے۔ بخلاف اسلامی سوشلزم کے جس کا بانی سب سے بڑا سوشلسٹ تھا، اور جس کا جنرل علی بن ابیطالب تھا، اور اس کی اولاد اس کی مشن کو برابر چلاتی رہی، اور دنیا سے اپنے اصول منوانے میں سرگرم رہی۔ دنیا کا کوئی ریفارمر، مصلح اپنی خاندانی اتنی قربانیاں صدیوں کے لئے نہیں پیش کر سکتا جس نے اپنے اصول کی تائید میں سالہا سال قربانیاں اس کثرت سے دی ہوں، بجز رسول اسلام کے۔

رسول نے اپنے پیروؤں کو اصحاب کا لقب دیا، یعنی رفیق کار "کامریڈ" غلام یا بندہ، پیرو یا چیلا کہکر نہیں پکارا۔ باوجود شاہنشاہ اسلام ہونے کے تمام زندگی افلاس و فقر میں بسر کی۔ ہر انسان کی ضمیر کا لحاظ رکھا۔ ہر آدمی کی صلاحیتوں کی نشو ونما و ترقی کے لئے ہمت افزائی کی۔ قبول مذہب میں جبر و اکراہ کی سخت مخالفت کی۔ سود کا انسداد کیا،

ہر انسان کو بلا امتیاز نسل و قوم قانون کے سامنے مساوی حیثیت دی امراء پر زکوٰۃ عائد کر کے غرباء کو مستفید کیا۔ مطلق العنانہ حکومت سے جنگ کی۔ تجارت و حرفت کی عملی تائید کی۔ جنگو راہبانہ انسانیت کے طریقوں کو رواج دیا۔ جارحانہ جنگ کی سخت مخالفت کی۔ دینی و دنیوی علم کی تحصیل کو تمام فرائض مذہبی پر ترجیح دی۔ عالم کی روشنائی کو شہیدوں کے خون پر ترجیح دی۔ تمام گذشتہ نبیوں کی تعظیم و توقیر کو جزو مذہب قرار دیا۔ اپنے دین کا نام اپنے نام پر نہیں رکھا، بلکہ اسلام نام رکھکر سلامتی و امن کا پیغام پہونچایا۔ انھوں نے آجکل کی سی مغربی مساوات و حریت کو اختیار نہیں کیا حقیقی مساوات کا سبق دیا۔

اب تاریخ کی روشنی میں علی و آل علی کی زندگی کو رسول زندگی کے آئینہ میں دیکھو سر مو فرق نہ پاؤگے۔ علی نے اپنے القاب میں اپنے لئے ابوتراب کو سب لقبوں پر ترجیح دی۔ رعایا کے لئے وہ لقب تجویز کیا جو خدا نے اپنے خلیل ابراہیم کے لئے لقب دوست (شیعہ) کا تجویز کیا۔ یا حضرت موسیٰ کے دوست کے لئے تجویز کیا تھا اور خود رسول نے علی کے تابعین کے لئے تجویز کیا تھا، یعنی شیعہ بمعنی دوست۔ قصر الامارہ کوفہ کو چھوڑ کر مسجد کوفہ کو قیام کے لئے ترجیح دی۔ کم حقیقت لباس پہنا، سوکھا روکھا کھانا نوش کیا۔ اپنی عزیز اولاد اور بی بی پر غیروں کو ترجیح دی، بے فرش زمین کو مسند خلافت بنایا۔ اسلامی خزانے کی غیر مساویانہ تقسیم کو مٹا کر عام خیرات کا رواج دیا۔ عسکریت کو مٹایا۔ ملک گیری اور جارحانہ جنگ کو مٹایا، اکثریت کے فیصلوں کی

تحصیل کی۔ مدت العمر تعلیم و تعلم میں بسر کی۔ علوم دینیہ و دنیویہ کی تحصیل کو تمام انسانی فرائض پر ترجیح دی۔ صرف علمی حکومت کی تائید و تاکید کی۔ علی نے مزدوری کی۔ تجارت کی۔ جوتیاں ٹانکیں۔ پرچمے پھاڑے۔ مطلق العنانہ حکومت سے جنگ کی۔ اور وہی کیا جو رسول نے کیا تھا۔ رسول کی سیرت کو مٹتا دیکھ کر رسولی مشن کو سر دے علی اور ان کی اولاد ہی نے چلایا۔

(۱۸۹)

اشتراکیت

اشتراکیوں کا یہ مذہب ہے کہ امتیاز اور ظلم کا اس طرح سے قلع قمع کیا جائے کہ تمام دولت قوم اور انسانوں میں برابر سے تقسیم کر دی جائے۔ ہر ایک کی محنت و مزدوری میں دوسروں کو مساویانہ حق ہو۔ اس طرح سے انسانیت خود بخود نقطۂ مرکزیہ بن جائے گی۔

یہ اصول انتہائی غلط کار یوں پر مشتمل ہے۔ ان کو منطقی نتائج سے ذرا بھی لگاؤ نہیں ہے۔ رسول کی اشتراکیت کو بغور مطالعہ کرو۔ یہ تقسیم مال بھی بغیر جبر و تشدد ممکن نہیں ہے۔ کیا اس مساوات کے خواب میں حریت و آزادی کی ادنیٰ جھلک موجود ہے؟ تمام انسانوں کو دولت کے انتظام کے لیے بے غرض بے طمع اطاعت گزار بنانا محال ہوگا۔ ان کے جمع رکھنے والے اور تقسیم کنندہ غلط مقدار دکھلانے والے ایک بنے رہیں گے۔

بکاری فریب سے زائد حصہ حاصل کرنا اور اپنی سستی و کاہلی سے

دوسروں کی تکلیفوں، مصیبتوں سے فائدہ اُٹھانا، یہ سب کچھ اس نظام میں بھی
موجود ہے۔ پھر آج روس کی حکومت اپنے اس اشتراکی نظام کی بدولت دوسری
حکومتوں سے کب ظلم و تشدد میں پیچھے ہے۔ "ٹالسٹائی" نے خود اصلی اشتراکیت
کی مخالفت کی ہے، اور انھیں کا بیان اس نظام کی غلطی کے لئے کافی ہے۔

اسلام نے اس کی قطعی مخالفت کی ہے، وہ ہر شخص کے کسوبات کو
اُسی کا مال سمجھتا ہے۔ بشرطیکہ جائز وسائل سے ملا ہو۔ ہر ایک کی پوری پوری مزدوری
ادا کرنے کی تاکید ہے۔ امتیاز و ظلم و ستم کے تمام طرح کا وہ حامی ہے۔ لیکن
طریقہ کار کا شدید مخالف ہے، اور اس طریقہ کو بھی ظلم و ستم بتاتا ہے، اور
سب کا واحد ذریعہ تقویٰ، خدا رسی، پاکبازی کو قرار دیا ہے۔ امیر المومنین
نے اسی اشتراکیت کی اپنے اقوال، اعمال و افعال سے پوری تبلیغ کی ہے۔
علی سلطنت کے مال و دولت کو یتیموں، بیواؤں، فقیروں، مسکینوں کا مال
سمجھتے تھے، اور بادشاہ و حاکم کو بطور قاضی و منتظم اموال کے۔

(۱۹)

انارکزم یا فوضویت

یہ ہے کہ انسان اس طرح سے بسر کرے کہ حکمرانوں کا ادنیٰ طبقہ پر
اقتدار نہ رہے۔ اشتراکیت بھی یہی ہے۔ فرق طریق عمل کا ہے، یہ بھی بنیاداً
بھی غلط ہے۔ عام اقتدار اُٹھ جانا تمدن و تہذیب کی بربادی اور بے نظمی یا
اور بے تنظیمی ہے۔ موجودہ اقتدار کا بیشک خاتمہ ہو کر مساویانہ آزادی لازم

ہے، لیکن یہ صحیح اقتدار پرہیزگاری اور تقویٰ کا اقتدار تو باقی رکھنے ہی کی چیز ہے۔ روحانی پیشوا، معلم و استاد کا اقتدار کیا مٹانے کی چیز ہے؟ ہرگز نہیں۔

اشتراکی ہوں یا فوضوی، ٹالسٹائی ہوں یا لینن، ان کے نظریہ کوئی بھی مذکورہ اقتداروں کے مخالف نہیں ہو سکتے، نہ اُن کے مخالفانہ ادلہ ذہن میں پیدا ہوسکتے ہیں۔ بیشک ہر نظام کے قیام کے لئے افسر و نگراں کی ضرورت پڑتی ہے، اور اس کے مخالفین کا جو دستہ دلائل ہے وہ ان غلط جبر و تشدد کے نظاموں پر ہے۔

کوئی دلیل ہم کو نہیں ملتی جو نظام عدل و نظام حب کی مخالفت پر قائم ہوئی ہو۔ مطلق اور عام اقتدار کی مخالفت کی جاتی ہے، اور جو دلیلیں پیش کی جاتی ہیں وہ سب کی سب نظام جبر و استبدادی ہوتی ہیں جس سے بیشک نظام حب و نظام عدل مستثنیٰ ہیں۔

حضرت عیسیٰ کی تعلیم کی روشنی میں ٹالسٹائی اُسی نظام حب کے اقتدار کو تسلیم کرتے ہیں۔ پھر جو مذہب اس کا مدعی ہو کہ جملہ انبیاء کا ایک ہی نظام تھا اور جو مذہب اسلام تمام انبیاء کو ایک زنجیر کی کڑی قرار دیتا ہو۔ سب انبیاء کی تعلیم یہی ہو، جس کو "ٹالسٹائی" نے حضرت عیسیٰ کے نام سے پیش کیا ہے۔ اس سے کون اختلاف کرسکتا ہے۔ وہ تعلیم یہ ہے کہ "وہ تعلیم جس نے انسان کو تذبذب کے عالم سے نکال کر ایمان و ایقان کی لازوال سلطنت میں داخل کردیا ہو، اور یہ فرمادے کہ اے انسان تو ایک انسان ہے تو ایک ذی عقل ہے، ناطق اور مہربان ہستی ہے تو یہی جانتا ہے کہ یہی اعلیٰ اوصاف تجھے شرف انسانیت

بنائے ہوئے ہیں۔ ان سب باتوں کے علاوہ تجھے یہ بھی معلوم ہے کہ آج یا کل تجھے موت کا ذائقہ ضرور چکھنا ہے، اور فنا ہونا ہے۔ اگر کوئی بزرگ و بالاتر ہستی ہے۔ یعنی اگر کوئی مالک الملک، وخدائے قہار موجود ہے تو تجھے اس کے سامنے ضرور حاضر ہونا ہے، اور وہ خدائے بزرگ و برتر تجھ سے اعمال کی ضرور باز پرس کرے گا کہ آیا تو نے اپنے سرانجام دئے ہیں یا جو کچھ کیا ہے وہ خدا کے قانون کے مطابق کیا ہے۔ یا یہ کہ تیرے اعمال کم از کم ان مقدس اوصاف کے مطابق ہیں جن سے تو موصوف کیا گیا ہے۔ اگر خدا نہ ہو تب بھی تو محبت، عقل و کیفیت ایسی اوصاف کے احترام کرتا ہے۔ لہذا تیری تمام خواہشات کو حیوانی جذبات کے تحت نہ کر کہ تیری زندگی کے عیش و عشرت کی خواہشات۔ روز افزوں ترقی پر ہوں اور تجھے نکالنے والی مصائب کا خطرہ لاحق ہو جائے۔"

ہر چند کہ مثالیں، مسلسل بیان ہم کو اس مجموعہ تعلیم تک (انجیل) ہی میں نہیں ملتا، ہم چار انجیلوں حضرت مسیح، دیگر انبیاء اور ماسبق کے متعلق پیشوا سے، اور قرآن مجید نے مفصل ہی نہیں بلکہ اس سے بہت زیادہ بیان کیا ہے، اور ہمارے پیشوا علی بن ابی طالب کی تعلیمات کے ذخائر اور ان کی زندگی کے کارنامے تو بس یہی ہیں۔ لہذا ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ دنیا کی امن وامان کا واحد ذریعہ اور دنیا کے تمام فتنہ و فساد کا واحد علاج یہی ہے کہ روحانی اقتدار قائم ہو، اور دنیاوی اقتداروں کا خاتمہ کر دیا جائے۔

شیعوں کا تو یہ اعتقاد ہے کہ مستقبل میں دنیا مجبور ہو گی کہ روحانی اقتدار کے

قائم کرے، اور وہ آنے والا نظام عدل کا ہوگا۔ (یملا الارض عدلا و قسطا کما ملئت ظلما و جورا)۔ حدیث متفق علیہ

اُس وقت عالم امن و سلامتی کا مسکن ہوگا، اور نیکی و بھلائی کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ اسی لئے ہم اہل دعلی میں سے ایک آنے والے (مہدیؑ) کے منتظر ہیں، اور نتیجہ کا بیقراری کے ساتھ انتظار کر رہے ہیں۔ اللّٰھم عجل فرجہ وسھل مخرجہ"

(۱۹۱)

جبر و تشدد کا علاج

کہا جاتا ہے کہ حکومتوں سے مصالحت اور اُن سے مراعات حاصل کر لینے سے حکومتی ظلم و استبداد سے نجات ہو جاتی ہے۔ بالکل غلط ہے، تاریخ بتاتی ہے کہ یہ طریقہ کبھی ناکام رہا ہے، حکومتوں سے مصالحت اور اُن سے رعایت حاصل کرنے والے بھی حکومتوں کا آلۂ کار بن جاتے ہیں، اور ظالموں کے شریک بن کر خود بھی ظلم کی اعانت کرتے ہیں۔ لہذا ظالم سلطنتوں سے نجات کا واحد ذریعہ یہی ہے کہ سلطنتوں سے عدم تعاون کیا جائے تحریروں، تقریروں، عملی جدوجہد سے جنگ کیجائے، نہ ان حکومتوں کے سامنے سر جھکایا جائے نہ ان کی کارروائیوں میں شرکت کی جائے یہی اللہ کی مرضی ہے۔" گناہ و عداوت و دشمنی میں کسی کی اعانت نہ کرو۔ (قرآن مجید) ظالموں سے میل جول نہ کرو، وہ تم کو جہنم کی آگ کی طرف

گھسیٹ لیجا دیں گے (قرآن مجید) جناب امیر کا بھی یہی دستور العمل تھا۔ اُن کے خطبات، اُن کے تعلیمات، اُن کو عمل پیدا رہا ہے۔ انھوں نے حکومتوں پر نہ جبر و تشدد کیا نہ اُن سے مراعات قبول کیں، نہ مصالحت کی جو کچھ تقاضہ تھا کہ عدم تعاون کے ساتھ تقریروں تحریروں سے مخالفت کرتے رہے۔

(۱۹۲)

اصلاح کے تین طریقے

"ٹالسٹائی" نے اصلاح قوم کے تین طریقے بتائے ہیں جن سے انسانوں میں عالمگیر برادری کا قیام ہو سکتا ہے۔

(۱) لوگوں سے اپنے لئے خدمت نہ لو، ایسی اشیاء کی احتیاج ہی پیدا نہ ہونے دو جس کے لئے مزید محنت و مزدوری کی ضرورت ہو۔

(۲) جو کام مشکل و ناگوار ہو خود ہی انجام دو اور ممکن ہو تو دوسروں کا بھی ایسے کاموں میں ہاتھ بٹاؤ۔

علی کی زندگی پر مفصل نظر ڈالو، دیکھو گے کہ یہ دونوں اصلاحی طریقے کے وہ پابند ہی نہیں بلکہ مبلغ تھے، وہ فرماتے ہیں "اپنے نفس کو اپنے اور دوسرے کے درمیان ترازو بنالو، دوسروں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو اور دوسروں کے لئے وہ چیز ناپسند کرو جو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو۔ (نہج البلاغہ)

(۳) تیسرا طریقہ انسانی نے مزدوروں کی بہتر حالت بنانے کیلئے مشینوں کی ایجاد بتایا ہے جس سے محنت و مزدوری کا بار گراں ہلکا ہو۔ یہ طریقہ مادہ پرستی کا ہے۔ قوم میں سستی و کاہلی پیدا کرتا ہے۔ بے روزگاری و بیکاری بڑھانے کا موجب ہے۔ سرمایہ داری کا ہتھکنڈا ہے۔

آج دنیا مشینوں کی بہتات سے جس اقتصادی بلا میں گرفتار ہے وہ پوشیدہ نہیں ہے۔ ان سب سے قطع نظر مشینیں قوم کے ہاتھ نہیں رہ سکتی ہیں۔ سرمایہ داری اس کے اصل مالک ہوتے ہیں، اور اقتدار کے یہ سب کل پرزے ہیں۔ دنیا دست و پا رکھتے ہوئے اپاہجوں کی زندگی بسر کر رہی ہے۔ نہ اس طریقہ کار سے اخلاقی اصلاح ممکن ہے، نہ باطنی اصلاح ہو سکتی ہے۔ روحانیت و مذہبیت کو بھی اس سے کوئی تقویت نہیں ہوتی۔ مزدوروں کی ہڑتالوں سے کارخانہ داروں کی ناک میں دم ہے، اور کارخانہ داروں کے ظلم سے اور دنیا کی خدمت و کمی اجرت سے مزدوروں کی جان لبوں پر ہے۔ یہ اصلاح نہیں افساد ہے۔ اس لئے اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

(۱۹۳) سیاست و مذہب ایک ہے

اسلام کی تعلیم یہ تھی کہ دین و دنیا کا ایک حاکم ہو۔ مذہب و سیاست ایک رہے۔ حاکم سیاست و مذہب میں ایک افضل ترین امام ہو جن حاکم ہو

دین کو دنیا سے جدا نہ کیا جاوے، تاکہ دین و دنیا میں کشمکش و تصادم ہو۔
اسی کو امیر المومنین نے خلافتی درباروں میں بار بار فرمایا "میں سابق الاسلام ہوں، میں امت کا بہترین جج ہوں، میں علم و حکمت کے شہر کا دروازہ ہوں"
دین و دنیا کی زمام جس طرح سے رسول کے ہاتھ میں تھی، اُن کے بعد بھی یوں ہونا چاہیئے تھا، رسولِ خدا نے امت کو بھی بار بار سمجھایا تھا۔ علی کا بھی یہی مطالبہ تھا کہ دین و دنیا ایک ہاتھ میں ہو۔ یہی اولادِ علی کا بھی مشن تھا
دنیا والوں نے اُس وقت سے آج تک نہ سُنا، دین اُن کے ہاتھوں میں دیدیا جو دنیا دار تھے۔ اسلام میں بھی سیاست و مذہب دو چیزیں ہو گئیں
"شیلے" نے بہت ٹھیک کہا تھا کہ "دنیا میں جس عظیم الشان اور مہلک غلطی کا ارتکاب ہوا ہے یہ ہے کہ سیاست و مذہب کو علٰحدہ علٰحدہ کر دیا گیا"

(۱۹۴)

مذہب ہی امن قائم کر سکتا ہے

آج کل مادہ پرستی نے جو نا امنی پھیلا دی ہے، اس کا خاکہ "ٹالسٹائی" نے خوب کھینچا ہے، اور یقینی دنیا کی بدکاریاں و بےحیائی و جبر و تشدد و غارتگری، نا امنی، سرمایہ پرستی، ظلم و تعدی۔ سب کی اصل مادہ پرستی ہے۔ "ٹالسٹائی" کو بجائے حب الوطنی کے مادہ پرستی کو کوسنا چاہیئے اس لئے کہ حب الوطنی بھی اُسی کا تو ایک جزو ہے، اور بجائے اس نعرے کے کہ حکومتوں کو مٹا دو، یہ نعرہ ہونا چاہیئے کہ "مادیت کو مٹا دو" روحانیت

و مذہبیت پیدا کر دی۔ مذہب ہی جملہ دردوں کی دوا ہے۔ مذہب ہی خوف خدا پیدا کر کے انسان کی مادی قوتوں، فوج اسلحہ، اور تمام لوازمات کو فنا کر کے انسان کو خدا پرست بنا کر امن قائم کر سکتا ہے۔ اور یہی ہر دور کی دعا ہے۔ مذہب ہی وہ ہتھیار تھا جو ہر اقتدار کو برباد کرنے میں ہمیشہ کامیاب رہا۔ تاریخ کو نہیں جھٹلا سکتے۔ دنیوی زندگی ابدی زندگی اور مکمل زندگی (اخروی) کا آئینہ ہے جیسی دنیاوی زندگی بناؤ گے ویسی ہی مکمل اور ابدی زندگی بھی بنے گی۔ یہ زندگی اُن قوانین الٰہی سے بنتی ہے جو انسان کے بنائے ہوئے تمام قوانین سے زائد مکمل ہوتے ہیں" ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین" جس قوم کی نماز اور طریقۂ اعمال وافعال، اور موت وحیات خدا کے لئے ہو جائے، وہ کب کوئی کام خلاف مرضی الٰہی کر سکتا ہے۔ دیکھو حکومتی قانون کی گرفت سے روح بالکل آزاد ہوتی ہے، جرائم پیشہ جرائم کو پوشیدہ رکھنے کی تمام تر کوشش کرتے ہیں اور کمال تدبری سے پوشیدہ جرائم کر گذرتے ہیں، ان کو تنہائی میں قانون کا مطلق خوف نہیں ہوتا، لیکن ایک خدا پرست تنہائی میں بھی سمیع، بصیر خالق کے خوف سے ہر جرم سے بچ سکتا ہے، اس لئے کہ اُس کی روح پر قانون الٰہی کی پوری گرفت ہوتی ہے۔ مہذب ممالک میں جرائم کی ابھات، تمدن وتہذیب حاضرہ کو شرمندہ کئے ہوئے ہے۔

حضرت علی فرماتے ہیں "دنیا زائل ہونے والا سایہ ہے، ایمان

وہ ستارہ ہے جو ڈوبتا نہیں ہے"! بجز خدا کسی سے کوئی امید نہ رکھو، اپنے گناہوں کے سوا کسی سے نہ ڈرو، تمہاری نظر میں جتنی عالق کی عظمت ہوگی اتنی ہی مخلوق پست نظر آئے گی" توبہ سے زائد کوئی شفیع وصاحت رسا نہیں ہے" ثواب وعتاب تمہارے سامنے، اور قیامت تمہارے پیچھے ہے۔ ہلکے ہوجاؤ (بار گناہ سے) اور اُن سے ملجاؤ جو تمہارے آگے جاچکے ہیں اور تمہارے انتظار میں ہیں۔" آگاہ ہو آج دنیا میں گھوڑی کی تیاری کا دن ہے، اور کل گھوڑ دوڑ ہے، اور انتہائی دوڑ جنت یا دوزخ تک ہے۔ (نہج البلاغہ)

یہی وہ تعلیمات ہیں جن میں تمام خرابیوں کا علاج مضمر ہے "مادّہ انسانی" کے پرستاروں دنیاوی ناکامی سے اُکتا جانے والو! اس علوی تعلیم پر ذرا غور کرو کہ کیسی فطری و سہل ہے، اور کس قدر صحیح احساس و بیداری پیدا کرنے کی معین ہے۔ جب ہر عمل ہر فعل میں تعلیم علوی پیش نظر ہوگی انسان اپنی موت و زندگی کو خدا کے لئے بنا دے گا، امن و عافیت وعدل کی پوری ضمانت ہو جاوے گی، اور یہی ایک واحد ذریعہ مادی اقتدار کے خاتمہ کا ہوگا اور انسان کو منزل مقصود تک پہونچا دے گا۔

(۱۹۵)
ظالم کا ساتھی بھی ظالم ہے

بعض خوش اعتقادوں کا خیال ہے کہ حکومت کی فرماں روائی نہ

اقتدار و مجالس شوریٰ میں حصہ لے کر خلق اللہ کو نفع پہونچا سکتے ہیں یا حکومت کے حصہ دار بن کر خلق خدا کی خدمت کے مدعی ہو، وہ سب ذرائع فسق و فجور سے پُر ہیں، کذب و فریب، تشدد، قتل و خونریزی کی معصیتوں سے مرکب ہیں۔

حکومتیں ایسی بھولی بھالی نہیں کہ تمہارے مکر و فریب و چالبازی پر بیٹھیں کہ اپنی مستبدانہ حکومت کی گرفت کو ذرا بھی ڈھیلا کر دیں، وہ تم سے زائد چالاک ہیں۔ آج تک جتنے اشخاص اس خواب و خیال سے شریک سلطنت ہوئے اُن کی تاریخی کیا حالت تھی۔ ایسی ماتحت حکومتوں کے ایسے ممبران کو شل ظالموں کے ساتھی بن کر ظلم کی بنیادوں کو ہمیشہ مستحکم کرتے رہے، ظلم کی زندگی کا باعث بنے۔ محنت و مشقت و مصیبت و تکلیف سے جان چُرانے والے تھے، اسلام اور تعلیم علوی کے خلاف اور گمراہی ہے۔ اسلام نے کفار کی ملازمت کفار کی اعانت، کفار سے شادی بیاہ، ظالموں سے میل جول، ظالموں سے بیع و شریٰ، ظالموں کے ساتھ کھانا پینا، سب حرام و ناجائز قرار دیا ہے اور اُن کو ہمیشہ کے لئے بائیکاٹ کیا ہے، اور اس عدم تعاون سے ظالموں کی تمام قوت و اقتدار کا خاتمہ کر دیا ہے۔ جناب امیرؑ فرماتے ہیں "ساتھی پیوند کے مانند ہے، ملنا جلنا پیوند لگاؤ" (نہج البلاغہ)

ظالم کا ساتھی ظالم ہوگا، اور حق رس و پاکباز نہیں بن سکتا، علی کی زندگی کا راز یہی تھا کہ کوئی قوت و اقتدار اُن کو کسی تشدد سے نہ جھکا سکا، اور اپنی بدکاریوں کا حصہ دار و شریک نہ بنا سکا، اُن کی خاموش خانہ نشینی میں ربع صدی گذر گئی اور ظالموں سے موالات نہ کی۔

۲ اقتدار کے برابر کے شریک و حصہ دار بنکر ملک و قوم کی خدمت کر سکتے ہیں"۔ یہ سخت ترین دھوکا دہی ہے" جن ذرائع سے حکومت کر

البتہ اسلام نے تحفظ مسلمین کے لئے معاہدے اور صلح کی تعلیم دی ہے صلح حدیبیہ جس کی کھلی مثال ہے، جس میں خلیفہ عمر کو رسول کی نبوت میں شک ہوا تھا۔

ایسی صلح و معاہدہ جس میں تحفظ خود اختیاری کے سوا امانت ظلم نہ ہونے پائے۔ بس اتنی ہی اجازت ہے جیسے صلح امام حسن و لیعہدی امام رضا علیہ السلام۔ لیکن جس وقت ظالم صلح و معاہدے کا احترام ترک کر دے، اُسی وقت " فاعتدوا بمثل ما اعتدی علیکم" پہ عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے۔

(۱۹۶)

تشدد تشدد سے فنا نہیں ہوتا

آج یہ عقیدہ ہے کہ تشدد تشدد سے فنا نہیں ہوتا۔ تمام انقلابیوں کا اتفاق ہے کہ جبر و تشدد کا خاتمہ جبر و تشدد سے نہ ہو، بلکہ انسان کے احساس سے اور برائی سے بچکر ہونا چاہیے۔ "گاندھی" اور " فرویون" میں سے ایک کہتا ہے کہ اقتدار کے خاتمہ کے لئے انسان کا احساس و بیداری کافی ہے۔ دوسرا کہتا ہے کہ عدل اقتدار کو مٹا سکتا ہے، اگر عدل قائم ہو جائے تو اقتدار خود بخود مٹ جائے گا۔ عام عدل و عافیت کا احساس پیدا کر دو اور بس۔

علی کی آج سے تیرہ سو سال پیشتر یہ تعلیم تھی" فتح بغاوت سے نہیں ہوتی"

ظلم سے غلبہ حاصل کرنے والا مغلوب ہے (نہج البلاغہ)

بیشک بغاوت تو اسی ظلم و بغاوت کی پوری تصویر ہے جس ظلم و بغاوت سے قوم کو غلام بنایا جاتا ہے۔ جس ظلم کے ذریعہ قوم کو مغلوب کیا جاتا ہے اس کا ردعمل ظالم کو بھی مغلوب کئے رہتا ہے، وہ ہمیشہ انقلاب و بغاوت کے خدشہ سے سوگوار رہتا ہے، اور سخت سے سخت قوانین بناتا رہتا ہے، اور خود کو قوم کے ظلم و غلبہ کا شکار سمجھتا رہتا ہے۔ جن لوگوں سے ہم بغاوت کرنے پر تیاری کریں، اُن کی قوت اسلحہ عسکریت ان بغاوتوں کے فرو کرنے میں اُن کی زاید مدد کریں گی، اور وہی خونریزی نااسی ہوگی جس سے تم نالاں و گریاں ہو فرق تباہ کیا ہے۔ بہترین دماغ قتل و ضائع ہوں گے علی کا نظام نظام عدل ہے، وہ فرماتے ہیں " عدل نظام حکومت سے ظلم بستیوں کو اجاڑ دیتا ہے (نہج البلاغہ)

علی کی خاموشی میں خموشی اور امن سے نہ لڑنا اسی اصول پر تھا، وہ خونریزی پر ایمان نہ رکھتے تھے، اور تشدد کو تشدد سے مٹانا نہ چاہتے تھے۔ وہ اُن قوموں کو اپنا بھائی سمجھتے تھے جن سے وہ فوجیں مرکب تھیں اسی لئے معاویہ کو بھی صاف صاف پیغام دیا تھا کہ وہ خلقت خدا کی کیوں خونریزی کراتا ہے، باہم دونوں لڑکر فیصلہ کرلیں جس کو معاویہ نے منظور نہ کیا اور فوجیں شام سے صفین کیلئے چڑھ دوڑا (نہج البلاغہ، تذکرہ خواص الامۃ، تاریخ کامل ابن اثیر، تاریخ طبری)

---

(۱۹۷)

علیؑ نے نسلی تفوق مٹادیا

وہ عرب جو نسلی تفوق پر مٹے ہوئے تھے، دنیا کی جنگیں جس بنیاد پر ہوا کرتی تھیں وہ بھی نسلی تفوق تھا۔ بعد رسول جب بدوی و صحرائی قانون از سرِ نو ڈھکے پردوں میں جاری ہونا شروع ہو گیا تھا۔ قبائلی اور نسلی امتیازات برسرِ کار ہو گئے۔ تقسیم غنائم میں امتیازات بیت المال سے خلیفہ و خلیفہ زادیوں کی تنخواہیں مقرر ہونا شروع ہو گئی تھیں، رشتہ داروں کے لئے اموال مسلمین وقف ہو گئے تھے۔ علی نے اسی نسلی تفوق مٹانے کے لئے جو عملی جدوجہد کی وہ تاریخ عالم میں سنہری حرفوں سے لکھی جا سکتی ہے؟

(۱) اپنے فرزند امام حسینؑ کی شادی کسریٰ کی بیٹی شہر بانو سے کر دی۔

(۲) خلیفہ عمر کے صاحبزادے کو سرِ دربارِ خلافت آپ کے سامنے شراب خواری کی حد جاری کرنے میں اتنے کوڑے مارے کہ جان جاتی رہی، اور کچھ نسلی تفوق و وجاہت دنیاوی کی پرواہ نہ کی۔

(۳) بنی ہاشم کو عام مسلمانوں کی حیثیت دیدی، مساویانہ تقسیم اموال کے عہدوں منصبوں میں عمومیت کر دی۔

(۴) ابن عباس شاگرد خاص گورنر بصرے کو مدینہ مال بھیجنے پر قتل کی دھمکی دی۔

(۵) خلافت و خلیفہ زادیوں کی تنخواہ یک قلم بند کر دی، عام مسلمین میں

شمار کر لیا تھا۔

علیؑ فرماتے تھے " ہر انسان مشابہت و مماثلت باہمی کی وجہ سے برابر ہے، سب کے باپ آدم اور ماں حوا ہیں"۔ یہ ایک ایسی کاری ضرب نسلی تفوق کی ہے کہ جس سے خاتمہ کر دیا۔

(۱۹۸)

علیؑ اور لیگ آف نیشنز

بین الاقوامی ثالثی عدالتیں سطحی نظر والوں میں تو بیشک دل لبھانے والی چیز ہے۔ تاریخ عالم کا گہری نظر سے مطالعہ کرنے سے معلوم ہوگا کہ ہر مجلس شوریٰ حماقت سے بجائے مظلوموں کی دادرسی کے ظلم کی تقویت کا سبب ہوتی ہے۔ بین الاقوامی کانفرنس کے بعد جنگوں کا ہونا، کمزور سلطنتوں کا ہضم ہوتے جانا کیا کافی ثبوت نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حکومتوں کو باہمی اعتماد نہیں ہے۔ بجائے غیر مسلح ہونے کے، اور فوجی تخفیف کے ہر طرف اسلحہ کی فراوانی، افواج کی بھرتی زوروں پر ہو رہی ہے۔ کس پر یہ بات پوشیدہ ہے کہ اس کانفرنس نے بے اعتمادی کو اور بڑھا دیا، خفیہ صلحناموں اور معاہدوں کی بھرمار ہے۔ حکومتیں مطلق العنانی کے ساتھ جو چاہتی ہیں کر گذرتی ہیں، جس میں رعایا کو خبر بھی نہیں کیا ہو رہا ہے۔ نہ غیر معاہد حکومتوں کو کوئی خبر ہے نہ کمزور سلطنتوں کی کوئی شنوائی ہے۔ ظاہری مخالفت کرنے والا کو قوت سے دبایا جاتا ہے، لیکن حقیقت دیکھو تو یہ سبھی غارتگری ہے۔ سلاطین کی انجمن ہو یا

فیڈریشن سب میں سرمایہ داری کا تحفظ ہے، مزدوروں، بھوکوں کا کہیں ٹھکانا نہیں ہے، تمام ثالثیاں ہمیشہ ناکام رہیں۔ مظلوموں کو دبا دینا حقوق کو میٹ دینا اکثر ان کے نمایاں کارناموں میں سے ہے۔

جناب امیر کو اکثر ایسی چالبازیوں سے سابقہ پڑا، خلافت ثالثہ میں مجلس شوریٰ مقرر ہوگی، علی کے صحیح احتجاج کے باوجود کوئی شنوائی نہ ہوئی جنگ صفین کے وقت اسی ثالثی کے آلہ سے فریب دیا گیا، علی کو تحکیم پر مجبور کر دیا گیا، آپ انکار کرتے رہے، ساتھیوں نے ایک نہ سنی اور اسی کا نتیجہ علی کی شہادت ہوئی اور فرقہ خوارج وانارکزم کی بنیاد ہوئی۔

بین الاقوامی کانفرنسیں محبت و رواداری حق و انصاف و باہمی اعتماد پر قائم ہوں تو مفید ہیں ورنہ بدترین لعنت ہے۔

(۱۹۹)

علیؑ کی بین الاقوامی حیثیت

مشرکین بصرہ نے امیر المومنین سے حاکم بصرہ عبد اللہ ابن عباس کی شکایت کی، وہ ہم کو حقیر و ذلیل سمجھتے ہیں۔ علی نے فوری تہدیدی خط لکھا، اور تاکید کی کہ ان سے مدارات کریں۔ اپنے پاس بٹھایا کریں (نہج البلاغہ)

اپنوں اور بیگانوں کا جو برابر خیال رکھتا ہو، جس کے واقعات زندگی میں کوئی ایسی مثال نہ ہو جس میں غیر مسلمین سے کوئی بُرا برتاؤ کیا ہو حفاظت و حق رسی میں کوتاہی کی ہو یا عمال و حکام کی طرفداری کی ہو، یا

مخالف فرقوں سے اور ایک قبیلہ کے دشمن قبیلہ سے کوئی سازش یا خفیہ معاہدہ کیا ہو تو کہ نئی بتا دے۔ یہی وہ خصوصیات تھے جو علی کو بین الاقوامی حیثیت دیتے ہیں۔ پھر علی کی زندگی کے کارنامے، اور اُن کے خطبہ اور کلمات و تعلیمات و نصائح ہر مذہب کے دستور العمل بننے کے قابل ہیں اسلئے علی ہر قوم و ملت کے لئے یکساں ہیں۔

(۲۰۰)

مظلوموں کا مددگار

آخر وقت جناب امیرؑ امام حسنؑ و امام حسینؑ اور کل اولاد سے وصیت فرماتے ہیں " تم دونوں کو خدا کے خوف کی وصیت کرتا ہوں۔ ہمیشہ سچی بات کے لئے تمھاری زبانیں کھلی رہیں۔ عمل تمھارا اجر و ثواب کے لئے ہو ظالم کے ہمیشہ دشمن رہنا مظلوموں کی مدد کرنا (تذکرۂ خواص الامہ، مقاتل الطالبین)

(۲۰۱)

علیؑ اور امداد باہمی

علیؑ کے صفات خاصہ میں سے بنی نوع انسان کی ہمدردی ہے، عام رواداری اور ان کی ضرورت پر امداد جس کی بنیاد آج امداد باہمی کے نام سے موسوم ہو کر اتحاد کی زبردست تحریک شروع کی گئی ہے

اور جس کا بانی "رابرٹ اون" اور جرمنی کا زبردست اتحادی "شِلز" اور "ریفائزن" ہے۔ اُن کو کیا خبر کہ تیرہ سو سال پیشتر ۶۶۰ء میں اداجا بھی کا لیڈر اور پختہ کار اتحادی جس کی نظیر عالم نہیں پیش کر سکتا، وہ علی کی ذات ہے، جو اتحاد و بقاء امن کے لئے گھر میں آگ لگنے کی دھمکیاں سنتا ہے۔ دشمن کی رسی کے لئے گردن پیش کرتا ہے۔ بیواؤں، یتیموں، اسیروں کو کھانا پہونچاتا، اور اپنے بچوں کو تین تین دن بھوکا رکھتا ہے۔

صفین میں علی اور اُن کے ساتھیوں پر پانی بند کیا جاتا ہے، لیکن گھاٹ چھین لینے پر علی دشمن کو بھی پیاسا نہیں رکھتے، اپنے قاتل ابن ملجم کو ویسا ہی شیر پلاتا ہے جیسا کہ خود آخری وقت پیتا ہے۔

انسان کا کیا ذکر باز و کبوتر کا قصہ مشہور ہے۔ علی سرِ منبر وعظ کہہ رہے ہیں، کبوتر باز کے خوف سے بھاگا ہوا علی کی گود میں گرتا ہے، علی کبوتر کو پناہ دیتے ہیں، اور چھری طلب کرتے ہیں، تاکہ اپنے جسم کا گوشت کاٹ کر باز کو بھوکا نہ پلٹا دیں۔

(۲۰۲)

حریت و مساوات کا علمبردار

عرب کی نسلی، قومی اور مادی خصوصیات پر تعلی و تفوق کی مثالیں تاریخیں دہرا رہی ہیں، بیت المال اور مال غنیمت کی تقسیم خلافتوں میں مدارج کے لحاظ سے ہوتی تھی۔ علی نے بیت المال مساویانہ تقسیم کرنا شروع کیا۔ خراج

میں ایک روٹی بھی آگئی تھی، اُس کے بھی سات حصے کرکے تقسیم کردئے۔

احنف بن قیس نے دربار معاویہ میں کہا کہ علی کہا کرتے تھے "امام پر حق وہ ہے کہ کمزور رعایا کی حالت میں اُن کا شریک ہو، خورد نوش و لباس میں، انھیں کی سی حالت بنا وے۔ کسی بات میں رعایا سے امتیازی شان پیدا نہ کرے جس پر رعایا قادر نہ ہو؟ تاکہ فقرا اپنے بادشاہ کی حالت دیکھکر خدا کی شکایت نہ کریں، اور مالدار خدا کا شکر بجا لاویں، اور تواضع اختیار کریں" (تذکرہ خواص امامیہ)

عید کے روز ایک تھیلی کی مہر توڑ کر علی جو کا بھوسی ملا آٹا نکال کر کھاتے ہیں، سوال کرنے پر فرماتے ہیں، میں نے اپنی ایسی حالت اس لئے بنائی ہے مجھکو بہتوں کا علم ہے کہ آج عید کے روز اُن کو یہ بھی میسر نہیں ہے"

علی بار بار فرماتے تھے "اپنے غیر کے غلام نہ ہو" اور کبھی فرماتے تھے "خدا نے تجھے آزاد بنایا ہے" (نہج البلاغہ) یہ تھی علی کی حریت و مساوات۔

(۲۰۳)

اصول جہاد کا معلم

جب علی فوج کو جہاد پر بھیجتے، حکم دیتے، دشمنوں سے نرمی کرنا عورتوں کی حفاظت کرنا، انھیں کسی قسم کی تکلیف نہ دینا، ان کی بے حرمتی نہ کرنا، بچوں کی نگہداشت کرنا، انھیں ماؤں سے جدا نہ کرنا (جرجی زیدان)

یہ وہ انسانی جنگ ہے جو دشمن کی ظاہری مغلوبی کے ساتھ

دلوں کو بھی مغلوب کر لیتی ہے۔ بی بی عائشہ ایسے مغلوب دشمن کو بھی اعتراف کرنا پڑا کہ علی سے بہتر عزت کرنے والا نہیں ہے۔ اسی احترام سے شکست خوردہ دشمن کو بصرے سے مدینہ پہونچایا کہ تاریخ یاد رکھے گی

(۲۰۴)

مارشل اسپیرٹ

علیؑ کوفیوں سے ایک خطبہ میں فرماتے ہیں: "خدا تم سے سمجھے تم نے میرے قلبوں کو زخمی کر دیا ہے، اور بار بار رنج دیتے ہو، تم نے میری اتنی نافرمانی کی کہ قریش یہ کہنے لگے کہ علی شجاع تو ضرور ہیں لیکن اصول حرب سے ناواقف ہیں۔ یہ تو بتاؤ مجھ سے پہلے میدان جنگ میں اترنے والا اور جنگ میں ڈوبنے والا کون ہو سکتا ہے۔ میدان میں اس وقت اترا ہوں جب کہ بیس سال کا بھی نہ تھا، اور اب تو ساٹھ سال سے زاید کا ہو چکا ہوں اصل یہ ہے کہ جس کی اطاعت نہیں اس کی کوئی رائے نہیں ہے (نہج البلاغہ)

علی سپاہیوں کی نافرمانی سے مجبور تھے، ورنہ وہ ایسے بہادر تھے جو جنگ صفین ایسے معرکہ میں وضع بدل بدل کر میدان جنگ میں آتے۔ اسلئے کہ ان کے مقابلے کی کسی کو ہمت نہ ہوتی تھی، اور ایک ملکا کرتہ پہنے شیر کے مانند لشکر میں ٹہلتے۔ امام حسنؑ کے عرض کرنے پر فرماتے کہ بیٹا تیرے باپ کو یہ بھی نہیں معلوم ہوتا کہ وہ موت پر واقع ہوتا ہے یا موت اس پر واقع ہوتی ہے۔

(۲۰۵)

شجاعت کا سبق

جنگ جمل میں اپنے فرزند محمد حنفیہ سے فرمایا" بیٹا پہاڑ ٹل جائے مگر تیرا قدم جنگ سے نہ ٹلے، دانتوں کو بھینچ کر لڑنا، اپنے سر کو راہ خدا میں عاریت دیدینا، زمین میں قدم گاڑ کر لڑنا۔ (نہج البلاغہ)

(۲۰۶)

جھوٹی لیڈری

جھوٹے لیڈر ہمکار مصلحوں کی عقل نے شناخت بتائی ہے۔ وہ ایسے سننے والے بہرے ہیں، بولنے والے گونگے ہیں، دیکھنے والے اندھے ہیں، مقابلے کے وقت جھوٹے، امتحان کے وقت بے بھروسہ جو اونٹوں کے مانند ہیں، جن کے گلہ بان کہیں چلے گئے ہیں، جو ایک طرف جمع کئے جاتے ہیں تو دوسری طرف منتشر ہو جاتے ہیں۔"

پھر فرماتے ہیں" نہ تم نے خدا کی راہ میں مال صرف کیا جس نے تم کو بخشا تھا، نہ جانیں اس راہ میں نثار کیں جس نے انھیں پیدا کیا تھا۔ تم اللہ کا نام لے کر اس پر ایمان جتا کر عزت حاصل کرتے ہو مگر اس کے بندوں پر احسان کر کے اللہ کی تعظیم کا اظہار نہیں کرتے۔ (نہج البلاغہ)

(۲:۷)

وطنیت و قومیت

ایک طرف حب الوطنی کی تعریف میں پُل باندھے جاتے ہیں دوسری طرف اس کی مذمت کے دفتر سیاہ ہو رہے ہیں۔ فلسفہ "ٹالسٹائی" کا سنگ بنیاد یہی ہے، انھوں نے اپنی کتاب "ابولزآف دی گورنمنٹ" میں حب الوطنی کو تمام ناامینوں، فتنہ پردازیوں، بدکاریوں، خونریزیوں کا سرچشمہ بتایا ہے، اور اس کے ہر پہلو پر پُرزور بحث کی ہے۔ اسی حب الوطنی کے نام سے کمزوروں کو ستایا جاتا ہے، اُن کو غلام بنایا جاتا ہے۔ ناامنی و فساد کی بنیادیں محکم کیجاتی ہیں، اور نہایت مکاری و چالبازی سے کام لیا جاتا ہے۔

حب الوطنی کے معنی عالم بھر سے علیحدگی، اپنے قدھے کی خیر منانا، دیگر اقوام کی بدخواہی، ایذا رسانی پر مشتمل ہوتی ہے۔ اپنے جان و مال کی ترقی و بہبودی کے سوا دوسرے افراد کو نظر انداز کرنا اُن کے نفع و ضرر کا کچھ لحاظ نہ کرنا یہ کون سی رحمت ہے۔ قرآن مجید میں ہے "انسان کو خدا نے قوم و قبیلہ کرکے بنایا ہے تاکہ ایک دوسرے سے شناسائی پیدا کرے" شناسائی کیلئے فرقہ فرقہ بنایا ہے۔ میل جول و محبت کی غرض سے جو حاصل شناسائی کا ہے بے خبری اقوام عالم سے تفوق و تعلی عداوت و تفرقہ کے لئے فرقہ بندی نہیں ہوئی ہے۔ گذشتہ عہد کے قبائل بخصوص عرب قوم پرستی، قبیلہ پرستی

بٹے ہوئے تھے، دوسرے قبائل کو زندگی کا مستحق بھی نہ سمجھتے تھے۔ اسی جہاد کے لئے لعنت تھے، جس کو آج دور تمدن و تہذیب پھر دہرا رہا ہے۔ خداوند کریم نے اس جذبۂ ملعونہ کے مٹانے کے لئے فلسفۂ شعب و قبائل سمجھایا۔ سورۂ حجرات کی آیتوں کو پڑھو، جن میں بین الاقوامی روح کا جوہر ہے۔ لوگوں کو بتایا ہے، آپس میں دوستانہ روابط رکھیں، نا امنی و عدم مساوات جنگ کریں، روابط قومی سے فرقہ کو نکال کر اقوام عالم کی فضا میں لا دیں اسوقت صحیح معنوں میں "لیگ آف نیشنز" کا مطمح نظر پورا ہوگا۔ اور سچی اجتماعیت پیدا ہوگی۔

توحید کا پرستار کب انسان پرستی، قوم پرستی، وطن پرستی کی لعنت کو اختیار کر سکتا ہے۔ قرآن مجید تو صاف کہتا ہے "سب انسان برابر ہیں، سب آدم کے فرزند ہیں، ساری دنیا ہمارا وطن ہے۔

سقیفہ بنی ساعدہ میں "منا امیر و منکم امیر" کی لعنت نے اسلامی ساکھ مٹا دی۔ مہاجرین و انصار کے جھگڑے نے علم و عمل و روحانیت کے بلند بانگ دعوے پس پشت ڈال کر قرشیت کا سوانگ بنایا، اور اس طرح سے الیکشن جیتا گیا۔ حجاز کو اجماع کا اڈا قرار دیا۔ یہ انسان پرستی قوم پرستی، وطن پرستی، خلافت اول سے آخری خلافت عباسی تک کار فرما رہی، اور اسی پردے میں اسلام کی تمام خانہ جنگیوں کی پرورش ہوئی۔

آج بھی دنیائے متمدن اسی لعنت میں گرفتار ہے، اور زندگی کے ہر شعبہ کو وطنیت کے قالب میں ڈھال رہے ہیں، اور بین الاقوامی اتحاد کے بجائے

بین الاقوامی منافرت، کی پر زور کوشش کر رہے ہیں۔

علی مرتضیٰ نے وطن پرستی کی لعنت کو مٹا کر کوفہ کو دارالخلافہ فرمایا۔ جناب شہربانو کو بہو بنا کر نواسوں کی ماں بنایا۔ قومی لعنت کی بیخ کنی کی۔ خلیفہ عمر کے بیٹے پر حد جاری کر کے انسان پرستی کو مٹایا۔

وہ دنیا جو دین و مذہب سے جدا ہوا اُس کی وطن پرستی دنیاوی وطن پرستی ہے جو شخصی و خود غرضی ہے۔ اور جس مذہب میں دین و دنیا ایک ہو اُس کی قومیت، وطنیت، انسانیت، ارضیت تک وسعت پذیر ہوتی ہے۔ جب میں بین الاقوامی روح ہوتی ہے۔ کسی ترقی یافتہ ملک کی قوم پرستی اگر بین الاقوامی زمین کو ہموار کرنے کے لئے ہو تو رحمت ہے۔ اسلام کو دیکھو، آیا تو عرب کے لئے لیکن اُس نے تمام دنیا کو اپنے رشتہ برادری میں لے لیا، اور قومی وطنی خیرخواہی کو دنیائے انسانیت کی خیرخواہی میں صرف کیا۔ سچی اور حقیقی حب الوطنی یہ ہے کہ جو دوسروں کے جذبات و تحریکات سے نہ ٹکرا دے، بلکہ معین و مددگار ہو ورنہ حب الوطنی لعنت ہے، اور اُس کو دنیا سے مٹانا چاہیئے۔ یہ تو شرارت و مکاری کی تائید ہے۔ ظالموں، خود غرضوں، سرمایہ داروں کی مصنوعی حب الوطنی ہے۔ سچی اور حقیقی حب الوطنی یہ ہے کہ تمام نوع انسان کی بھلائی اپنی بھلائی میں مضمر ہو۔ جیسے ایک عضو کی سلامتی و صحت پر تمام اعضائے انسانی کی سلامتی و صحت منحصر ہوتی ہے۔ جس میں تنگ نظری نہ ہو، اپنی ہی قوم سے محبت، اپنی قوم کا بھلا، اپنی ہی سیادت، اپنی ہی شرافت، اپنی ہی ترقی و تفوق کا شائبہ نہ ہو۔ بلکہ پاکبازی، ایثار، قربانی، پر اُس کی بنیاد ہو تمام

مذہبی پیشوا، ہر نبی و ولی کی یہی کوشش رہی۔ تمام مذاہب کا بجز ہندو مت کے کم و بیش

اسلام کا ایمان تحفظ و بقا ر نوعی پر ہے، وہ احساس قومیت و وطنیت کی موجودہ لعنت سے بالاتر ہے۔ وہ تمام نسلی، قبائلی، وطنی جذبات کے ختم کرنے کے لئے آیا تھا۔ اس کا بانی حجۃ الوداع میں خطبہ پڑھتا ہے "عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں ہے، نہ عجمی کو عربی پر سب کے سب انسانیت کے فرزند ہیں۔" رسول کے جانشین علی مرتضیٰ نے تمام انسانوں کو ایک باپ آدم اور ایک ماں حوا کا فرزند بتا کر تربیت کر ڈالا۔

لہٰذا اسلام انسانی اخوت کے لئے آیا ہے۔ مجلس اقوام کی تباہی کا باعث یورپ و امریکہ و ایشیا، افریقہ کی غلط ذہنیت، وطن پرستی، قوم پرستی نے عام انسانی برادری کی جگہ لے کر قتل کا دروازہ کھول دیا ہے۔ اس عام جو اس انسانیت کے بعد مرتبہ مذہبی اخوت کا ہے جس کو قرآن مجید نے بتایا ہے "سارے ایمان لانے والے ایک دوسرے کے بھائی ہیں"

(۲۰۸)

انسانی برادری

انسانی برادری کیا ہے، ایک دوسرے کے اخلاق آداب معاشرت تمدن علم و ہنر میں ہم شکل و ہم جنس ہو جانا، اور مغایرت نہ رکھنا بشرطیکہ انسانیت کی راہ سے محض عقلی ہم شکلی ہو، ورنہ غیر جنس سے یا پست تر سے

برادری کیسی؟ کیا انسان، حیوان، پتھر، درخت، سب کا بھائی بن سکتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو سمجھیے حماقت ہے۔ عقل اور حقیقی برادری میں تو جب ہی شامل ہوں گے جب یکساں اور یک رنگ ہو جاویں۔ فرض کر ہمسایہ قومیں متمدن، مہذب، مکمل انسان ہیں اور ہمارا ملک پست، وحشی اخلاق و غیر متمدن ہے، تو کیا یہ غلط گیر برادری میں داخل ہو کر اثر سکے گا؟ یہ درندہ ہوگا، اگر رفاہ و ترقی ہے تو عام برادری میں شامل ہونے کے لئے آگے بڑھائیے اور درست کیجئے۔ ترقی یافتہ اقوام کے پہلو بہ پہلو پہنچنے کی سعی کرے تو یہی شریفانہ انسانی برادری ہے لیکن معکوس برادری یعنی ترقی یافتہ اقوام کا پست اقوام میں آکر اپنی خصوصیات کو عام برادری کے لئے ترک کرنا انسانیت کو کھو دینا ہے۔ بین الاقوامی لباس، بین الاقوامی زبان، بین الاقوامی معاشرت کی زندگی میں سب اپنی اعلیٰ خصائل اور نفسی فضائل کو چھوڑ دینا انسانیت نہیں حیوانیت ہے۔ آج ترکی، ایران، افغان، مصر، عراق، یمن وغیرہ جس کی مثال بن رہے ہیں، یہ شریفانہ انسانی برادری نہیں ہے۔

ایک طرف خفیہ معاہدے، دوسروں پر بے اعتمادی، خوف و ہراس میں بسر کرنا۔ یورپی ڈپلومیسی ہے، مذہبی آزادی، معاشرتی آزادی پر پابندی پہرے، یہ سب ظالموں، مستبدوں، خود غرضوں، سرمایہ داروں سے ناتہ جوڑنا ہے۔ انسانی برادری میں اس کو داخل ہونا نہیں کہتے۔ یہ درندوں سے برادری کرنا ہے۔

شریفانہ انسانی برادری یہ ہے کہ جس کو قرآن نے بتایا ہے ایمان والے

سب آپس میں بھائی ہیں"؛ ایمان انسانیت و غیر انسانیت میں فارق ہے۔ اُسی ایمان کی شرط لگا کر بتایا ہے، اور عالم بھر کے ایمان والوں کی برادری میں شامل ہوجانے کا حکم ہے۔ بھائیوں میں اصلاح کرتے رہو۔ کشمکش، بغض، عداوت ظلم و تعدی نہ ہونے پائے۔ آج درندوں کی برادری میں داخل ہونا جس میں نہ اصلاح ہے نہ کشمکش حیات کی روک ہے نہ حسد و بغض و عناد و ظلم و تعدی کی روک ہے۔

یہ بین الاقوامی برادری مضحکہ خیز ہے"؛ من تشبہ بقوم فھو منھم" کا یہی فلسفہ ہے، جس لعنت میں یورپ گرفتار تھا، آج اُسی مادی لعنت میں یہ مسلمان بھی گرفتار ہو رہے ہیں، جو ٹے ہیں وہ تبادیں عام برادری میں داخل ہو کر دوسروں کے واسطے اُنھوں نے کیا کیا، بجز اپنے قدح کی خیر منانے کے۔ جیسے یورپ و امریکہ ڈینگیں مارتا ہے، اور جو کرتا ہے اپنے لئے ایشیاء افریقہ کے واسطے بھی کچھ نہ کیا۔ وہی نقالی یا یورپ کی آواز کی بازگشت مسلمانوں میں بھی سُنائی دیتی ہے۔

شریفانہ عام انسانی برادری تو یہ ہے جس کو علی مرتضیٰ فرماتے ہیں "خدا اُس شخص پر رحم کرے جو کسی کو حق پر دیکھے اور اُس کی مدد کرے۔ کسی کو ظلم کرتے دیکھے اُس کا ظلم دفع کرے، اور اپنے ساتھی کے حق میں مددگار ہو۔" دوسروں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو، اور جو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو، دوسروں کے لئے بھی ناپسند کرو (نہج البلاغہ) آج بین الاقوامی برادری کی رٹ لگانے والے اپنے اعمال کا جائزہ لیں تو

ان کو معلوم ہے کہ وہ سراسر جھوٹ ہے۔

(۲۰۹)

اسلامی تجارت میں علیؑ کا حصہ

عہد رسول کی تجارت کا رنگ جناب ابوہریرہ کی زبانی یہ تھا کہ "لوگوں نے پوچھا آپ رسول سے جتنی روایتیں نقل کرتے ہیں، دوسرے صحابی اس قدر روایتیں نہیں پیش کرتے۔ جواب میں فرمایا، انصار و مہاجرین کو خبر ہی کیا تھی، انصار کھیتی باڑی میں مشغول رہتے تھے، اور مہاجرین بازاروں کی تالیوں میں۔ وہ رسول کے پاس کب بیٹھتے تھے، میں خدمت رسول میں ہر وقت حاضر رہتا تھا (صحیح بخاری جلد ا جزء ۸، صحیح مسلم جلد ۲)

انھیں بازاری دلفریبیوں میں جناب عمر بھی شامل تھے۔ ابوموسیٰ اشعری سے خود فرمایا "مجھکو رسول کے احکام سے بازار کی تالیوں نے غافل کیا، (صحیح بخاری جلد ا جزء ۸ باب الخروج فی التجارۃ، صحیح مسلم جلد ۲)

مہاجرین وانصار کی بازاری دلچسپیوں کی یہ حالت تھی کہ جمعہ کے دن رسول نماز پڑھنے کھڑے ہوئے، اور سب صحابہ تنہا چھوڑ کر تجارت و کھیل کود کے لیے چلتے بنے۔ صرف بارہ یا آٹھ صحابی رہ گئے۔ خدا کو سورۂ جمعہ قرآن مجید میں تذکرے کی ضرورت ہوئی۔ واذا راوا تجارۃ او لھوا انفضوا الیھا وترکوک قائما (صحیح بخاری جلد ا جزء ۹ صحیح مسلم جلد ا۔

تفسیر جریر طبری جلد ۲۸ تفسیر کبیر جلد ۸ تفسیر ابو السعود، انوار التنزیل جلد ۶ لباب التاویل جلد ۶ تفسیر کشاف جلد ۲ تفسیر مدارک)

مہاجرین و انصار کی دلچسپیاں یہ تھیں جو مذکور ہوئیں اس وقت علی کا یہ حالت تھی کہ رسول کی ہر خلوت جلوت، غزوات و عبادات میں ساتھ رہتے تھے۔ بہر اردن بن جاتے تو اصول تجارت کی تعلیم میں وقت کاٹتے یہودیوں کے باغ سینچ کر مزدوری لاتے تو خود رسول کی فاقہ شکنی ہوتی بازار میں مزدوروں کے بوجھے اٹھواتے۔ شیئم تمارکی دوکان پر بیٹھکر کھجوریں بیچتے معمولی مزدوری سے جو لاتے اور سوت کتواتے، جتنا آتا اسی سے عیال کی قوت ہوتی اور جتنا سوت کتا جاتا اتنی ہی آٹا اجرت میں ملتا۔ اگر یتیم و اسیر و مسکین آجاتے تو روٹیاں اٹھا دی جاتیں، اور تین روز روزہ پر روزہ رکھا جاتا۔ اور یہ جرأت نہ کرتے کہ بغیر سوت کاتے دوسرے روز کی اجرت کا کچھ پیسہ پیشگی نکالیں اور فاقہ نہ کریں۔

(۲۱۰)
علی امام اہل طریقت ہیں

تمام صوفیہ کے سلسلوں کا پیشوا علی ہے، سلسلہ چشتیہ قادریہ، قشیریہ، سہروردیہ، احمدیہ غزالیہ، محمدیہ غزالیہ، شطاریہ، رفاعیہ سہروردیہ کبرویہ، شاذلیہ، نقشبندیہ، جناب امیر ہی تک منتہی ہوتے ہیں۔

(۱۱۲)

اسرارِ غیبیہ کا عالم

سنہ ۱۹۰۸ء کے محقق پروفیسر "منگیزینی" نے اٹلی میں انسانی جسم کے لسانی مرکزوں کا تجربہ کرکے بتایا تھا کہ انسان کے جسم میں علاوہ زبان کے ایسے اعضاء بھی ہیں جو تبادلہ خیالات کے کام میں لائے جائیں۔

سنہ ۱۹۳۴ء میں اٹلی کے پروفیسر "گیلیگرس" نے دو نرسوں پر اس کا عمل کیا، اور اپنا تجربہ پیش کرکے اعلان کیا کہ چند ہی روز بعد وہ ممکن کر دیں گے کہ ہزاروں میل بیٹھے ہوئے دو آدمیوں میں باتیں کرا دیں۔ لیکن اس جدید تحقیق کی سائنس کے ذریعہ آج تصدیق کی جا رہی ہے، اور واقف اسرار غیبیہ علی مرتضیٰ شب معراج کی رسولی سیر و سیاحت فلکی کو خود بیان کرتے ہیں ملائکہ سماوات سے باتیں کرتے ہیں، دور و دراز ملکوں کی آوازیں سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں، اور پکار پکار کر فرماتے ہیں " میں آسمانوں کے راستوں سے بہ نسبت زمین کے راستوں کے زائد واقف ہوں، یا رسول خدا فرماتے ہیں، " علی آسمانوں پر زمین سے زیادہ مشہور ہیں "

سائنس ان واقعات کو کب جھٹلا سکتی ہے، عام انسانی اجسام میں جب یہ قوت ہے تو جاننے والا اسی قوت کو اگر بہتر طریق سے استعمال کرے تو کیوں نہ عالم اسرار غیبیہ کہا جائے۔

(۲۱۲)

علی اور الوہیت

لوگوں نے سیاسی ضرورتوں سے، اور کسی نے دولت و ثروت کے نشہ سے الوہیت کے دعوے کیے۔ اور ان دعووں سے ان کی خوب خبر لی ہوئی۔ لیکن علی کی اس نرالی شان کو دیکھتے ہوئے عبداللہ بن سبا علی اللہی ہو کر خدا کہنے لگا، جب خدمت امام میں لایا جاتا ہے، آپ تنبیہ و نصیحت اور قید و بند کو بے تاثیر سمجھ کر جناب قنبر کے ہاتھوں قتل کرتے اور آگ میں جلواتے ہیں، لیکن اس کے معتقدین تو یہ نہیں کرتے، حتیٰ کہ یہ گروہ اب تک علی کو خدائی صفات دیتا ہے، ملک شام کے کوہ لبنان و لاذقیہ اور اس کے اطراف میں بکثرت موجود ہیں، اب وہ نصیری نہیں کہلاتے بلکہ علوی کہلاتے ہیں، اور کرمان شاہ: تصر شیریں کے شمالی کردستان میں وسیع علاقہ میں ہزاروں کی تعداد میں آباد ہیں، جو وہاں علی اللہی کہلاتے ہیں۔ ایران میں کافی تعداد موجود ہے جو صوفی مشرب ہے، اور تصوف میں ترقی کر کے علی اللہی کے درجہ پر پہونچ گئے ہیں، حتیٰ کہ آپس کے سلام میں، کلام میں، اٹھتے، بیٹھتے وہ لوگ علی کا نام لیتے ہیں۔ سندھ میں بھی ایسے جیالے کثرت سے موجود ہیں، جو لمبے بال رکھتے اور سکھوں کی طرح ہاتھ میں لوہے کا کڑا پہنتے، اور اپنے کو "مولائی" کہتے ہیں۔

سلام میں وہ "علی مولا" اور جواب میں "مشکل کشا علی" کہتے ہیں، ان کے عقائد غالیانہ اور قریب بعقائد علی اللہی ہیں۔ ان کو شیعوں کے عقائد سے

کوئی تعلق نہیں ہے، بھنگ سے روزہ کھولتے اور بھنگ کا نیاز کرتے اور اس کا نام سید کی بوٹی رکھا ہے، یہ گروہ شیعوں کو کافر سمجھتا اور شیعہ ان کو کافر سمجھتے ہیں۔

(۲۱۳)

اسلامی ہائیکورٹ کا چیف جسٹس

دنیائے تمدن کے قوانین میں سے ایک قانون حب دوسرا قانون عدل ہے۔ قانون حب یہ ہے کہ "ظالم سے مقابلہ نہ کرنا (متی ۵/۳۹) قانون عدل یہ ہے کہ دانت کے بدلے دانت، آنکھ کے بدلے آنکھ (خروج ۲۱/۲۴)

پہلے نظام کی بنا پر مظلوم کو کوئی زندگی کا حق نہیں ہے۔ وہ ظالم کی ملکیت ہے جس طرح سے چاہے اسے پیسے اور ستا دے۔ دوسرے نظام کی بنا پر نادانستہ مجرم تائب و شرمندہ عفو کا طالب دھوکے سے مرتکب جرم مدہوش و مخمور مجرم کی جان خطرے میں ہے، اس کے لئے بخشش کی کوئی امید نہیں ہے۔

مکمل نظام وہ ہے جو مظلوم کی زندگی کا ضامن ہو، ظالم کو سزا دے اور نادم و تائب مجرم کو عفو و بخشش کا پیغام سنائے۔ وہ مکمل نظام قرآن مجید کا ہے: "ہم نے توریت میں کہا تھا کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، دانت کے بدلے دانت، اور زخموں کے بدلے زخم، پھر اگر ظالم کی مظلوم خطا معاف کر دے تو وہ اس کے گناہ کا کفارہ ہے (سورۂ مائدہ) اسلام کے چیف جسٹس علی کے فیصلوں پر نظر کرو۔

(۱) ام المومنین عائشہ جنگ جمل میں فوجیوں کو قتل علی پر کس زور شور سے ابھار رہی تھیں بنا بر نظام عدل علی کی تلوار بھی میدان میں گرم رہی تھی، دفعتاً ناقہ ام المومنین کے پیر قلم ہوئے، ہودج گری۔ ام المومنین بے بس ہو گئیں فوراً علی کی بے پناہ تلوار دشمن جان کو عفو و بخشش کا پیغام سنا کر بکمال عزت و احترام مدینہ روانہ کر دیتا ہے۔

(۲) صفین کا میدان اپنی شعلہ فشانی سے دامن حیات کو پھونک رہا ہے، عمر عاص بانی جنگ بیک ضرب زمین بوس ہوتا ہے، اور جان بچانے کے لئے ٹانگیں اونچی کر کے ستر گاہ کو بے ستر کرتا ہے، علی مسکرا کر اس نامرد از ارادہ قوطلبی پر منھ پھیر لیتے ہیں اور بھاگ جانے دیتے ہیں۔

(۳) اپنے قاتل کے متعلق بر بنا ر نظام عدل و نظام حب امام حسن سے وصیت ہوتی ہے کہ ابن ملجم کے ایک ہی ضرب لگانا ویسی ہی جیسے جیسی اس نے لگائی ہے، اور بر بنا ر نظام حب ارشاد ہے، اگر میں زندہ بچا تو مجھے اختیار ہے قصاص لوں یا عفو کروں۔

(۲۱۴)

اسلامی مساجد اور علی

مساجد کے ذریعہ بڑی بڑی نتیجہ خیز تحریکیں کامیاب بنائی جا سکتی ہیں۔ اسلامی معابد گرجا اور مندر نہیں ہیں۔ مسجدوں میں تمام مسلمانوں کو مساوی حقوق ملتے ہیں۔ کسی کو کوئی امتیاز نہیں ہے، عیسائی گرجوں

کی طرح اس میں نشستیں نہیں ہوتی ہیں۔ ملاحظہ ہو پیجس مسٹنر آف دی ورلڈ مصنفہ ڈاکٹر جی ڈبلو سٹیر۔ لیکن امیر شام معاویہ اپنے لئے مسجد میں خاص حجرہ بنوا کر آج مسجدوں میں امامت کے لئے کھڑے ہوتے ہیں اور نشستیں مقرر کرتے ہیں۔ علی وہ امام مسجد تھا جس نے محراب عبادت میں جان دیدی، اور رات بسر کرنے کے لئے کوئی مقام محفوظ و معین نہ کیا، مسجد کی خصوصیت کو ضائع و برباد نہ ہونے دیا، لوگوں نے التماس بھی کیا کہ قصر الامارہ کو درست قیام کریں۔ آپ نے فرمایا قصر فساد کی جگہ ہے میں مسجد ہی میں رہوں گا۔ (شرح نہج البلاغہ)

۲۱۵

علیؑ اور خدا کا گھر

۱۳ رجب روز جمعہ ۲۳ سال ہجرت سے پہلے سنہ ۶۰۰ء میں علی سب سے پہلی اور سب سے بڑی مسجد الحرام میں پیدا ہوئے۔ بعد ہجرت رسول خدا نے خود اور اصحاب کے ساتھ مل کر مسجد نبوی کو بنایا اور اسی کو اپنا گھر بنایا۔ مدینہ سے نکلے تو مسجد کوفہ کو اپنا قصر ہی سمجھا اور وہیں شہید ہوئے۔ علی کی زندگی کا یہ خاص راز ہے۔ کہ خدا کے گھر سے نکلتا رہے اور وہیں شہید ہوئے (مروج الذہب مسعودی، شرف الدین مغازلی، مطالب السؤل، تذکرۃ خواص الامۃ، فصول المہمہ، سیرت حلبیہ، اسد الغابۃ)

مسجد کی اہمیت کو سمجھنے والے علی کی اس خصوصیت سے فضیلت علی کا اندازہ کرسکتے ہیں۔ ہجرت کے پہلے ہی سال مدینہ میں رسول نے مسجد

کی تعمیر کی۔ وہی اسلامی قلعہ، اسلامی یونیورسٹی، اسلامی ہائیکورٹ، اسلامی دارالامارہ تھا، (خمیس دیار بکری، وفاء الوفا سمہودی) رضا کاران اسلام کی اسی سے نشوونما ہوئی، اور تمام اسلامی اسکیمیں یہیں سے مکمل ہوئیں۔

امیرالمومنین نے رسول کی پوری پیروی کی۔

(۲۱۶)

توکل علی اللہ

قسمتوں پر تکیہ کئے بیٹھے رہنے والے سست و کاہل توکل علی اللہ کے غلط استعمال کرنے والوں کو علی نے اپنے قول و عمل سے معنی سمجھائے۔

ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہنا، رہبانیت اختیار کرنا توکل علی اللہ نہیں ہے۔

جناب امیرؑ نے کسی شخص سے توکل کے معنی دریافت کئے، اُس نے کہا مجھ کو جو کچھ ملتا ہے اُس پر شکر خدا کر کے کھا لیتا ہوں، جب کچھ نہیں ملتا تو صبر کر کے بیٹھ رہتا ہوں۔

جناب امیرؑ نے فرمایا "یہ توکل نہیں ہے یہ کتے کی خصلت ہے"۔ توکل یہ ہے کہ کوشش کرو، عزم کرو، ارادہ ہو، جدوجہد ہو۔ خدا نے عزم کے ساتھ توکل کا حکم دیا ہے "فاذا عزمت فتوکل علی اللہ"۔ اپنی سی کوشش کرو اور خدا پر بھروسہ رکھو۔ علی کا مزدوری کرنا اور جو میسر ہو اُس پر قناعت کرنا، یہ ہے توکل علی اللہ۔

(۲۱۷)

علی کا مُردے زندہ کرنا

اگر معجزات کی کوئی اصل ہے، اور انبیاء نے مردے زندہ کیے ہیں، اور انجیل و قرآن نے ایسے واقعات نقل کیے ہیں، اور موجودہ ڈاکٹروں کے انجکشن وغیرہ سے مردے زندہ کرنا صحیح ہے، اور اگر سائنس کا یہ دعویٰ کچھ حقیقت رکھتا ہے کہ ناگہانی موت سے مرنے والے زندہ کئے جا سکتے ہیں، اور ۱۸۸۲ء کی برائی سائیکیکل ریسرچ سوسائٹی کی تحقیقات صحیح ہے تو معجزات سے انکار غلط ہے۔ خلاف فطرت واقعات کا ہونا، اور خلاف عادت ہوتے رہنا "انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا ایڈیشن ۱۱ جلد ۲ صفحہ ۱۸۱" سے معلوم ہوگا۔ تو بیشک علی کے متعلق مردوں کے زندہ کرنے کے تاریخی واقعات بھی نہیں جھٹلائے جا سکتے سام بن نوح نبی کو زندہ کرنا۔ وصی جناب موسیٰ کو زندہ کرنا۔ شمعون وصی حضرت عیسیٰ سے باتیں کرنا، مادر زبیدہ کو زندہ کرنا، عمر بن دینار ہمدانی کو زندہ کرنا۔ جناب سلیمان بن داؤد کو زندہ کر کے باتیں کرنا۔ مدرکہ کو زندہ کرنا، مرد اسرائیلی کو زندہ کرنا، جناب سلمان فارسی کو زندہ کرنا، چار پرند جانوروں کو زندہ کرنا، مچھلیوں کو زندہ کرنا (مناقب ابن شہرآشوب، مناقب المناقب، امالی شیخ طوسی، عیون المعجزات)۔

(۲۱۸)

انسانی کھوپڑی سے باتیں کرنا

علی نے مختلف موقعوں پر انسانی کھوپریوں سے باتیں کیں اور اُن کے زمانے کے واقعات معلوم کیے (مناقب المناقب، بیتہ المعاجز) امریکہ کے موجد "اڈیسن" نے کوشش کی تھی کہ ایسا ٹیلیفون ایجاد کریں جس کے ذریعہ ان روحوں سے تبادلہ خیال ہو سکے جو قید حیات سے آزاد ہو چکی ہیں۔ محقق مذکور اور اُن کے بعد آنے والے فلاسفر اگر کسی حد تک کامیاب ہو گئے تو اس بات کے ثبوت کی ضرورت نہیں ہے کہ جسم سے روح نکلنے کے بعد باقی رہتی ہے، اور اہل دنیا سے بات چیت کر سکتی ہے "سر آلیور لاج" نے بقاء ارواح اور اُن سے تعلقات پیدا کرنے پر کافی بحث کی ہے، اور ہماری کتاب عالم ذرمین کافی ثبوت موجود ہے۔ مردوں کی روحوں سے باتیں کرنا، اور تسخیر ارواح کا مسئلہ جو صدیوں پہلے متشرعین کا مسلمہ مسئلہ تھا، اب سائنس کا مصدقہ مسئلہ ہے، اس کے بعد ایک محقق و ماہر کامل کا مردے کی کھوپری سے باتیں کرنا قابل انکار نہیں ہے۔

(۲۱۹)

جانوروں سے باتیں کرنا

فن نباہت الحیوان کے جاننے والے، اور علم منطق الطیر سے واقف لوگ علی کے جانوروں سے باتیں کرنے کا انکار نہیں کر سکتے۔

ایسے واقعات کو سحر و ساحری و معجزہ کہنے کا زمانہ گذر گیا، اب تو تحقیق کا زمانہ ہے۔ کتب تاریخ ایسی شہادتیں پیش کر رہی ہیں، مثلاً سوسمار کا باتیں کرنا گدھے کا باتیں کرنا، شیر کا باتیں کرنا، گائے، ہاتھی، تیتر، گھوڑے، سانپ، کبوتر، مار وغیرہ کا علی سے باتیں کرنا، اسلامی تاریخوں میں موجود ہے۔ (تفسیر امام حسن عسکری، مناقب ابن شہر آشوب، ثاقب المناقب، اختصاص، مشارق الانوار)۔

(۲۲)

درختوں کا باتیں کرنا اور تعظیم کرنا

اگر نباتات میں روح و شعور کے فلاسفہ قائل ہیں۔ اگر مسٹر بوس کے تجربات صحیح ہیں، اگر سائنس کو نہیں جھٹلایا جا سکتا تو ان واقعات کو بھی نہیں جھٹلایا جا سکتا جو اسلامی مورخین نے لکھے ہیں کہ درخت سدر اور کھجور کے درخت علی سے باتیں کرتے اور علی کے لئے تعظیماً جھکتے تھے۔

(۲۳)

پتھروں کا باتیں کرنا

علی کے ہاتھ میں سنگریزوں کا باتیں کرنا۔ زمین کا، پہاڑ کا باتیں کرنا، فلسفہ کی رو سے محال نہیں ہے۔ اس لئے کہ ایٹم و سالمات کا ذی روح ذی شعور ہونا سائنس نے ثابت کر دیا ہے۔ دیکھیے ہماری کتاب "عالم ذر"

اور طبیعات میں مسئلہ انتقال صوت کو ہماری کتاب فلسفۃ الاسلام میں۔

(۲۲۲)

پانی کا چشمہ نکالنا

(۱) راہ کربلا میں پانی نہ تھا، علی کے لشکریوں پر پیاس کی شدت تھی۔ علی نے ایک مقام سے مٹی ہٹا کر بھاری پتھر ہٹایا جس کے نیچے سے چشمہ آب نکلا (اختصاص)

(۲) زمین نجران میں بھی ایک پتھر ہٹا کر نہر جناب مریم کو پیدا کیا اور لشکریوں کو سیراب کیا (امالی شیخ)

(۳) صفین جاتے وقت بھی ایک پتھر ہٹا کر پانی کا چشمہ نکالا (ارشاد شیخ مفید، اعلام الوریٰ طبرسی، مناقب شہرآشوب، خصائص نظیری، کتاب الولایۃ طبری، خصائص سید رضی)

(۲۲۳)

یہودیوں کا گم شدہ پتھر

یہودیوں کا گم شدہ پتھر جس پر چھ نبیوں کے اسماء کندہ تھے کہ نہ تھا۔ جناب امیر نے ایک صحرا سے مٹی ہٹا کر پتھر برآمد کیا، سب یہودی مسلمان ہوئے (عیون المعجزات)



(۲۲۴)
خزانہ نکالنا

جناب عمار تین روز سے بھوکے تھے اور کوئی سبیل نہ ہوئی۔ جناب امیر نے ایک ریگستان سے مٹی ہٹا کر ایک خزانہ نکالا جس سے صرف دو درہم جناب عمار نے لئے پھر وہ خزانہ مخفی ہو گیا۔ اسی طرح سے ایک مرتبہ حسن ابن ابوالحسن بصری کے لئے زمین سے خزانہ برآمد کیا۔ پھر ایک منجم کو اس کے علم نجوم کی تکذیب کے بعد زمین سے خزانہ برآمد کیا (ارشاد شیخ مفید)

(۲۲۵)
لوہا نرم کرنا

خالد بن ولید نے لوگوں کی سازش سے علی کو قتل کرنا چاہا، ہاتھ میں گرز تھا، علی نے اُس گرز کو اٹھا کر مثل طوق خالد کی گردن میں ڈال دیا (مناقب فاخرہ، مناقب ابن شہر آشوب) لوہے کی کڑیاں ہاتھ سے موڑ موڑ کر زرہ بنا لیتے یا کڑے وغیرہ بنا لیا کرتے تھے۔ (خرائج راوندی)

(۲۲۶)
آنِ واحد میں تعلیم قرآن

ایک روز ایک لڑکا گناہ کر رہا تھا۔ امیرالمومنین نے اُس کو توبہ کی

ہدایت کی، اور قرآن مجید پڑھنے کا حکم دیا، اس نے جہالت کا عذر کیا۔ علی مرتضیٰ نے اس کے کان میں کچھ فرمایا، فوری تمام قرآن زبانی یاد ہو گیا (خرائج راوندی)

(۲۲۷)
ہاتھ پھیرنے اور نظر کرنے سے مریضوں کو شفا

رسولِ خدا نے فرمایا یا علی ہر درد دکھ کی دوا تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ رسولِ خدا کو تپ تھی علی کا ہاتھ سینہ پر رکھا فوری تپ دور ہو گئی (خرائج و جرائح)

(۲) ایک شخص کا نصف جسم شل تھا۔ علی نے دعا کی فوری تندرست ہو گیا (خرائج و جرائح)

(۳) ایک اندھی عورت کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا فوری بینا ہو گئی، (خرائج و جرائح، ثاقب المناقب)

(۴) چار آدمی، ایک مادرزاد اندھا، دوسرا مبروص، تیسرا مشلول زمین گیر، چوتھا نابینا۔ خدمت علی میں آئے اور شفایاب ہوئے (ثاقب المناقب)

(۵) ایک اندھی صحرائی عورت قادسیہ میں، خدا سے علی کا واسطہ دیکر دعا کر رہی تھی بینا ہو گئی (مناقب فاخرہ)

(۶) ایک عورت لوگوں کو پانی پلاتی تھی محبت علی میں، اور اندھی تھی، بینا ہو گئی (صفوۃ الاجلہ)

(۷) ایک اندھے کو علی نے دعا تعلیم کی بینا ہو گیا (مناقب ابن شہر آشوب)

(۸) ایک مشلول کو خانہ کعبہ میں دیکھا اور دعائے مشلول تعلیم کی

صحت ہوگئی۔
"سینٹ آگسٹائن" کی کتاب میں دفع امراض کے معجزات کو دیکھو۔
"سائیکل ریسرچ سوسائٹی" کی تحقیقات پر نظر کرو تب تم کو فلسفہ ان واقعات کا معلوم ہوگا۔

(۲۲۸)

زمین کا زلزلہ روکنا

ایک مرتبہ خلافت جناب ابوبکر میں، دوسری مرتبہ خلافت جناب عمر میں، تیسری مرتبہ کوفہ میں، چوتھی مرتبہ رحبہ میں، پانچویں مرتبہ بصرے میں شدید زلزلہ آیا کہ لوگ سراسیمہ ہوگئے۔ علی نے زمین پر ہاتھ مارا اور زلزلہ ختم گیا۔
(امالی ابن بابویہ، تاویل الآیات الباہرہ، تفسیر محمد بن عباس، مدینۃ المعاجز)

(۲۲۹)

بدگوئی کی سزا

(۱) واسط کی جامع مسجد میں بنی امیہ کا خطیب سرِ منبر علی کو گالیاں دے رہا تھا، ایک بیل مسجد میں داخل ہوا اور سینگ مار کر خطیب کو ہلاک کیا۔ (مناقب فاخرہ)

(۲) ایک قاضی علی کو بُرا کہا کرتا تھا، اس نے رسولِ خدا کو خواب میں دیکھا کہ جلتی ہوئی تیر اس کو پلا رہے ہیں، صبح کو اس کی آنتیں کٹ کر بیٹ

سے نکلیں، اور ہلاک ہوگیا۔ (مناقب ابن شہر آشوب)

(۳) ابن زیاد کو طاعون ہوا اس لئے کہ اس نے لوگوں کو جمع کر کے علی کو تبرا کہا تھا (امالی)

(۴) جناب امیرؑ بصرے میں خطبہ پڑھ رہے تھے، ایک بصراوی نے آپ کا، تمسخر کیا فوری گر کر مرگیا (ثاقب المناقب)

(۵) حارث بن عمر الفہری نے علی کے فضائل سے انکار کیا آسمان سے پتھر گرا اور نیچے سے نکل گیا، فوری ہلاک ہوا (مدینۃ المعاجز)

(۶) ایک خطیب منبر پر علی کو برا کہہ رہا تھا، ایک دھواں نکلا جس سے وہ اندھا ہو کر تیسرے روز مرگیا۔ (مناقب ابن شہر آشوب)

(۷) محمد بن صفوان علی کو منبر پر گالیاں دینے سے اندھا ہوگیا (مناقب ابن شہر آشوب)

(۸) ایک شخص علی مرتضیٰ کو برا کہہ رہا تھا ایک اونٹ نے روند کر مار ڈالا۔ (مناقب ابن شہر آشوب)

(۹) ایک شخص نے مسجد میں جناب امیرؑ کو جھٹلایا شری ہوگیا (مناقب ابن شہر آشوب)

(۱۰) ایک شخص منبر پر علی کو برا کہہ رہا تھا فوری گر کر مرگیا (مناقب شہر آشوب)

(۱۱) ایک شخص نے فضائل علی کو جھٹلایا اندھا ہوگیا (ثاقب المناقب)

(۱۲) خلیفہ ہارون رشید نے چشم دید واقعہ بیان کیا کہ ایک شخص علی کی بدگوئی کرنے میں کتے کی شکل کا ہوگیا۔ (تاریخ واقدی)

(۱۳) ایک شخص علی و فاطمہ کو برا کہتا تھا، آنکھوں میں درد ہوا اور

ہوگیا (ثاقب المناقب)

(۲۲۸) امیر المومنین مسجد کوفہ میں جنگ معویہ کے لئے فوج جمع کر رہے ۔ ایک شخص نے بیہودگی کے ساتھ مخالفت کی اس کا سر سور کا سا ہو گیا۔ (ثاقب المناقب)

(۲۲۹) ایک شخص علی کو برا کہہ رہا تھا چہرہ اس کا کتے کا سا ہو گیا —
(خرائج و جرائح راوندی)

(۲۳۰)

بددعا کی تاثیر

علی نے مجمع اصحاب میں فرمایا کیا تم نے نہیں سنا، پیغمبر خدا نے میرے بارے میں مقام غدیر خم پر فرمایا تھا جس کا میں مولا ہوں اس کے علی بھی مولا ہیں، اے انس اگر تو نے شہادت نہ دی تو مبروص ہو جائے گا، اور اے اشعث بن قیس تو نے پوشیدہ کیا تو اندھا ہو جائے گا، اور اے خالد بن ولید اگر تو نے صحیح شہادت نہ دی تو جاہلیت کی موت مرے گا، اور اے براء بن عازب تو نے غلط شہادت دی تو دور جا کر غربت کی موت مرے گا۔ چاروں نے شہادت چھپائی، اور وہی حشر ہوا جو علی نے کہا تھا۔ (مناقب اخطب خوارزمی امالی ابن بابویہ)۔

(۲۳۱)

خدائی مہمانی

علی کے لئے غیب سے حلوہ آیا، کھجور، انار، سیب، بہی، انگور وغیرہ کا متعدد بار آنا، پیراہن جناب ہارون کا آنا، سواری کے لئے گھوڑہ آنا، ذوالفقار آنا، وغیرہ وغیرہ کتب اسلامی میں موجود ہے۔ (مناقب ابن مغازلی، مناقب ابن شاذان قمی، کتاب الفردوس دیلمی، مناقب اخطب خوارزمی، مناقب فاخرہ)

علی کی چند پیشینگوئیاں

(۱) جنگ جمل میں مروان قید ہوا حسنین نے امیرالمومنین سے سفارش کی، آپ نے فرمایا یہ اُن چار حاکموں کا باپ ہوگا جن کی وجہ سے امت رسول خون میں نہائے گی اور خود اس کی وجہ سے بھی۔ (نہج البلاغہ) مروان اور اُس کے چاروں فرزند عبدالملک، عبدالعزیز، بشر و محمد کے حالات کو تاریخوں میں پڑھیئے۔

(۲) علی فرماتے ہیں "گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ کچھ چرواہوں کو شام میں اور اُن لوگوں کو جو نشان بلند کئے ہوئے نواحی کوفہ میں دوڑتے چلے آتے ہیں، اور بدخلق ناقہ کی طرح دوڑ رہے ہیں، زمین پر سروں کا فرش ہے، اُن کے منھ کھلے ہوئے ہیں، اُن کا زمین کو روندنا بار رہے، اُن کی دوڑ دور دور ملکوں میں ہوگی، بڑی شوکت والے ہوں گے۔ قسم بخدا وہ تم کو اطراف زمین میں

چُن چُن کر قتل کریں گے، اور تم تھوڑے سے بچو گے جیسے آنکھ میں سرمہ، اور یہ بہت تھوڑی مدت میں ہونے والا ہے (نہج البلاغہ)

یہ پیشین گوئی بنی امیہ و عباس کی جنگوں سے پوری ہوئی مصعب، و حجاج، و مختار کی باہمی جنگیں سے۔

(۳) ۳۸ھ میں جنگ نہروان روانہ ہوتے وقت فرمایا تھا کہ میرے لشکر میں سے بس آدمی اور نہروانی سب قتل ہوں گے، صرف دس بچیں گے (تاریخ واقدی، تذکرۂ خواص الامۃ، نہج البلاغۃ، مناقب اخطب خوارزمی)

(۴) بعد جنگ نہروان علی نے مقتولین میں ایسے مقتول کی تلاش کا حکم دیا جس کے شانے پر عورت کے پستان کے مانند ابھار ہوگا اور اس پر سیاہ بال ہوں گے۔ بہت جستجو سے ایک اسی علامت کی لاش ملی حضرت نے تکبیر فرمائی (تذکرۂ خواص الامۃ)

(۵) علی صفین روانہ ہوتے وقت کربلا پہونچے، اور رونے لگے، اور اپنے فرزند حسین کی شہادت کی مفصل خبر دی اور فرمایا عمر سعد میرے فرزند کو قتل کرے گا (تذکرۂ خواص الامۃ)

(۶) آپ نے فرمایا عنقریب ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں تقرب انھیں لوگوں کو ہوگا جو بادشاہوں کے یہاں چغلخوری کریں گے خوش طبع وظریف اس زمانے کے فاجر ہوں گے۔ انصاف کرنے والے کمزور ہوں گے جو صدقہ دینے و نقصان اور احسان سمجھیں گے، اور صلہ رحم کو احسان قرار دیں گے، لوگوں کے دکھانے کے لئے طولانی عبادت کریں گے،

اُس وقت سلطنت لونڈی غلاموں کے مشوروں پر قائم ہوگی، حکومت بچوں کی ہوگی، مدبرین اُس وقت خواجہ سرا ہونگے (نہج البلاغہ)

(۷) جب علی نے لوگوں سے بیعت لینا شروع کی تو عبدالرحمٰن بن ملجم نے تین مرتبہ بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ علی نے انکار فرمایا، اور کہا قسم بخدا میری ڈاڑھی میرے سر کے خون سے رنگین ہوگی۔ میں تجھ سے کیوں بیعت لوں (مقاتل الطالبین، تذکرہ خواص الامۃ)

(۸) ایک روز امیرالمومنین اسپ استر پر سوار تھے، عبدالرحمٰن بن ملجم نے آپ سے خواہش کی کہ ہاتھ اپنے سوار کریں، آپ نے سوار کرلیا اور یہ شعر پڑھا ؎

ارید حباته ویرید قتلی　　　عذیرك من خلیلك من مراد

(طبقات ابن سعد، تذکرہ خواص الامہ)

(۹) کوفہ کی بابت پیشین گوئی۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ کوفہ پر بلائیں نازل ہوں گی، اور وہ جبار جو بلائیں نازل کریں گے، اُن پر خدا قتل و مرض مسلط کرکے فنا کر دے گا (نہج البلاغہ)

تاریخوں کو دیکھو، کونسا کوفہ میں ظلم اُٹھ رہا۔ قتل اولاد علی، ہتک ناموس اسلام، عبیداللہ بن زیاد، مصعب ابن زبیر، مختار بن ابوعبیدہ ثقفی یزید بن مہلب وغیرہ کے کارنامے پڑھو۔

(۱۰) جنگ جمل کے بعد علی نے بصرے کے غرق ہونے کی پیشین گوئی کی (نہج البلاغہ) قادر باللہ کے زمانے میں ایک مرتبہ غرقابی ہوئی، دوسری

مرتبہ قائم بامر اللہ کے عہد میں پورا بصرہ غرق ہوا صرف مسجد علی محفوظ رہی۔

(۱۱) صفین میں شور مچ گیا کہ معاویہ مارا گیا، علی نے فرمایا نہ معاویہ مارا گیا نہ مارا جائے گا، جب تک اُس پر اس امت کا اجماع نہ ہولے۔ (مدینۃ المعاجز)۔

(۱۲) علی کوفہ میں تھے اور معاویہ شام میں، لوگوں نے بار بار آکر شہادت دی کہ معاویہ مر گیا۔ فرمایا وہ ہرگز نہ مرے گا جب تک اُس کی سلطنت میں فلاں فلاں کام نہ ہولے۔ (مناقب ابن شہر آشوب)

(۱۳) جناب عمر سے فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم اس دنیا میں قتل ہوگے غلام ام معمر کے ہاتھ سے (کتاب فردوس دیلمی، مناقب ابن شہر آشوب)

(۱۴) ابن عباس سے فرمایا، تمہاری اُس وقت کیا حالت ہوگی جبکہ عرب کے بڑے بڑے لوگ گمراہی اختیار کریں گے، ابن عباس نے کہا آپ نے بارہا یہ فرمایا، اور میں مطلب نہ سمجھا۔ فرمایا ابوبکر، عمر، عبدالرحمن بن عوف، اور عثمان، اور دو شخص میں۔ عائشہ، معاویہ، عمرو بن عاص شامل ہوں گے، اور عبدالرحمن بن ملجم اور عمر سعد قاتل حسین (مدینۃ المعاجز)

(۱۵) قیس بن سعد جاسوس معاویہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ ابھی مر جائے گا، فوراً وہ مر گیا۔ (مناقب فاخرہ)

(۱۶) سعد بن سعدہ حارثی خوارج کا جاسوس تھا، اُس کی نسبت بھی فرمایا کہ یہ ابھی مر جائے گا، اور وہ مر گیا (مناقب ابن شہر آشوب)

(۱۷) وادی القریٰ سے ایک شخص نے بار بار آکر کہا کہ خالد بن عرفطہ گیا

علی انکار فرماتے رہے، جب اُس کا اصرار بڑھا، فرمایا قسم بخدا وہ جب تک نہ مرے گا کہ گمراہوں کی ایک فوج جمع نہ کر لے۔ جس کا جھنڈا حبیب بن جماز کے ہاتھ میں ہوگا۔ کربلا کی لڑائی میں افسر فوج خالد بن عرفطہ تھا، اور حبیب ابن جماز کے ہاتھ میں اُس کی فوج کا جھنڈا تھا۔ (اختصاص شیخ مفید، خصائص سید رضی، مناقب ابن شہر آشوب)

(۱۸) جناب میثم تمار کو اُن کی شہادت کی خبر دی کہ وہ عبیداللہ بن زیاد کے ہاتھوں قتل ہوں گے، عمرو بن حریث کے دروازے پر کھجور کے درخت پہ سولی دی جائے گی، اور ایسا ہی ہوا (خصائص سید رضی، مدینۃ المعاجز، وافی ملا محسن)

(۱۹) جناب رشید ہجری کی شہادت کی خبر دی، اور فرمایا، ابن زیاد تمہارے دست و پا کاٹے گا اور زبان کٹے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (امالی شیخ، اختصاص)

(۲۰) رمیلہ اپنے خاص شیعہ کو خبر دی کہ وہ فلاں مرض میں گرفتار ہوں گے۔ (مدینۃ المعاجز)

(۲۱) ایک شخص کو بتایا کہ فلاں مرض میں گرفتار ہوگا اور فلاں ماہ فلاں ساعت میں مرے گا۔ (مدینۃ المعاجز)

(۲۲) اپنے بھتیجے عبداللہ کے متعلق فرمایا، تو اپنے خیمہ میں ذبح کیا جائے گا اور قاتل کا پتہ نہ ملے گا، ایسا ہی ہوا، مختار بن ابو عبیدہ سے ناراض ہو کر مصعب سے جا کر مل گئے اور اسی طرح قتل ہوئے۔

(مقاتل الطالبین، خرائج و جرائح)

(۲۳) اپنے شیعوں کی ایک جماعت کی قتل کی خبر دی، قاتلوں کے نام بتائے، زمانہ قتل بتایا، طریقہ قتل بتایا، جن میں حجر بن عدی، رشید ہجری، کمیل بن زیاد، میثم تمار، محمد بن اکثم، خالد بن مسعود، حبیب بن مظاہر جریریہ، عمرو بن حمق، اور مزرع تھے (مناقب شہر آشوب)

(۲۴) اہل کوفہ سے فرمایا، میرا حسین حج نہ کر سکے گا، اور اہل کوفہ اس کو قتل کریں گے (امالی شیخ، مناقب ابن شہر آشوب)

(۲۵) براء بن عاذب سے فرمایا، میرا فرزند حسین قتل ہوگا، تم زندہ ہوگے اور مدد نہ کروگے، (مناقب ابن شہر آشوب)

(۲۶) حجر بن عدی سے فرمایا، جب تم صنعاء کی سیر کو ہوگے اور تم کو حکم دیا جائے گا کہ مجھ کو گالیاں دو، اس وقت کیا کروگے، چنانچہ حجاج بن یوسف نے برسر منبر ایسا ہی حکم دیا، (مناقب ابن شہر آشوب)

(۲۷) معاویہ کے متعلق فرمایا "جب یہ مرے گا تو اس کے گلے میں صلیب کا نشان ٹنگا ہوگا، اور ایسا ہی ہوا (محاضرات راغب اصفہانی، مناقب شہر آشوب)

(۲۸) ابو موسیٰ اشعری کو بعد جنگ صفین جب لوگوں نے حکم تجویز کیا تو فرمایا یہ مکاری کرے گا، ایسا ہی ہوا (مناقب ابن شہر آشوب)

(۲۹) آپ نے فرمایا میرے بنی اعمام عباسیوں میں ایک شخص اس مقام پر ایک شہر آباد کرے گا، جس کے یہ صفات ہوں گے، نام شہر کا

بغداد ہوگا۔ (مناقب شہر آشوب)

(۳۰) ایک شخص سے فرمایا۔ ابن سمیہ تیرا پیٹ چاک کر کے آنتیں نکال کر پتھر بھر دے گا۔ پھر سولی دے گا (خرائج راوندی)

(۳۱) اشعث بن قیس کو خبر دی تو حجاج کے ہاتھوں ذلیل ہوگا۔ (خرائج راوندی)

(۳۲) شبث ابن ربعی اور ابن حریث سے فرمایا۔ تم میرے حسین سے لڑوگے۔ (خرائج راوندی)

(۳۳) حجاج کی موت کی خبر دی کہ وہ ایسے مرض میں مبتلا ہوگا کہ پیٹ سے ایسا جلتا ہوا دھواں نکلے گا جس سے سر جل جائے گا (احتجاج طبرسی)

(۳۴) جناب شہر بانو کا امام حسین سے عقد فرما کر ارشاد ہوا کہ ان کے بطن سے بہترین اہل زمین پیدا ہوگا، امام زین العابدین پیدا ہوئے۔ (مدینۃ المعاجز)

(۳۵) فرمایا میرا ایک فرزند زہر سے خراسان میں شہید ہوگا، اس کا نام میرا نام ہوگا۔ اس کے باپ کا نام موسیٰ بن عمران کے نام پر ہوگا یعنی علی بن موسیٰ الرضا (امالی ابن بابویہ)

(۳۶) اپنی شہادت کی بار بار خبر دیتے۔ شب شہادت جناب ام کلثوم کو خبر دی (خصائص سید رضی، ارشاد شیخ مفید)

(۳۷) کوفہ میں اپنے شہید ہونے کی خبر دی (مناقب اخطب خوارزمی)

(۳۸) امام حسین کے متعلق فرمایا تھا۔ حسین جبین کربلا پر

پیاسا شہید ہوگا۔ (مقتل ابو مخنف)

(۳۹) علی پشت کوفہ سے گذر رہے تھے، فرمایا عنقریب یہاں ایک نہر کھودی جائے گی۔ (خرائج راوندی)

(۴۰) فرمایا میرے فرزند حسین کو یزید بن معاویہ فوج کشی کر کے قتل کرے گا۔ عبید اللہ بن زیاد کوفہ سے فوج بھیجے گا، منزلیں فرات پر کربلا میں شمر بن ذی الجوشن، شبث بن ربعی، عمر بن حجاج زبیدی، عمر بن حریث قتل پر آمادہ ہوں گے، جوان، بچے، بوڑھے سب قتل ہوں گے، عورتوں کو اسیر کریں گے (مدینۃ المعاجز)

(۲۳)

جذبہ اشتعال پذیری

اگر سائیکالوجی کے فتوے غلط نہیں ہوتے اور انسانی فطرت میں حکمرانیت ہے تو انفرادی اجتماعی کوئی انسان جذبہ اشتعال پذیری سے مبرا نہیں ہے جبکہ ہوں یا جہلا، مہذب ہوں یا غیر مہذب، نفس پر غلبہ اور تحمل یقیناً فوق البشر قوت کا نام ہے، اور ایسا شخص عام انسانیت کی سطح سے بالاتر ہے۔ دیکھو عمرو بن عبدود عامری ایسا پہلوان جو ایک ہزار جوانوں کو تنہا شکست دیتا تھا۔ علی سے زیر ہوا۔ آپ سینہ پر سر جدا کرنے کے لئے بیٹھے اس نے لعاب دہن آپ کی طرف پھینکا۔ فوراً ہٹ گئے، اور فرمایا کہ میں نہیں چاہتا تیرا قتل غصہ اور ہیجان نفس

وا شتعال پذیری سے ہو، بلکہ راہ خدا میں قتل کروں گا۔

یا ایک یہودی گرفتار ہوکر آیا، آپ نے اس کو دعوت اسلام دی، اس نے منھ پر تھوک دیا، اور کہا تم سے جو کچھ ہوسکے کرلو میں مذہب ترک نہ کروں گا، علی نے اس کو آزاد کردیا، اور فرمایا میرے سامنے سے چلا جا تاکہ غصہ مجھ پر غلبہ نہ کرے۔ یہودی متعجب ہوکر پوچھتا ہے، یہ عفو و بخشش کس لئے، فرمایا تیرے قتل میں محض تیرا کفر سبب نہ رہتا، میرا غیظ و غضب بھی شامل ہوجاتا، اس لئے آزاد کرتا ہوں، یہودی بولا بیشک تمھارا معبود برحق ہے جو طبیعتوں کو اس طرح سے بدل دیتا ہے، آپ سے زائد رحدل و منصف مزاج نہیں ہوسکتا، میں اپنے قبیلہ کو جاکر اس کی خبر دوں گا، (مسٹر سی، ڈی، ڈوٹ، ایم، اے)

علی اپنے قاتل عبد الرحمن کو ہمیشہ دیکھتے اور مشتغل نہیں ہوتے، یہ تھا علی کا تحمل اور ضبط نفس،

(۲۳۴)

شہادت کی خبر

رسولخدا نے فرمایا، شقی ترین آخرت میں وہ ہے جو یا علی تمھارے سر کے خون سے تمھاری ڈاڑھی خضاب کرے گا (مسند احمد بن حنبل، تذکرہ خواص الامۃ، مقاتل الطالبین، استیعاب ابن عبد البر)

(۲۳۵)
علیؓ کی ساتھیوں سے بیزاری

(۱) اپنے ساتھیوں سے بیزار ہو کر فرماتے ہیں "تمھارے سب سے زیادہ بدبخت آدمی کو آنے اور میرے قتل کرنے سے کون روکتا ہے۔ خداوندا میں ان لوگوں سے اکتا گیا ہوں، اور یہ مجھ سے اکتا گئے ہیں۔ مجھے ان سے راحت دے، اور مجھے ان سے راحت دے (ابن سعد)

(۲) شب شہادت بوقت سحر امام حسن سے فرمایا "فرزند رات بھر مجھکو نیند نہیں آئی، بیٹھے بیٹھے آنکھ لگ گئی، میں نے خواب میں رسول خدا کو دیکھا، اور عرض کی یا رسول اللہ، آپ کی امت سے میں نے بڑی تکلیف پائی، فرمایا کہ اے علی خدا سے دعا کرو وہ تم کو ان سے چھٹکارا دے (کامل) میں نے دعا کی خدایا مجھے ان سے بہتر رفیق عطا فرما، اور انھیں مجھ سے بدتر ساتھی دے (ابن سعد)

(۲۳۶)
حفظ حیوانات کی تعلیم

علی کی آخری وصیت اپنی بیٹی ام کلثوم سے تھی! آپ کے گھر میں قازیں پلی تھیں، ام کلثوم سے فرمایا، بیٹیا یہ تمھاری اسیر ہیں ان کو سیر و سیراب رکھنا اور ممکن نہ ہو تو آزاد کر دینا۔

(۲۳۷)
بے مثال عدل

دنیا کا ہر متنفس اپنے مشتبہ دشمن کو بھی زندہ نہیں چھوڑتا۔ عبدالرحمٰن بن ملجم کو علی بار بار اپنا قاتل بتاتے ہیں، لوگ عرض کرتے۔ یا علی کیوں نہیں حکم دیجئے کہ ہم اس کو قتل کردیں، فرمایا قبل از جرم سزا کیسی؟ (مسند احمد ابن حنبل، مسند علی)

اشعث سے فرمایا: اس نے ابھی تک مجھکو قتل نہیں کیا ہے، چھوڑدو، (بکامل) کیا تاریخ عالم عدل کی ایسی مثال پیش کرسکتی ہے کہ قاتل مقید سامنے لایا جائے اور اس وقت تک قتل نہ کیا جائے جب تک علی زندہ رہیں، اور قاتل کی حفاظت کا حکم ہو۔

مسجد کوفہ میں نماز صبح کے وقت داخل ہوتے ہیں، اور ابن ملجم کو تلوار پوشیدہ دیکھکر فرماتے ہیں، اٹھو اور نماز پڑھو، تو جس امر عظیم کا مرتکب ہونے والا ہے میں اس کو جانتا ہوں، اگر کہو تو بتادوں کیا شئے تیرے پاس پوشیدہ ہے۔ خلاف عدالت قبل از ارتکاب جرم اس کو سزا نہیں دیتے، اور اصول بتاتے ہیں کہ مجرم کو نیت جرم پر سزا نہ دو، ممکن ہے اختلاج پذیر ہو۔

(۲۳۸) حفاظت خود اختیاری کی مخالفت

جب علی کو معلوم تھا کہ ابن ملجم قاتل ہے، اور فلاں وقت قتل کرے گا

تو حفاظت خود اختیاری فرض تھی، کہ اُس روز مسجد میں نماز نہ پڑھتے، یا لوگوں کو حفاظت کے لئے سامنے کھڑا کر لیتے، کچھ نہ کیا اور خلاف حفاظت خود اختیاری کیا۔

یہ حفاظتی تدابیر وہ کرتا ہے جس کو خدائی حتمی ارادے کا علم نہ ہو، اور اپنی تدبیروں کو باوجود علم بشیت کامیاب سمجھے۔ علی کو مشیت ایزدی کا علم تھا اس لئے ہر تدبیر کو بے سود سمجھتے تھے، اور خدائی ارادے سے مقابلہ تھا، اسلئے علی نے کوئی حفاظتی تدبیر نہ کی۔ عام انسانوں کو حفاظتی تدابیر کا اس لئے حکم ہے کہ وہ خدائی ارادے سے ناواقف ہوتے ہیں، اور اس لئے اپنی حفاظت نہ کرنے پر ملزم قرار پاتے ہیں۔ حکومتیں اپنے قاتلوں کو ادنیٰ شبہ پر طرح طرح کی تکلیفیں دیتی ہیں۔ اور اپنی حفاظت کے لئے بیگناہوں کا خون پانی کی طرح بہا دیتی ہیں۔ حالانکہ وہ قاتل ہی نہیں، جو مقتول کے قتل کے قبل مار ڈالا جائے، اور جو قتل ہوتے ہیں وہ بے گناہ ہوتے ہیں۔

جب علی سے اصرار کیا گیا کہ قاتل کو کیوں قتل نہیں کرتے تو اس خیال کی مضحکہ خیزی کو کہ مقتول اپنے قاتل کا قاتل نہیں بن سکتا۔ ان الفاظ میں فرمایا "میں اپنے قاتل کو کیسے قتل کروں" (کامل)

(۲۳۹)

علی کی نظر میں شہادت

انیس رمضان کی شب نماز صبح کے وقت ۴۰ھ میں عبدالرحمن بن ملجم مرادی نے زہر آلود تلوار سے مسجد کوفہ کے ستون کی آڑ سے سر پر وار کیا۔

سر امام کا شگافتہ ہوگیا، خاک مسجد اٹھا کر امام سر کے زخم میں بھرتے اور فرماتے "قسم بخدا ایس فائز ہوں" امام حسن کو امامت کا حکم دیا، اور وقت وفات آخری کلمہ یہ تھا "فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ" جو ذرہ برابر نیکی کرتا ہے نیک ثمر پاتا ہے (تذکرہ خواص الامۃ) علی اپنی شہادت کو فوز عظیم اور نیکی کا پھل سمجھتے تھے۔

(۲۴۰)
ادب آموزی

علی نے امام حسن سے فرمایا، اگر میں اس ضرب سے نہ بچا تو جان کے بدلے جان ہے۔ تم بھی ایک ہی ضرب لگانا، اور اگر میں بچ گیا تو مجھکو اختیار ہے کہ عفو کروں یا قتل کروں (تذکرۂ خواص الامۃ، مقاتل الطالبین) اور ایک روایت میں ہے کہ امام حسن سے فرمایا تم کو بھی اختیار ہے اس کو قتل کر دیا بخشدو۔ (تذکرۂ خواص الامۃ)

(۲۴۱)
علوی رحم کا بےمثل مظاہرہ

قاتل کو دیکھ کر بجائے اس کے کہ آنکھوں میں خون اترے، زخم کی تکلیف بھول جاتے ہیں اور امام حسن سے فرماتے ہیں کہ ابن ملجم تمھارا قیدی ہے اسکی خاطر تواضع کرو، اچھا کھانا دو نرم بچھونا بچھادو (ابن سعد) اور فرماتے ہیں کہ

جیسا کہ نسخہ شیر مجھکو بلایا ویسا ہی میرے قاتل کو پلاؤ، اگر مر جاؤں تو ایک ہی ضرب لگانا، اور اسکے دست و پانہ کاٹنا (طامسن کارلائل)

(۲۴۲)
کنبہ والوں کیلئے دستور العمل

علی نے آخر وقت قلم دوات و کاغذ مانگا اور ایک وصیت نامہ لکھا:

" بعد حمد و صلوٰۃ و اقرار رسالت رسول و اقرار بالایمان کے تحریر فرماتے ہیں " اے حسن اور میری تمام اولاد اور سب گھر والے اور جس جس کو یہ تحریر پہونچے سب کو وصیت کرتا ہوں کہ پرہیزگاری اختیار کرو اور مسلمان موت مرو، اور خدا کی محکم رسن کو تھامو، تفرقہ نہ ڈالو، میں نے رسولخدا سے سنا ہے کہ دو شخصوں میں مصالحت کرانا ایک سال کی نماز اور ایک سال کے روزوں سے افضل ہے۔ اور دو شخصوں میں فساد برپا کرانا دین کو فاسد کرتا ہے، اور بجز خدا کے برتر کسی سے مدد و قوت نہیں حاصل ہوتی۔ اپنے رشتہ داروں پر ہر وقت نظر رکھو اور اُن سے نیکی کرتے رہو، خدا قیامت کے حساب کو آسان کرے گا۔ خدا کے لیئے یتیموں کا خیال رکھو، ان کے منہ میں خاک نہ ڈالو، وہ تمھاری موجودگی میں ضائع نہ ہوں خدا کے لئے خدا کے لئے اپنے ہمسایہ سے بدسلوکی نہ کرنا۔ میں نے رسولخدا سے اُن کے حق میں وصیت کرتے سُنا ہے۔ یہانتک کہ ہم کو گمان ہو گیا تھا کہ وارث بنا دیئے جاویں گے۔ خدا کے لئے خدا کے لئے قرآن پر عمل ترک نہ کرنا، اور تم غیروں سے زاید قرآن پر عمل کا حق رکھتے ہو۔ خدا کے لئے خدا کے لئے نماز ترک نہ کرنا۔

اس لئے کہ وہ دین کا ستون ہے۔

خدا کے لئے خدا کے لئے نماز خدا کو خالی نہ چھوڑنا، جب تک زندہ ہو ورنہ پھر تم کہیں دکھائی نہ دو گے۔ خدا کے لئے خدا کے لئے ماہ رمضان کے روزے ترک نہ کرنا، اس لئے کہ روزہ سپر ہے آتش جہنم سے۔ خدا کے لئے خدا کے لئے راہ خدا میں جہاد کو ترک نہ کرنا یعنی جان ومال سے۔ خدا کے لئے خدا کے لئے اپنے اموال سے زکواۃ نکالنا ترک نہ کرنا جو غضب الہٰی کو تم سے فرو کرے گی۔ خدا کے لئے خدا کے لئے تمہارے نبی کے آدمی (یعنی جو غیر مسلم تمہارے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں) ایسا نہ ہو تمہاری زندگی میں اُن پر ظلم کیا جائے۔

خدا کے لئے خدا کے لئے اصحاب رسول کا خیال رکھنا۔ اُن کے حق میں رسول کی وصیت ہے۔ خدا کے لئے خدا کے لئے فقراء ومساکین کو اپنے اموال میں شریک رکھنا۔ خدا کے لئے اپنے کنیز وغلاموں سے غافل نہ ہونا۔

پھر فرمایا نماز نماز کسی بدگوئی سے خدا کی راہ میں نہ ڈرنا۔ خدا تمہارے لئے کافی ہے۔ جو بھی تم سے بغاوت کرے، اور بدی کرنا چاہے کچھ اُس کی پرواہ نہ کرنا۔ تمام بندوں پر شفقت کرنا۔ لوگوں سے خوش گفتاری کرنا، جیسا کہ خدا نے تم کو حکم دیا ہے۔ اچھی باتوں کے کرنے کو کہتے رہنا، اور بُری باتوں سے روکتے رہنا ورنہ تمہارے اشرار تم پر مسلط کر دئے جاویں گے پھر تم دعائیں کرو گے قبول نہ ہوں گی۔ تم کو لازم ہے کہ تواضع ومسکنت اختیار کرو اور امر خیر میں جلدی کرو خاص کر تم لوگ۔ اور قطع رحم اور تفرقہ وجدائی اور کسی کا پیچھا کرنا تمہارا شعار نہ ہو۔

اپنے صاحبزادوں حسن و حسین کو بلا کر فرمایا کہ تم دونوں کو تقوائے الہی کی وصیت کرتا ہوں، اور یہ کہ دنیا کا پیچھا نہ کرنا اگرچہ وہ تمہارا پیچھا کیسے۔ جو چیز تم سے دور ہو جائے اس پر غم نہ کرنا۔ ہمیشہ حق کہنا، یتیم پر رحم کرنا، بیکس کی مدد کرنا۔ ہر عمل آخرت کے لئے ہو۔ ظالم کے دشمن رہنا، مظلوم کے حامی ہونا، کتاب اللہ پر عمل رکھنا۔ خدا کے امور میں ملامت کا خیال نہ کرنا۔

پھر محمد حنفیہ سے فرمایا، جو کچھ میں نے تمہارے بھائیوں سے کہا وہ سُنا، انہیں سب باتوں کی تجھ کو بھی وصیت کرتا ہوں، اور وصیت کرتا ہوں کہ اپنے بھائیوں کے حق عظیم کا خیال رکھنا، ان کی اطاعت کرنا، بغیر ان کی رائے کوئی کام نہ کرنا۔

پھر امام حسن و امام حسین سے فرمایا میں تم دونوں سے محمد حنفیہ کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔ یہ تمہارے باپ کا بیٹا ہے، اور اس کا محبوب ہے۔

پھر امام حسن سے فرمایا میں وصیت کرتا ہوں خوف خدا کی اپنے وقتوں میں نماز پڑھنے کی، میعاد پر زکوٰۃ دینے کی، ٹھیک وضو کرنے کی، اس لئے کہ بغیر طہارت نماز صحیح نہیں ہے، اور مانع زکوٰۃ کی نماز صحیح نہیں ہے۔ وصیت کرتا ہوں خطائیں معاف کرنے کی، غصہ پی جانے کی، رشتہ جوڑنے کی، بردباری کی، دین میں عقل و دانش کی، ہر معاملے میں تحقیق کی۔ قرآن کی مداومت کی، پردیسی سے حسن سلوک کی۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی، اپنی خواہشوں سے پرہیز کی (طبری جلد ۶)

پھر تمام اولادوں کو مخاطب کرکے فرمایا: خدا سے ڈرتے رہو، اسکی اطاعت کرو۔ جو تمہارے ہاتھ میں نہیں اس کا غم نہ کرو، عبادت پروردگار پر کمربستہ رہو،

چست و چالاک بنو، سست نہ بنو، ذلت قبول نہ کرو۔ خدایا ہم سب کو ہدایت پر جمع فرما، اور انھیں دنیا سے بے رغبت کر دے۔ ہمارے اور ان کے لئے آخرت کو دنیا سے بہتر قرار دے۔ (الامامۃ والسیاسۃ)

ہمیشہ نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرتے رہو، اور گناہ و دشمنی میں ہرگز کسی کی مدد نہ کرنا۔ تقوے اختیار کرو، کیونکہ خدا بڑا عذاب کرنے والا ہے۔ خدا میرے اہلبیت کا حافظ ہے، اور خدا اپنے نبی کی یاد تم میں قائم رکھے۔ میں تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں وہ بہترین امین ہے اور خدا سے سلامتی و رحمت تمھارے لئے چاہتا ہوں۔ (مقاتل الطالبین، تاریخ طبری جلد ۶)

(۲۴۳)

جان کے بدلے جان

سلاطین و حکام کے قاتل کے ساتھ کتنے ادھا دھند قتل کر دئے جاتے ہیں۔ قتل جناب عثمان کے بعد کیسا اودھم مچ گیا، قاتل تو ایک تھا، ہزاروں جمل و صفین میں قتل کئے گئے۔ یہی تو ملوکیت و عسکریت کا قدیم دستور رہا ہے، خدا کے حکم النفس بالنفس کا جاری کرنے والا، شریعت اسلام کا حقیقی حافظ زخمی ہو کر بنی ہاشم سے وصیت کرتا ہے: "اے بنی عبدالمطلب ایسا نہ کرنا کہ میرے خون کے قصاص میں عام خونریزی شروع کر دو، اور کہتے پھرو کہ امیرالمومنین قتل ہو گئے، امیرالمومنین قتل ہو گئے، خبردار میرے قاتل کے سوا

کوئی دوسرا قتل نہ کیا جائے۔ (طبری)

(۲۴۴)

حنوط علیؑ

بعد رحلت آپ کو غسل دیا گیا اور اسی کافور سے حنوط ہوا جو حنوط رسولِ خدا سے بچا تھا (تذکرہ خواص الامۃ، تاریخ واقدی)

(۲۴۵)

قتل علیؑ سے بی بی عائشہ کی خوشی

جب قتل علی کی خبر بی بی عائشہ کو ہوئی تو خوش ہو کر ایک شعر پڑھا جس کا یہ حاصل ہے "میں اس خبر سے ایسی خوش ہوئی جیسے کسی مسافر کے آنے کی خوشی ہوتی ہے"۔ زینب بن سلمہ بن ابی سلمہ نے جب یہ کہتے سنا تو ام المومنین کو ملامت کی (تاریخ طبری، مقاتل الطالبین، تاریخ واقدی، تذکرہ خواص الامۃ)

خبر شہادت علیؑ سن کر ام المومنین نے سجدۂ شکر کیا (مقاتل الطالبین) اور اپنے غلام کا نام قاتل امام کے نام پر عبدالرحمن رکھا۔

(۲۴۶) علیؑ و رسولؐ جنت میں

رسولِ خدا نے فرمایا، یا علی ہم اور تم اور سیدہ جنت کے ایک ہی گھر میں

ہوں گے جس کو خدا نے قرآن میں فرمایا ہے: "اخوانا علی سرر متقابلین"
(مسند احمد بن حنبل، مناقب ابن مغازلی، حلیۃ الاولیاء، فرائد السمطین)

(۲۴۷)

روضے کے آسمانی برکات

وہ کون مذہب ہے جس میں کچھ چیزیں آسمانی برکات سے مخصوص نہیں ہیں۔ ہر مذہب قائل ہے بجز ملاحدہ کے جو توہم پرستی سے تعبیر کرتا ہے لیکن ایسے آثار کا نمایاں ہوتے رہنا، اور کثرت سے شواہد کا موجود ہونا نا قابل انکار ہے۔ اس دور جدید میں بھی متمدنین کا گروہ اس کی حمایت پر اڑا ہوا ہے دیکھو حضرت موسیٰ کے زمانے میں ایتھنز کا شاہزادہ گیسلس مصر سے شاہ فرعون کے دربار میں ایسا ہر دلعزیز ہوا کہ فرعون نے اپنی لڑکی "اسکاٹا" کی اس کے ساتھ شادی کر دی۔ حضرت موسیٰ نے اس شاہزادے کو بتایا تھا کہ فرعون کی فلاں راجدھانی میں ایک بازار میں پتھر پڑا ہوا ہے جس میں آسمانی طاقتیں پائی جاتی ہیں۔ اس پتھر پر حضرت یعقوب سوئے تھے۔ جبکہ انھیں یہ خواب نظر آیا وہ آسمان کی طرف اڑ رہے ہیں جس ملک میں یہ پتھر ہوگا وہاں اسکا ٹ لوگ حکومت کریں گے۔ یہ گیسلس اور اسکاٹا فرعون سے مخفی پتھر کے تجسس میں نکلے، اور پتھر حاصل کرنے کے بعد مخفی شب کو مع بال بچوں کے شہر سے نکل گئے اور بذریعہ دریا نیل کشتی کا سفر کیا، اور بحیرۂ روم ہو پہنچ گئے اور کئی ماہ بعد اسپین پہونچے اور گیسلس وہاں کا بادشاہ ہوگیا، اور کئی پیشت تک اس کی

اولاد سلطنت کرتی رہی۔ عیسوی ساتویں صدی میں اسکاٹ کی اولاد اُس پتھر کو لئے آئرلینڈ پہونچی، وہاں یہ لوگ تارئی پہاڑی پر اقامت پذیر ہوئے۔ ایکہزار سال تک یہ پتھر آئرلینڈ میں رہا، اور یہ پتھر "لاپالیسل" کے نام سے مشہور ہوا، اور شہر "منسٹر" میں کیشل نامی گرجے میں رہا۔ بادشاہ کی آئرلینڈ میں اسی پتھر پر تاجپوشی ہوتی رہی۔ آئرلینڈ کے جنرل فرگسی کو اس پتھر کے اکھڑوا دینے کا خیال پیدا ہوا، اور وہ آئرلینڈ میں مصائب کا اس پتھر کو سبب سمجھا جب وہ خود بادشاہ ہوا تو اس خیال سے تائب ہوا، اور اپنی تاجپوشی بھی اسی پتھر پر کرائی۔

"کینیتھ دوم" جب تمام اسکاٹلینڈ آئرلینڈ کا بادشاہ ہوا تو اس پتھر کو اسکاٹلینڈ میں لے آیا، شاہ انگلینڈ ایڈورڈ اول جب اسکاٹلینڈ گیا تو اُس کو یہ پتھر بہت پسند آیا، اور اپنے ہمراہ لندن لے آیا، سنہ ۱۹۲۲ء میں اُسے ویسٹ منسٹر میں رکھا گیا، اور بادشاہ کی ذاتی ملکیت سمجھا جاتا۔ ایڈورڈ دوم نے اس پر بیٹھنے سے انکار کر دیا، اس کو یہ اندیشہ ہوا کہ اس پر بیٹھنے سے اس کو سردی لگنے لگی۔ اس لئے اُس نے تاجپوشی کے لئے نیا تخت بنانے کا حکم دیا، اور یہ پتھر اُس تخت میں لگایا گیا جس تخت کے بننے میں سات پونڈ خرچ ہوئے۔

ایڈورڈ اول کے بعد برطانیہ میں "ملکہ میری" کے علاوہ جتنے بادشاہ ہوئے اُن کی رسم تاجپوشی اسی پر ادا ہوئی۔ اسکاٹ لینڈ والے چند بار اس پتھر کی واپسی کا مطالبہ کر چکے ہیں، لیکن اب یہ روایت غلط ثابت ہوتی ہے کہ جہاں یہ پتھر ہوگا وہیں اسکاٹ لینڈ کے باشندے حکومت کریں گے۔ جبکہ ہزاروں سال اس روایت کی تصدیق ہوتی رہی تو چند صدیوں کے لئے اسکا خلاف

اگر ظہور پذیر ہو تو وہ ایسا ہی ہے جیسے عہد حضرت یعقوب سے مصر کے شاہ فرعون تک ہوا ۔ اور کوئی آئرلینڈ میں بادشاہ نہیں ہوا ۔ اس کے بھی کچھ آسمانی وجوہ ہو سکتے ہیں ، جیسا کہ اس کے آسمانی برکات کا ہزاروں سال مشاہدہ ہوا ۔

ہم کو روایت کی صحت و سقم سے بحث نہیں ہے ، سوال صرف یہ ہے کہ یہ پتھر تاریخی ہونے کی وجہ سے متبرک سمجھا گیا ، اس لئے کہ نبی خدا حضرت یعقوب اس پر سوئے تھے ، اور دنیا نے متمدن و مہذب ہزاروں سال اس برکت کی معتقد رہی ۔

اگر شیعہ اسی انتساب کی وجہ سے اپنے پیشوایان دین سے ان کی یادگاروں کو آسمانی برکتوں کا موجب سمجھیں تو ان کو واہمہ پرست کہکر کیوں مضحکہ اڑایا جائے ، اور کیوں نہ وہ مقامات و مساجد و درگاہیں آسمانی برکات کا منبع و معدن نہ سمجھی جائیں جن پر ان اولیاء اللہ نے بجائے سونے کے خدا کی عبادت کی ہو یا دفن ہوں جیسے مسجد کوفہ روضۂ امیر المومنین علی مقام جہاں کہیں بھی ہو ۔

(۲۴۸)

علیؑ زندہ ہیں

جناب امیرؑ کا بعد شہادت لوگوں کو دکھائی دینا ۔ امام حسنؑ کا لوگوں کو زیارت کرانا ، حارث ہمدانی سے خود جناب امیرؑ کا فرمانا کہ

"کوئی کافر و مومن نہیں مرتا جب تک بوقت مرگ میری زیارت نہ کر لے (امالی شیخ طوسی، عیون المعجزات، مناقب ابن شہر آشوب، ینابیع المودہ) اگر مسیح کا تین روز بعد قبر سے زندہ ہو کر لوگوں کو دکھائی دینا ممکن ہے۔ اگر "سائنٹیفک ریسرچ سوسائٹی" کی تحقیقات صحیح ہے جس میں ۳۵۲ ایسے واقعات درج ہیں جن میں وہ شخص لوگوں کو دکھائی دیا جو مر چکا تھا یا اس شہر میں نہ تھا تو بیشک اسلامی شہادتیں جناب امیرؑ کے متعلق صحیح ہیں۔

(۲۴۹)

قبر علی میں اختلاف

جناب امیرؑ کی قبر اطہر میں اہلسنت نے اختلاف کیا ہے۔

بعض کا قول ہے قصر الامارہ کوفہ میں دفن ہوئے، اور نشان قبر مٹا دیا گیا۔ (تاریخ واقدی)

بعض کا قول ہے۔ نعش اقدس تابوت میں رکھ کر اونٹ کی پشت پر باندھ کر اس کو ہنکا دیا گیا، وہ قبیلہ طی میں پہونچا، ان کو صندوق میں مال کا شبہ ہوا۔ جب کھولا تو معلوم ہوا کہ نعش ہے۔ انھوں نے اپنے ہی یہاں دفن کر دیا، یہ عکرمہ کا قول ہے

تیسرا قول ہے کہ، اونٹ نعش مدینہ لئے چلا گیا، اور قبر جناب سیدہ کے پاس نعش دفن ہوئی۔ حجاج نے جب نعش نکالنی چاہی اس نے عداوت سے نعش سے بے ادبی کرنا چاہی، عنبسہ بن سعید بن عاص نے ملامت کی،

اُسوقت وہ باز آیا، (تاریخ بلادری)

چوتھا قول یہ ہے کہ "قبلہ کے رُخ مسجد کوفہ میں دفن ہوئے زمانۂ حجاج میں دیوار ٹوٹی تھی تو اس میں سے ایک پیرمرد کی نعش برآمد ہوئی جس کے کپڑوں پر خون کے نشانات تھے، اور دوبارہ دفن کیا (سیرت ابن ہشام)

پانچواں قول مسجد کوفہ میں متصل باب کندہ دفن ہوئے (طبقات ابن سعد)

چھٹا قول۔ بیلاوہ شخص جو ایک قبر سے نکال کر دوسری قبر میں دفن ہوا وہ علی مرتضیٰ تھے۔ (وسائل فی معرفۃ الاوائل سیوطی)

ساتواں قول۔ نجف اشرف میں اُسی مقام پر مدفون ہیں جو آج تک زیارت گاہ ہے، اور یہی مشہور ہے۔ دفن جناب امیرؑ کے متعلق اختلاف کے وجوہ صرف صدر اسلام کی عداوتیں ہیں تاکہ قبر کو پوشیدہ کرکے زیارت گاہ نہ بننے دیں، اور واقعہ یہ بھی ہے کہ بنی امیہ و بنی عباس نے قبور کی جو بے احترامی کی ہے وہ تاریخ دانوں سے پوشیدہ نہیں ہے قبروں سے نعشیں نکال کر سولیاں دی گئی ہیں، ہڈیاں جلائی گئی ہیں، سر کاٹ کر خزانوں میں داخل کئے گئے ہیں۔

متوکل نے امام حسینؑ کی قبر پر کھیتی کرائی، نہر کاٹ کر بہا دینا چاہا۔ علیؑ کا دفن بھی اسی خطرے کے ماتحت پوشیدہ رکھا گیا تھا تاکہ دشمنوں کی نظر سے محفوظ رہے ورنہ جمہور اہل سنت و اہل تشیع و غیر مسلمین مورخین کا اتفاق ہے کہ نجف اشرف میں آپ مدفون ہیں۔

(۲۵۰)
شیعیانِ علی کا حشر

جس طرح سے عہد رسول میں منافقوں کی کثرت تھی، اور مومن کم تھے، علی کو بھی خالص شیعہ کم ملے تھے، اور منافقوں کی کثرت تھی جس کو بار بار خطبوں میں خود علی نے فرمایا تھا، جو خالص شیعہ تھے، جنگ جمل و جنگ صفین میں قتل ہوئے۔ جو باقی رہے وہ بنی امیہ و بنی عباس کے ہاتھوں طرح طرح سے مصائب میں گرفتار ہو کر شہید ہوئے، اور باقی جان بچانے کے لئے مختلف ممالک ایران، طبرستان، نوبہ، افریقہ، یمن، کابل، ہندوستان، اندلس، اور حبش اور صحراؤں، پہاڑوں میں منتشر ہو کر زندگی بسر کرنے لگے اور اپنی جان کی حفاظت میں مذہب کو پوشیدہ رکھتے، تو میت اور نام تک چھپاتے، اسلئے نہ تو ان کی کوئی جمعیت کہیں موجود تھی، نہ صحیح تعداد کبھی معلوم ہو سکی، ان کی نسلیں بھی ماں باپ کا مذہب چھپانے کی وجہ سے بعض بعض آبائی مذہب کو چھوڑ بیٹھیں۔ پہلی صدی ہجری میں شیعوں کی جماعتیں منتشر ہونا شروع ہو گئیں اور جہاں امن ملا سکونت پذیر ہوئیں اور خفیہ شیعہ مذہب کی تبلیغ کرتی رہیں۔

(۲۵۱)
علی حسن مجتبیٰ کی نظر میں

شہادت امیر المومنینؑ کے دوسرے روز امام حسنؑ نے مسجد میں خطبہ

پڑھا اور فرمایا "لوگو کل تم سے ایسا شخص رخصت ہو گیا جس سے علم میں نہ اگلے سبقت لے گئے نہ پچھلے اس کی برابری کر سکیں گے۔ رسول اللہ انھیں کو علم دیتے تھے اور انکے ہاتھ پر فتح ہوتی تھی۔ (مسند حسن)

(۲۵۲)
علی ابن عباس کی نظر میں

(۱) ابن عباس کہتے ہیں قسم بخدا علی کو دس حصہ علم دیا گیا، اور دسویں حصہ سے دوسرے اصحاب نے علم پایا۔ (استیعاب)

(۲) ابن عباس کہتے ہیں علم علی سے میرے علم کو وہ نسبت ہے جو بحر محیط کو ایک قطرے سے (شرح ابن ابی الحدید)

(۳) قرآن مجید میں جہاں کہیں "یاایھا الذین امنوا" آیا ہے وہاں علی ان سب کے امیر و سردار ہیں (طبرانی، ابوحاتم، استیعاب صواعق محرقہ)

(۴) ابن عباس کہتے ہیں جب بات کو ہم علی سے پوچھ لیتے ہیں، پھر ہم کو دوسرے سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہوتی (استیعاب)

(۵) ابن عباس کہتے تھے، علم علی علم رسول ہے، خود رسول نے تعلیم دی، اور رسول کا علم خدا کا علم ہے۔ میں نے علی سے تعلیم پائی، میرا اور تمام اصحاب کے علم کو علم علی سے وہ نسبت ہے جو قطرے کو سات دریاؤں سے نسبت ہوتی ہے۔



(۲۵۳)
علی ام المومنین عائشہ کی نظر میں

(۱) عطا سے ام المومنین نے فرمایا علی تمام مخلوق سے بہتر ہیں، جو شک کرے کافر ہے۔ (ابوبکر بن مردویہ)

(۲) ام المومنین نے کہا علیؑ جملہ اصحاب میں سنت رسولؐ کے بہترین عالم ہیں (تاریخ الخلفا، مناقب اخطب خوارزمی)

(۳) ام المومنین نے قتادہ سے کہا، علی احب خلق ہیں خدا اور رسول کے نزدیک، پھر قتادہ نے پوچھا علی سے کیوں لڑیں، جواب دیا مقدر میں یہی تھا۔ (تذکرۂ خواص الامۃ، شرح ابن ابی الحدید)

(۲۵۴)
علی امیر معاویہ کی نظر میں

(۱) صفین میں علی نے معاویہ کو للکارا کیوں بے گناہوں کا خون کرتا ہے۔ آ ہم اور تو باہم لڑلیں۔ عمر عاص نے کہا جائیے علی مقابلہ کے لئے بلاتے ہیں۔ معاویہ نے جواب دیا ابوالحسن بڑا قتل کرنے والا بہادر ہے تو مجھے ایسا مشورہ دیتا ہے، چاہتا ہے میں قتل ہو جاؤں اور تو شام کا بادشاہ بنے (ارجح المطالب، تذکرۂ خواص الامہ)

(۲) ضرار بن ضمرہ نے دربار معاویہ میں فضائل علی بیان کئے تو معاویہ نے

کہا قسم بخدا علی ایسے ہی تھے، خدا اُن پر رحم کرے (تذکرہ خواص الامہ)

(۴) معاویہ سے ایک مسئلہ پوچھا گیا، انھوں نے کہا علی سے جاکر پوچھو اس لئے کہ وہی اعلم ہیں، عمر بن الخطاب بھی مشکلوں میں انھیں سے پوچھتے تھے (مناقب ابن مغازلی، فرائد السمطین)

(۵) خبر شہادت علی سنکر معاویہ نے کہا علی کے قتل ہونے سے فقہ وحکمت کا جنازہ نکل گیا (استیعاب)

(۲۵۵)

علی ابو موسیٰ اشعری کی نظر میں

عمر عاص سے تحکم کے وقت ابو موسیٰ نے کہا تھا کہ دین کا شرف علی سے ہے۔ (تاریخ واقدی، تذکرہ خواص الامۃ)

(۲۵۶)

علی ابو درداء صحابی کی نظر میں

ابو درداء نے کہا دنیا میں تین عالم ہیں، شام میں میں، کوفہ میں عبداللہ بن مسعود، مدینہ میں علی۔ شام کا عالم کوفہ کے عالم سے پوچھا کرتا ہے، اور کوفہ کا عالم مدینہ کے عالم سے پوچھتا ہے۔ مدینہ کا عالم کسی سے نہیں پوچھتا (مناقب اخطب خوارزمی)

(۲۵۷)

علیؑ عمر عاص کی نظر میں

(۱) عمر عاص کہتے ہیں علیؑ گوہر یکتا اور زر خالص ہیں، باقی لوگ مٹی ہیں، وہ عظیم الشان جسر ہیں اور کشتی نوح ہیں خدا تک رسائی کے لئے دروازہ ہیں، اُن پر خطابت ختم ہے (تذکرہ خواص الامۃ)

(۲) معاویہ نے جب عمر عاص کو وزارت کی دعوت دی تو عمر عاص نے جواب میں لکھا "اے معاویہ تو مجھکو گمراہی و باطل کی دعوت دیتا ہے حالانکہ علیؑ برادر رسول، ولی رسول وصی رسول وارث رسول، رسول کا قرض ادا کرنے والے، اُن کے وعدوں کا پورا کرنے والے، داماد رسول شوہر سیدۃ النساء العالمین، پدر سبطین رسول حسنؑ و حسینؑ کے ہیں جو دونوں سردار جوانان اہل جنت ہیں۔

ابوالحسن نے اپنی جان بیچ کر فرش رسول پر آرام لیا۔ رسول نے فرمایا جس کا میں مولا ہوں علیؑ اُس کے مولا ہیں۔ (تذکرہ خواص الامۃ)

(۲۵۸)

علیؑ قبیصہ صحابی کی نظر میں

قبیصہ کہتے ہیں، ہم نے علیؑ سے زائد زہد میں کسی کو نہیں دیکھا۔
(مجمع الاحباب فی مناقب الاصحاب)

(۲۵۹)
علیؑ ضرار ابن ضمرہ کی نظر میں

دربار معاویہ میں ضرار کہتے ہیں، قسم بخدا علی دن میں بکثرت روزے رکھتے تھے، راتوں کو عبادت کرتے تھے، موٹا لباس پہنتے تھے۔ بدترین غذا کھاتے تھے، ہماری بات دل لگا کر سنتے تھے جب ہم خاموش ہوتے تو خود بولتے تھے۔ جو ہم سوال کرتے اُس کا جواب دیتے تھے تقسیم میں مساوات برتتے تھے۔ رعیت میں انصاف کرتے تھے۔ کمزور علی کی سختی سے نڈر رہتے۔ قوت والوں سے علی ڈرتے نہ تھے۔

خدا کی قسم ایک تاریک شب میں میں نے علی کو محراب عبادت میں دیکھا خوف خدا سے اس طرح سے تڑپ رہے تھے جیسے سانپ کا ڈسا ہوا تڑپتا ہے (تذکرۂ خواص الامۃ)

(۲۶۰)
علیؑ خلیفۂ ابوبکر کی نظر میں

(۱) علی عترت رسولؐ میں جن سے تمسک کی رسول نے ترغیب دی، اور روز غدیر اعلان فرمایا کہ علی ہی سے تمسک رکھنا (صواعق محرقہ، دارقطنی)

(۲) خلیفہ فرماتے ہیں، رسول کو اُن کے اہلبیت میں تلاش کرو (صواعق محرقہ) یعنی اہلبیت رسول نمونہ ہیں شان رسالت کا۔

(۳) وقت وفات جناب ابوبکر نے فرمایا، کاش میں علی کا گھر (جبر بیعت کے لئے) نہ کھولتا، اگرچہ وہ گھر مجھ سے لڑائی ہی کی غرض سے بند کیا گیا ہوتا۔ (کنز العمال جلد ۳، مسند احمد بن حنبل، تاریخ طبری، تاریخ کامل کتاب سقیفہ جوہری، معجم کبیر، تاریخ ابن عساکر)

(۴) بعد خلافت جناب ابوبکر نے فرمایا، مجھکو چھوڑ دو، مجھکو چھوڑ دو جب کہ مجھ سے بہتر تم میں علی موجود ہیں (تذکرۃ خواص الامۃ، خمیس دیار بکری، سر العالمین غزالی، ریاض النضرۃ)

(۲۶۱)
علیؑ حسان شاعر رسولؐ کی نظر میں

واقعۂ خم غدیر کو شاعر رسول نے نظم کیا اور وہ قصیدہ خدمت رسول میں پیش کیا، رسول نے دعا دی اور فرمایا، خدا تیری روح القدس سے تائید کرے (تذکرہ خواص الامۃ)

(۲۶۲)
علیؑ عبداللہ بن مسعود صحابی کی نظر میں

(۱) عبداللہ کہتے ہیں میں خلافت علی میں حاضر رہا، اور پڑھا۔ علی سب سے بہتر، سب سے عالم تر بعد رسول تھے۔ ان سے علم دریا کے سیل کی طرح بہتا تھا، (تذکرہ خواص الامۃ)

(۲) عبد اللہ کہتے ہیں میں علی کو خیر البشر سمجھتا ہوں (تاریخ واقدی تذکرہ خواص الامۃ)

(۲۶۳)
علی خلیفہ عمر کی نظر میں

(۱) جناب عمر فرماتے تھے علی میں تین ایسی فضیلتیں تھیں اگر ایک بھی ان میں کی مجھکو ملتی تو سوا اونٹوں سے بہتر تھی۔ رسول نے اپنی بیٹی کا عقد کیا، اپنی مسجد میں علی کو جگہ دی اور مجھکو نہ دیا، خیبر میں علی کو علم دیا۔ (اوسط طبرانی)۔

(۲) بروز غدیر جناب عمر نے علی کا ہاتھ تھام کر مبارکباد دی "تم کو مبارک ہو یا علی اس طرح سے تم نے صبح کی کہ تم ہر مومن و مومنہ کے مولا قرار پائے (سر العالمین غزالی، تذکرہ خواص الامۃ)

(۳) آخر وقت کسی نے جناب عمر سے کہا کہ آپ کے بعد ہم علی کو خلیفہ کریں گے۔ جواب دیا قسم ہے مجھکو اپنی جان کی تم علی کو خلیفہ نہ کروگے اور اگر ایسا کیا تو جناب ہے تم نادان ہو، علی تم کو امر حق پر قائم کئے بغیر باز نہ آئیں گے (کنز العمال علی متقی)

(۴) خلیفہ نے کہا عالم کی عورتیں علی کا مانند پیدا کرنے سے عاجز ہیں (ینابیع المودۃ، مناقب اخطب خوارزمی)

(۵) جناب عمر نے کہا ہم سب میں بہترین جج علی ہیں۔ (تاریخ الخلفا سیوطی)

(۲۶۴)

علیؑ ابوہریرہ صحابی کی نظر میں

دربار معاویہ میں اصبغ بن نباتہ نے قسم دے کر ابوہریرہ سے پوچھا سچ بتاؤ رسول خداؐ نے بروز غدیر حق علیؑ میں کیا یہ فرمایا تھا کہ جس کا میں مولا ہوں اُس کے علیؑ بھی مولا ہیں۔ ابوہریرہ نے قسم کھا کر کہا میں نے خود رسول کو یہ کہتے سُنا (تذکرہ خواص الامۃ)

(۲۶۵)

علیؑ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کی نظر میں

خلیفہ تبسم کرتے ہیں کہ امت رسول خدا میں بعد رسول علیؑ سے زیادہ زاہد میں نے نہیں دیکھا، کبھی علیؑ نے اینٹ پر اینٹ نہیں رکھی، اور نہ روٹی پر روٹی رکھکر کھائی۔ (تذکرہ خواص الامۃ، مناقب ابن شہر آشوب)

(۲۶۶)

علیؑ مغیرہ بن شعبہ کی نظر میں

صعصعہ بن صوحان مغیرہ کے پاس آئے: مغیرہ نے پوچھا کہاں سے آرہے ہو فرمایا، اُس شخص کے پاس سے جو ولی، تقی، جواد، حلیم، ولی، کریم، حقدار ہے۔ منع کرنے والا تلوار سے، سخی، کشادہ دست، قول و فعل

میں یکساں، سخیا، کریم الاولاد و شیئیت الا بناء، مشہور شجاع، زاہد فی الدنیا، آخرت سے راغب، وغیرہ وغیرہ، یہ سنکر کہا یہ صفات تو علی مرتضیٰ کے ہیں۔ (تذکرۂ خواص الامۃ)

(۲۶۷)

علیؑ معاویہ بن یزید کی نظر میں

یزید کے مرنے کے بعد معاویہ بن یزید تخت خلافت پر بیٹھے، اور شاہی تقریر شروع کیا جس میں پُر زور لہجہ میں اپنے باپ دادا کی سیاہ کاریوں کو اور آل رسول کی خدمات و استحقاق خلافت کا اعلان کیا (حیوٰۃ الحیوان دمیری)

(۲۶۸)

علیؑ منصور دوانقی کی نظر میں

دوانقی منصور اعمش سے کہتے ہیں، حب علی ایمان ہے اور ان سے بغض نفاق ہے (مناقب اخطب خوارزمی)

(۲۶۹)

علیؑ عطا کی نظر میں

عبد الملک بن سلیمان نے عطا سے پوچھا کیا اصحاب رسول میں علی سے کوئی زیادہ علم رکھتا تھا۔ عطا نے کہا قسم بخدا علی سے کوئی زیادہ عالم نہ تھا (استیعاب)

(۲۷۰)

علیؑ ابوذر غفاری صحابی کی نظر میں

ابوذر غفاری ایک مرتبہ بیمار ہوئے اور امیر المومنین سے وصیت کی لوگوں نے کہا اگر تم امیر المومنین عمر خطاب سے وصیت کرتے تو زیادہ بہتر تھا جواب دیا قسم بخدا میں نے برحق امیر المومنین سے وصیت کی ہے (ابن مردویہ)

(۲۷۱)

علیؑ سلمان فارسی صحابی کی نظر میں

جناب سلمان نے کہا علی امت میں سب سے زائد علم رکھنے والے ہیں۔ (کتاب الفردوس دیلمی)

(۲۷۲)

علیؑ سعید بن مسیب کی نظر میں

سعید کہتے ہیں میں نے کسی صحابی رسول کو یہ کہتے نہیں سنا بجز علی کے کہ جو کچھ پوچھنا ہو مجھ سے پوچھ لو۔ (مسند احمد بن حنبل)

(۲۷۳) علیؑ مسروق کی نظر میں

مسروق کہتے ہیں اصحاب رسول میں سب سے زائد علم تھا عبداللہ بن

مسعود، ابو درداء، معاذ بن جبل، زید بن ثابت، اور علی بن ابی طالب کو تھا، اور ان سب سے علم میں زیادہ علی اور ابن مسعود تھے، اور ان دونوں میں علی کو زیادہ علم تھا۔ (مناقب خوارزمی)

(۲۷۴)

علی قبیصہ صحابی کی نظر میں

قبیصہ کہتے ہیں میں نے کسی کو علی سے زیادہ نہیں دیکھا (ضمیمۃ الاحباب)

(۲۷۵)

علی خلیفہ زادے عمر کی نظر میں

کسی نے ابن عمر سے جناب عثمان اور جناب علی کے مابین فرق پوچھا، ابن عمر نے فرمایا خانہ علی کی طرف اشارہ کرکے مکان سے مکین کا اندازہ کرلو، علی کا مکان نبی کے مکانوں کے درمیان میں ہے، اس کا دروازہ مسجد نبی میں کھلا ہوا ہے۔ (خصائص امام نسائی)

(۲۷۶)

علی حسن بصری کی نظر میں

حسن بصری قول رسول و قول علی میں فرق نہ کرتے تھے، ان کے شاگردوں نے ایک روز ان سے پوچھا۔ آپ نے رسول کی زیارت نہیں کی پھر آپ

کیوں ہر قول کو رسول سے منسوب کر کے بیان کرتے ہیں۔ جواب دیا آج تم نے مجھ سے وہ بات پوچھی جو کبھی کسی نے نہ پوچھی تھی۔ اگر تم کو مجھ سے خصوصیت نہ ہوتی تو کبھی نہ بتاتا، میں ایسے زمانے میں ہوں جسے تم دیکھ رہے ہو۔ جو کچھ بھی تم مجھ سے سنو رسول کے نام سے سمجھ لو۔ میں نے علی سے سُنا ہے۔ زمانہ ایسا (پُر آشوب) ہے کہ میں علی کا نام نہیں لے سکتا (لمعات فریدہ مصنفہ علامہ کاظمی)

(۲۷۷)

علی خلیفہ مامون رشید کی نظر میں

مامون رشید کا وہ مشہور مباحثہ علمائے اہلسنت سے اُس میں اسحاق عالم سے کہا تھا، کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ رسول خدا نے بغیر حکم خدا کبھی کوئی اسلام کی دعوت نہیں دی، اسحاق نے کہا بیشک ایسا ہی تھا۔

مامون۔ تو کیا خدا اپنے رسول کو ایسے شخص کی نسبت دعوت اسلام کا حکم دے سکتا ہے جس پر ابھی حد ود شرعی بھی جاری نہ ہو سکیں۔ ثابت ہوا کہ علی خدا اور رسول کے نزدیک مکلف شرعی تھے، اور بسبب سبقت اسلام دوسرے اصحاب سے افضل تھے (عقد الفرید)

(۲۷۸)

علی جسٹس ارنلڈ کی نظر میں

علی کو سب لوگ دل سے دوست رکھتے ہیں، اور وہ اسی کے قابل

ہیں۔ اس زمانے میں بھی جب کہ شجاعان عرب شہرۂ آفاق تھے، ضرغام آل ابی طالب، اسد اللہ الغالب علی کا لقب تھا۔ اور اُن کو اشجع العرب بھی کہتے تھے۔ شجاعت، حکمت، ... عدالت، سخاوت، زہد و تقویٰ میں علی کا مثل و نظیر نہ تھا۔ (بمبئی لا رپورٹ جلد ۱۲ بمقدمہ ایڈوکیٹ جنرل بنام محمد حسین خوجہ)

(۲۷۹)

علیؑ ولیم میکنزی کی نظر میں

علیؑ نے رسول کی خدمتگذاری میں اپنے کو ہمہ تن دیدیا اور ابتدائی ثبوت دینی قوت، اخلاق و جرأت و شجاعت کے دئے۔ جب ملک عرب کے آئندہ مقتدا (محمدؐ) نے اعزا کو اپنی رسالت کا اعلان سنانے کیلئے جمع کیا، اور اُن میں سے ایک شخص اپنی وزارت کے لئے طلب کیا تو علی نے اپنے بزرگوں کی بےچینی سے انتظار کر کے اپنی ذات کو نہایت جوش و خروش کے ساتھ اُن خدمات کے لئے پیش کیا، اور اپنی آئندہ رفتار و اطوار سے پوری پوری شہادت اپنے وفا و عہد کی دیدی۔ جو محمد کی رسالت کی خدمت کے لئے عہد باندھا تھا، علی نے اس ہمت و کامیابی میں جسے اسلام کا اعلان ہے کے تم کم بھی کر دیا۔ وہ ثانی رسول تھے۔

جب قریش نے محمدؐ کو ہلاک کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا تو وہ شخص علی ہی تھے جنھوں نے ... رسول کی سبز چادر اوڑھ کر یہ سازش کرنے والوں کو

بہ لطف و حیلہ بالا، اور اپنے محسن کو قاتلوں کی تلواروں سے بچا لیا، جنگ بدر میں علی ہی کی شجاعت تھی جو خاص طور پر فتح کا باعث ہوئی۔ عرب کے دشمن قبائل سے تقریباً تمام غزوات میں جو ملک شام و یمن وغیرہ میں واقع ہوئیں اسی علی بہادر محارب کے اسلحہ تھے جو ہمیشہ بالشان فتح و ظفر کے ساتھ ساتھ رہتے تھے۔ علی کی عالیشان معتبر خدمات کے صلہ میں محمدؐ نے اپنی بیٹی عقد میں دیدی، اور اسد اللہ الغالب کا خطاب عطا کیا۔ یعنی وہ خدا کا شیر جو ہمیشہ فتحمند رہتا ہے۔

علی کے فضائل جلیلہ نے اُن کو مناسب خلیفہ محمدؐ کا مقرر کر رکھا تھا۔ لیکن علی کے قلب کی ایسی حالت معلوم ہوتی ہے جیسے فطرتاً شاہنشاہی کی طرف رغبت نہیں معلوم ہوتی۔ یہی وجہ ہوئی کہ وفات عثمان کے بعد آپ خلیفہ ہوئے اور بعید انکار کے بعد آپ نے حکومت کی طرف توجہ کی۔۔۔۔ ۔۔۔۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ علی میں بکثرت خصائل محمودہ موجود تھے آپ کا حسن صورت بھی مثل حسن اخلاق و علم و خرد کے قابل ذکر ہے۔

آپ نہ صرف شجاع و بیخوف تھے، بلکہ سخاوت و ایثار علی النفس کی صفت سے بھی متصف تھے۔ آپ بحیثیت عالم بھی اپنے عہد میں سب سے افضل تھے (امپیریل ڈکشنری آف یونیورسل بیاگرفی جلد اول صفحہ ۱۱)

(۲۸۰) علی نکلسن کی نظر میں

علی تقریباً ہر ایک خوبی، ذہانت، قوت فیصلہ اور بیش بینی وغیرہ کے

مالک ہیں۔ مگر حکومت کے رازہائے سربستہ سے ناآشنا تھے۔ وہ جانباز سپاہی، عاقل مشیر، مخلص دوست، اور باہمت دشمن تھے۔ وہ فصیح اللسان اور بہترین شاعر تھے، ان کے اقوال و اشعار مشرق کے مسلمانوں میں مشہور ہیں۔ اگرچہ ان میں سے کم تعداد بے اصل خیال کی گئی ہے۔ ایک بہترین جذبہ ہیں ان کا مقابلہ "ملٹروس" اور "بٹرو" کیا جاسکتا ہے۔ وہ سیاسی معاملات میں قابلیت نہ رکھتے تھے (دیکھو اس کا جواب اسی کتاب میں) ان کا مقابلہ ایسے بدنیت حریفوں سے آپڑا تھا جو "الحرب خدعة" پر عمل پیرا تھے، اس وجہ سے علی کا عملیہ ایک حد تک ناکامیاب رہا۔ بحیثیت خلیفہ ان کے اختیارات تاحیات کبھی تسلیم نہیں کئے گئے، لیکن دوسری جانب اثر و نفوذ شہادت سے لے کر اب تک خود محمدؐ کے بعد دوسرے درجہ پر ہے۔ شہادت سے ایک صدی کے اندر ہی ان کو وصی محمدؐ کا تسلیم کیا جانے لگا۔

شہید معصوم عن الخطا، اور بعض نے تو خدا مان لیا۔ (لٹریری ہسٹری آف عربس)۔

(۲۸۱)

علیؑ السنر جسٹا کی نظر میں

اگر علی کو امن و امان سے حکومت کا موقع دیا جاتا تو اُنکی خوبیاں اُن کی مستقل مزاجی، اور اُن کی سیرت کی بلندی پھر وہی پرانی اور

سادہ روش جمہوریت قائم کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے"

(۲۸۲)
علی مسٹر ماٹیلر کی نظر میں

محمدؐ نے خود ہی اپنے داماد علیؑ کو اپنا خلیفہ اور جانشین بنا دیا تھا۔

(۲۸۳)
علی مسٹر سیڈیو کی نظر میں

قرابت کے لحاظ سے اگر تخت نشینی کا اصول علی کے موافق پایا جاتا تو وہ بہت سے جھگڑے پیدا نہ ہوتے جنہوں نے اسلام کو مسلمانوں کے خون میں ڈبو دیا۔ علی شاید بہت پہلے تخت خلافت پر بیٹھا دیے گئے ہوتے، حقیقت کے لحاظ سے آج سے بیس سال قبل رسول کی رحلت کے بعد ہی ہو جانا چاہیے تھا۔

(۲۸۴)
علی مسٹر اِرونگ کی نظر میں

آخرکار علی نے اپنی جوانانہ دلیری کے ساتھ پیغمبر کی خدمت میں عرض کیا میں موجود ہوں۔ محمدؐ صاحب نے اپنا ہاتھ ان کے گلے میں ڈال دیا اور سینہ سے لگا کر آواز بلند فرمایا، میرے بھائی، میرے وزیر میرے جانشین کو دیکھو، اور تم لوگ اس کی بات سنو، اور اس کی فرمانبرداری کرو۔ حضرت علیؑ حضرت محمدؐ

کے ابن عم اور رسول کی اکلوتی بیٹی کے شوہر تھے، قرابت کے لحاظ سے بھی خلافت علی ہی کا حق تھا، اور آپ کے فضائل ومناقب اور آپ کے اسلامی خدمات بھی حد درجہ اتم خلافت کا مستحق ثابت کر رہی تھیں۔ آپ کی عالی ہمتی سرگرمی اور جوش کے پہلے ہی ظاہر ہو گئے پر جب کہ دین اسلام تمسخر و ایذا دہی کا نشانہ بنا ہوا تھا محمد نے آپ کو اپنا بھائی اور خلیفہ قرار دیا تھا، اور اسی وقت سے علی نے بھی اپنی ذات کو خلافت کے لئے وقف کر دیا تھا، اور اسلام کو اپنی بلند ہمتی اور اولوالعزمی سے اتنی ہی عزت بخشی جتنی اپنی بہادری سے ان کی حفاظت کی، (خلافت کے تمام جھگڑوں کے بعد وہ کہتے ہیں)

محمد کی خلافت کے سب سے زائد مستحق علی تھے جن کا دعویٰ سب سے زائد مستحکم ومضبوط، اور جن کا حق سب سے زائد فطری تھا، کیونکہ یہ محمد کے چچا کے بیٹے اور داماد تھے، فاطمہ جو ان کی اولاد تھی، وہی صرف یادگار رہ گئی تھی۔

(۴۵)
علی مسٹر گبن کی نظر میں

حضرت علی اس لحاظ سے بھی قابل احترام ہیں کہ آپ ہی پہلے وہ خلیفہ تھے جنھوں نے علم وفن کی کتابت کی پرورش کی، حکمت سے بھرے ہوئے اقوال کا ایک بڑا مجموعہ آپ کے نام سے منسوب ہے، اور اگر واقعی آپ ہی کی عقل وفکر وعلم ودماغ کا نتیجہ ہیں تو یقیناً آپ کا قلب ودماغ

خراج تحسین وصول کرے گا۔ آپ کے متعلق بہت سے دلچسپ عقل کو حیرت میں ڈالنے والے واقعات لکھے ہوتے ہیں، جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کا قلب و دماغ مجسم نور تھا۔

(۲۸۹)

علی مسٹر ووکلی کی نظر میں

تمام مسلمانوں میں بالاتفاق علی کی عقل و دانائی کی شہرت ہے جس کو سب تسلیم کرتے ہیں، آپ کے کلمات ابھی تک محفوظ ہیں جن کا ترجمہ ہو چکا ہے اس جلیل القدر خلیفہ کی خاص خاص یادگار داستانیں ہیں اگر تمام عجائب و غرائب باتوں سے جو آپ سے منسوب ہیں قطع نظر کر لیا جائے جب بھی آپ کی جرأت وہمت وخصلت مزاج و پرہیزگاری اور فہم و فراست سے اندازہ کیا جائے گا کہ اس دور میں جو عظیم الشان شخصیتیں گذری ہیں آپ سب سے ممتاز تھے۔

(۲۹۰)

علی تامس لائل کی نظر میں

ایک ہستی کی ضرورت تھی جو سب سے اعلیٰ ہو اور بلا شبہ عام طور پر ہادی تسلیم کر لیا جائے، اور جس پر ہر کس و مہ کی نظر پڑے۔ بالآخر ایسا ہی ہوا ہادی و امام علی کی صورت میں ان کو مل گیا، سیاسی اختلاف اور ریا بھی بغض و عناد کی وجہ سے ضرورت تھی کہ کوئی فردی خدا کا منتخب کردہ امام کو

لئے، یہ ظاہر ہے کہ اسلام کا پیشوا حسب ہدایت خدا اسکا کام کرنے والا ہے تو وہ پیغمبر کے خاندان کا ممبر ہونا چاہیئے۔

علیؑ کی بہادری، پیغمبر خدا کی اطاعت، اور سب سے بالاتر پیغمبر سے رشتہ داری ان کا نمونہ رسول ہوتا ہے، اور اپنے میں کمال انسانیت ظاہر کرنا وغیرہ ظاہر کیا ہے کہ وہ خدائی منتخب کردہ امام نمونہ رسول خالق و مخلوق کے درمیان میں واسطہ تھے اور ان کے جانشین اسی قسم کے خدا والے ہونے چاہیئں۔

(۲۸۸)
علی میجر اسپورن کی نظر میں

علی کے ساتھ تاریخ اسلام کی بزم میں وہ شخصیت اٹھ گئی جو بہترین اسلام کا ماننے والا اور سچا مسلمان تھا۔

(۲۸۹)
علی مصنف انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا کی نظر میں

علی وہ اول شخص ہیں کہ لڑکپن ہی میں پیغمبر صاحب کی غرض و غایت کی اعانت و نصرت میں ناموری حاصل کی جس کے عوض میں پیغمبر صاحب نے علی کو اپنا جانشین مقرر کیا اور اپنی بیٹی فاطمہ سے عقد کر دیا، علی نے اپنے کو ایک وفادار بہادر سپاہی ثابت کر دکھایا محمد صاحب

کے انتقال ہونے کے وقت علی میں مسلم النبوت سرداری کے حقوق موجود تھے۔ رسول کے بعد اسلام کی افسری کا دعویٰ علی کو مناسب معلوم ہوتا تھا لایق ترین صحبت یافتہ رسول صرف علی ہی تھے جو آخر عمر تک حضرت رسول کی سادہ مثال کی پیروی کرتے رہے۔ علم و عقل میں ایسے مشہور تھے کہ ابتک مجموعہ امثال و اشعار کے ان سے منسوب ہیں۔ خصوصاً مقالات علی جس کا انگریزی میں ترجمہ "مسٹر ولیم یول" نے بمقام اڈنبرا شایع کرایا ہے۔

(۲۹۰)

علی مسٹر لائل کی نظر میں

علی ایسا نوجوان تھا جسے ہر شخص پسند کرے گا، تمام واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صاحب اخلاق فاضلہ اور رہبر و شیر سا بہادر اور باوجود سپاہ گری مزاج میں ایسی رحمدلی اور نرمی۔ سچائی اور محبت تھی جو عیسائی دیندار جوانمرد کے شایان شان ہے۔

(۲۹۱)

علی مسٹر جان ڈیونپورٹ کی نظر میں

دو فرقوں شیعہ و سنی میں سے ایک نے ان کے (نبی) چچا زاد بھائی اور داماد علی سے جیسا کہ بمقتضائے انصاف و محبت ہے تولا کی۔ اس نظر سے کہ آنحضرت نے ان سے ہمیشہ محبت و الفت ظاہر کی اور چند مرتبہ

ان کو اپنا جانشین بھی بنایا۔ علی الخصوص دو موقعوں پر۔

(۱) جب آنحضرت نے اپنے گھر میں بنی ہاشم کی دعوت کی تھی اور علی نے باوصف کفار کے تمسخر کے اور توہین کرنے کے اپنا ایمان لانا ظاہر کیا۔

(۲) جب آنحضرت نے اپنے انتقال سے چند ماہ پیشتر اپریل ۶۳۲ء کو جبرئیل کا لایا ہوا ایک خطبہ ایک گاؤں میں جس کا نام غدیر خم ہے اور وہ نواح جحفہ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے، بہت سے لوگوں کو جمع کر کے بڑی شان و شوکت سے ایک منبر پر جو اسی کام کے لئے نصب کیا گیا تھا پڑھا جس میں حمد خداوندی کے بعد ارشاد فرمایا

"اے لوگو! تین مرتبہ جبرئیل میرے پاس یہ حکم خدا لائے کہ میں اپنے ماننے والوں سے وہ گورے ہوں یا کالے، یہ ظاہر کروں کہ علی میرے خلیفہ اور وصی و امام ہیں؛ میرا گوشت و خون ہیں۔ میرے لئے ویسے ہی ہیں جیسے ہارون موسیٰ کے لئے، خدا نے ان کو بڑی خوبیاں عطا کی ہیں۔ میرے بعد ان کی ویسی ہی فرمانبرداری کرنا چاہیے جیسے میری فرمانبرداری کرتے ہو۔ علی کے بعد ان کے بیٹے حسن و حسین ان کے جانشین ہونگے وغیرہ وغیرہ۔

اس خطبہ کے تمام ہونے پر ابوبکر، عمر، عثمان، ابوسفیان اور دوسرے لوگوں نے علیؑ کے ہاتھ چومے، اور ان کو اس جانشینی کی مبارکباد دی، اور اقرار کیا کہ تمام احکام کو اچھے عنوان سے بجا لائیں گے۔

سنہ ۶۳۲ء میں انتقال سے تین دن پہلے اپنے تابعین کو آنحضرتؐ نے مزید تاکید کی، اور بڑی شد و مد سے فرمایا۔ جو مجھکو مولا جانتا ہے وہ علی

کو بھی اپنا مولا سمجھے۔

(۲۹۲)
علیؓ ڈاکٹر اڈورڈ سل کی نظر میں

یہ علیؓ ہی کا بازو تھا جس پر حضرت محمدؐ نے اپنی آخری علالت میں تکیہ کیا تھا، اس طرح سے کہ علی رسول کی زندگی کے تمام واقعات میں امن ہو یا جنگ، رزم ہو یا بزم، اُن کے دائمی صحابی اور وفادار و مطیع و بہادر و حواری بنے رہے۔ بہت سی حدیثوں سے اس احترام و محبت کا انکشاف ہوتا ہے جو حضرت محمدؐ کو حضرت علی سے تھی۔ ان میں سے چند حسب ذیل ہیں
"میں اور علی ایک نور سے ہوں،" "علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں"۔

(۲۹۳)
علیؓ مسٹر میتھیو آرنالڈ کی نظر میں

مذہب اسلام رجو رسول کے بعد مسلمانوں کے ہاتھ میں پڑ کر اپنی اصلی صورت کو کھو بیٹھا تھا) کی سختی اور سنگدلی کے خلاف چند شریف، طاہر و مطہر فطرتوں کی بغاوت، ایک ایسی بغاوت جس نے اپنے بانیوں کو عام نگاہوں میں بے یار و مددگار ناکامیاب دنیا کی مصیبتوں میں مبتلا ظاہر کیا، لیکن انھیں اس قابل بنا دیا کہ وہ اُس امن و سکون و مسرت سے لطف اندوز ہو سکیں جس کے لئے فضول طور سے دنیا تڑپ رہی ہے، اور اپنے متعلق

غیر مقاومت پذیر ہمدردی نوع انسانی میں پیدا کردیں۔" گبن کہتا ہے علی، حسن، حسین اور باقی ائمہ اگرچہ اسلحہ نہیں رکھتے تھے، اُن کے پاس دولت کے خزانے بھی نہ تھے۔ اُن کے پاس رعایا بھی موجود نہ تھی۔ تاہم انھیں برابر لوگوں کی عزت و احترام اور عقیدتمندیاں حاصل رہیں۔

اُن کے ناموں سے دوسرے لوگوں نے بغاوتوں اور جنگوں میں کام لیا مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ بلند مرتبہ عالیشان، زاہد و عابد دنیا کی شان و شوکت سے متنفر رہے، خدائے تعالیٰ کی رضا پر راضی رہے۔ دنیا کے ظلم و ستم برداشت کرتے رہے، اور اپنی معصوم زندگیاں مذہب کے مطالعہ اور اُس کے مطابق عمل پیرا ہونے پر وقف کئے رہے۔"

قربانی، ایثار، بردباری اور تحمل ہی جو علی اور حسن و حسین میں اُن کی باطنی زندگی کی گہرائیوں سے پیدا ہوئی تھی، اور جن کی وجہ سے انھیں بہت سی تکلیفیں اور مصیبتوں میں مبتلا ہونا پڑا تھا جن کے وہ مستحق نہ تھے وہ چیزیں تھیں جنھوں نے ان ائمہ کا اثر عام تخیل پر قائم کر رکھا تھا۔

حسنؑ جس وقت زہر ہلاہل کے اثر سے زندگی کی آخری سانسیں لے رہے تھے۔ انھوں نے اپنے بھائی حسینؑ سے، جو زہر دینے والے کی جستجو میں، اور اُس کو سزا دینے کی فکر میں تھے یہ فرمایا۔

" بھائی اس کی تلاش نہ کرو، اُسے جانے دو، خدا کے یہاں جب میرا اُس کا سامنا ہوگا تو اُس کا فیصلہ ہو جائے گا۔"

اسی طرح حسن و حسین کے والد عالیمقدار نے بھی اپنے قاتل

کے متعلق اسی قسم کا عطوفت آمیز سلوک روا رکھا تھا۔

حسینؑ کے متعلق اُن کا کامیاب حریف یزید کہتا تھا کہ "حسینؑ خدا کے محبوب بندے ہیں، لیکن ہیں انھیں کوئی چیز حاصل نہونے دونگا۔"

دنیاوی حیثیت سے خواہ وہ کتنے ہی ناکامیاب رہیں، لیکن مولد کے لحاظ سے یہ عظیم الشان ہستیاں، تقدس و پاکبازی کے انتہائی مدارج پر فائز تھیں، اور لوگ ان اعلیٰ خصوصیات اور ان کے جذبۂ قربانی، ایثار، رافت، عطوفت کی وجہ سے انھیں عزیز رکھتے تھے۔

انھیں اس کا احساس تھا کہ وہ افراد خدا کے محبوب بندے ہیں خدا اُن سے محبت کرتا ہے۔ اور اُن کی زندگیاں اس خلا کو پُر کر دیتی ہیں، جو محمد کے (اُن کے بعد آنے والوں نے اسلام کی شکل کو) متشدد اور غیر عطوفت آمیز مذہب میں موجود تھا۔

ان برگزیدہ نفوس نے جو اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں نثار کر دینے والے، اور دنیاوی شان و شوکت سے علٰحدہ رہنے والے تھے، اور جو کبھی ایثار و قربانی کی راہ میں شیون کناں نظر نہیں آئے۔ اسلام میں وہ جذبہ پیدا کر دیا جو نرم دلی اور عطوفت پر مبنی اور ہمدردی کو ابھارنے والا ہے۔

مجرب اور منظیر دوائیں

جن دواؤں کا ذیل میں اشتہار دیا گیا ہے، یہ دوائیں سیکڑوں مرتبہ کی آزمودہ اور مجرب بلا ہیں۔ کیسا ہی مرض سخت ہو یہ دوائیں فوراً اپنا اثر دکھاتی ہیں، اور چند روز میں اپنی اکسیری خاصیت سے مریض کو صحیح و تندرست کر دیتی ہیں۔

حب پیچش مرض کتنا ہی پرانا اور مزمن ہو، اور کیسی ہی نازک حالت ہو گئی ہو اس کے استعمال سے فوراً پیچش دور ہوتی ہے فی درجن ۱۲ار محصول ۴ر

دوائے برص اگر تمام بدن سفید ہو گیا ہو، اور بال تک سفید ہو گئے ہوں، اس دوا کے استعمال سے جلد اپنی اصلی حالت پر آجاتی ہے، اور مرض کا اثر بالکل زائل ہو جاتا ہے، یہ دوا کھانے اور لگانے کے لئے علیحدہ علیحدہ بھیجی جاتی ہے۔ قیمت ۵ عہ ر

دوائے سوزاک یہ مرض موذی کتنا ہی پرانا ہو، قرح وغیرہ ہو، چند یوم کے استعمال سے بالکل رفع ہو جاتا ہے اور پھر شکایت نہیں رہتی۔ ... قیمت ۱عہ ر

روغن اکسیر یہ تیل درحقیقت اکسیر ہے، عرق النسا، وجع مفاصل، اور تمام دردوں کے لئے جو سردی سے ہوں یا گٹھیا ہو، جس کی وجہ سے بیمار پلنگ سے نہ اٹھ سکتا ہو

اس تیل کے استعمال سے مرض بالکل جاتا رہتا ہے، اور برسوں کا مریض
تندرست ہوجاتا ہے قیمت

حافظ جنین حمل ساقط ہوجاتا ہو یا بچہ پیدا ہوکر مرجاتا ہو، یا بچہ سن آنے کے بعد پانچ چھ سال کے اندر مرجاتا ہو تو اس دوا کے استعمال سے بچہ تندرست پیدا ہوتا ہے، اور عمر طبعی کو پہونچتا ہے
یہ دوا حاملہ کو پانچویں مہینے سے کھلائی جاتی ہے۔ قیمت فی ماہ عہ

دوائے خنازیر، کنٹھ مالا زخم ہوں یا گلٹیاں ہوں، دونوں حالت میں مفید ہے۔ یہ دوا تین روز کے استعمال سے کامل فائدہ پہونچاتی ہے۔ قیمت سے

دوائے دمہ کتنا ہی پرانا مرض ہو صرف تین دن کے استعمال سے دمہ جاتا رہتا ہے پھر دوا کے استعمال کی ضرورت نہیں ہوتی قیمت

دوائے صرع جس کو عوام مرگی کہتے ہیں، اس مرض کی لاجواب دوا ہے شرطیہ فائدہ کرتی ہے۔ قیمت عہ

دوائے ناصور کتنا ہی پرانا ناصور ہو، چند یوم میں جاتا رہتا ہے قیمت عہ

دوائے بواسیر چند یوم میں بواسیر بادی ہو یا خونی ہو فوراً جاتی رہتی ہے اور عمر بھر شکایت نہیں ہوتی۔ قیمت سے

دوائے قیام حمل اگر کسی شخص کے یہاں اولاد نہ ہوتی ہو تو اس دوا کے استعمال کے بعد شرطیہ حمل قرار پاتا ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ حمل نہ ہو۔ قیمت عـ

سنگ گردہ اگر گردہ میں پتھری پڑ گئی ہو، اور کسی طرح آرام نہ ہوتا ہو اس دوا کے استعمال سے پتھری فوراً نکل جاتی ہے .... قیمت للعہ ر

دوا داد اگر کسی شخص کے داد ہو گیا ہو اور نہ جاتا ہو، اس کو چاہئے ہے کہ یہ دوا ضرور استعمال کرے۔ قیمت عہ ر

حب نزلہ کتنا ہی پرانا مرض ہو فوراً جاتا ہے اور تھوڑے عرصہ کے استعمال سے مدتوں کیلئے نجات ملتی ہے۔ قیمت عہ ر

حب ذہب یہ گولیاں تمام مرضوں کے لئے جو سردی سے ہوں، اور تمام سوداوی و بلغمی امراض کے لئے مجرب ہیں ہمارا دعویٰ ہے کہ ان گولیوں کا مثل و نظیر نہیں ہے۔ قیمت فی تولہ للعہ ر

نوٹ:۔ جو حضرات دوا طلب کریں اپنا نام اور پتہ صاف تحریر کریں۔ دوسرے نصف قیمت پیشگی ادا کریں۔ تیسرے جملہ خط و کتابت کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ روانہ کریں، چوتھے امراض متذکرہ کے علاوہ ہر مرض کی مجربہ و زود اثر دوائیں روانہ کیجاتی ہیں۔ ہر ایک مریض کو لازم ہے کہ اپنا مکمل حال تحریر کرے، اور خط و کتابت کرے۔ انشاء اللہ حسب حال مجربہ نسخہ یا دوا روانہ کیجائے گی جس سے فائدہ ضرور ہوگا۔

المشتہر

سید محمد ہادی ابن جناب مولانا سید محمد [illegible] آغا [illegible] تحسین لکھنؤ